

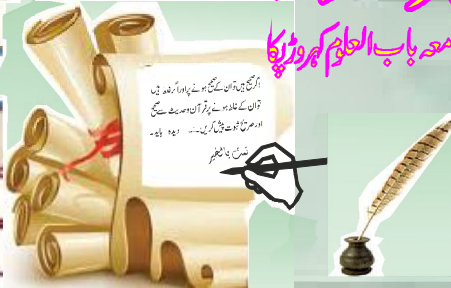
اَمَّا كَيْفَ بَدَّلَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اَمَّا كَيْفَ بَدَّلَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ

# میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟

تالیف

استاذ المناظیر  
 منیر احمد منور  
 استاذ الحرمین جامعہ باب العلوم کراچی

نَزَلَ الْأَبْرَارُ مِنْ فِجْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ  
 هَدْيُهُ الْمُهْدَى مِنَ الْفَقْهِ الْمَحْمَدِيِّ  
 كَنْزُ الْحَقَائِقِ مِنْ فِجْهِ خَيْرِ الْخَلَائِقِ  
 عَرَفُ الْجَادِي مِنْ جَنَانِ هَدْيِ الْهَادِي  
 بُدُورُ الْأَهْلَةِ مِنْ رُبُطِ الْمَسَائِلِ بِالْأَدَلَّةِ  
 فتاویٰ نذیریہ  
 فتاویٰ ثنائیہ  
 فتاویٰ ستاریہ



مکتبۃ المدینہ دارالعلوم دہلی

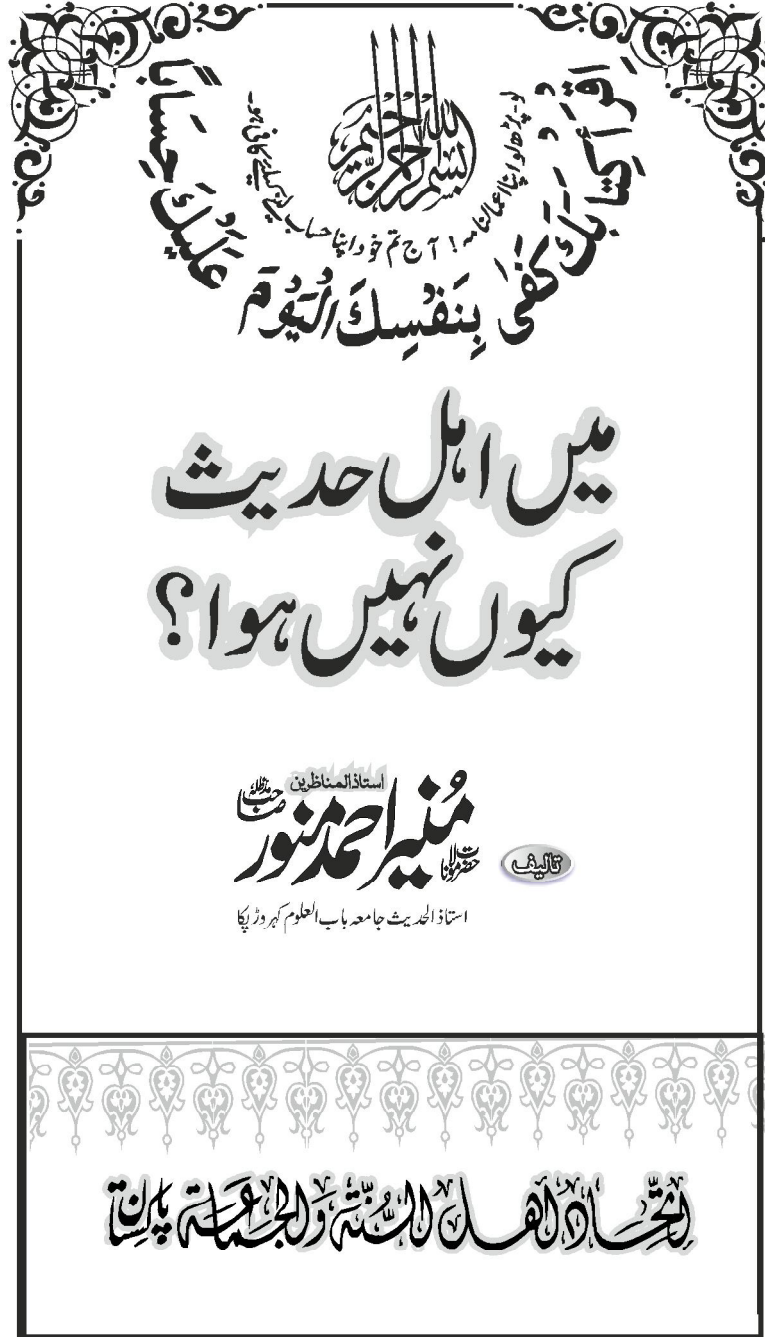
ناشر

pdfMachine

A pdf writer that produces quality PDF files with ease!

Produce quality PDF files in seconds and preserve the integrity of your original documents. Compatible across nearly all Windows platforms, if you can print from a windows application you can use pdfMachine.

Get yours now!



## ضابطہ

نام کتاب: \_\_\_\_\_ میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟  
تالیف: \_\_\_\_\_ حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب  
اہتمام: \_\_\_\_\_ ادارہ تحفظ سنت بہاولپور  
ناشر: \_\_\_\_\_ اتحاد اہل السنّت والجماعت

## ملنے کے پتے

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کھر وڑپکا 0300-7739206

سرگودھا مکتبہ اہل السنّت والجماعت ۸۷ جنوبی

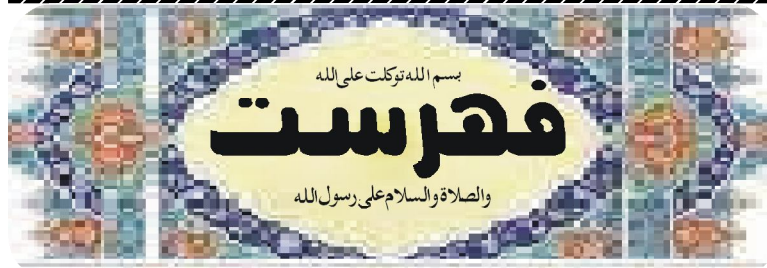
مکتبہ اسلامیہ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بالنوری ٹاؤن کراچی

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0614514929

مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

کشمیری بکڈ پوتلہ گنگ چکوال



نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	سبب تالیف	8
2	سنی نو جوان اور غیر مقلدین کے درمیان دلچسپ مکالمہ	12
3	اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نو جوان کی شرط	14
4	لطیفہ	15
5	مسائل نزل الاجراء (۱۱۵)	17
6	اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نو جوان کی شرط	40
7	غیر مقلدین کی طرف سے جواب	40
8	غیر مقلدین کے جواب پر سنی نو جوان کا تبصرہ	40
9	لعنت کا طوق اور تقلید کا پٹہ	41
10	لطیفہ	42
11	سچے اہلحدیث اور جھوٹے اہلحدیث کی علامت	42
12	لطیفہ	43
13	کتاب ہدیۃ المہدی	45
14	تعارف کتاب	45



صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
34	صحابہ کرامؓ کے بارے غیر مقلدین کا نظریہ	110
35	سنی نو جوان کا عقیدہ	111
36	لطیفہ	112
37	منصف مزاج غیر مقلد کا تجزیہ	113
38	سنی نو جوان کا مطالبہ	114
39	اہلحدیث مذہب کی چند دیگر کتب کا تعارف	115
40	مسائل عرف الجادی (۲۳۷)	117
41	نوٹ	150
42	لطیفہ	173
43	مسائل بدور الاملہ (۱۴۹)	181
44	نوٹ	192
45	نوٹ	195
46	اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نو جوان کی شرط	245
47	غیر مقلدین کی طرف سے جواب	245
48	غیر مقلدین کے جواب پر سنی نو جوان کا تبصرہ	245
49	لطیفہ	246
50	غیر مقلدین کا سنی نو جوان سے استفسار	246
51	سنی نو جوان کا جواب	246
52	مسائل فتاویٰ نذیریہ (۳۶)	248

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
53	مسائل فتاویٰ ثنائیہ (۳۳)	253
54	مسائل فتاویٰ ستاریہ (۳۵)	256
55	لطیفہ	258
56	منکرین حدیث اور منکرین فقہ کا انداز فکر ایک جیسا ہے	259
57	فائدہ	261
58	غیر مقلدین کا جواب	262
59	غیر مقلدین کے جواب پر سنی نو جوان کا تبصرہ	262
60	سنی نو جوان کے غیر مقلدین پر دس سوالات	263
61	غیر مقلدین کی طرف سے جواب	267
62	غیر مقلدین کے جواب پر سنی نو جوان کا تبصرہ	267
63	غیر مقلدین کی طرف سے ایک اور جواب	267
64	غیر مقلدین کے جواب پر سنی نو جوان کا تبصرہ	268
65	سنی نو جوان کا مطالبہ	268
66	لطیفہ	269
67	منصف مزاج غیر مقلد کا فیصلہ	270
68	ضروری نوٹ ملاحظہ کیجئے	271

ضمنی کیے گئے (۱۳۰) سوالات مندرجہ ذیل صفحات پر ملاحظہ کیجئے

﴿۱۲۲﴾﴿۱۲۲﴾﴿۱۲۱﴾﴿۱۲۰﴾﴿۹۹﴾﴿۸۸﴾﴿۸۳﴾﴿۵۲﴾﴿۳۰﴾﴿۲۷﴾  
 ﴿۱۵۱﴾﴿۱۵۰﴾﴿۱۴۷﴾﴿۱۴۵﴾﴿۱۴۵﴾﴿۱۴۱﴾﴿۱۴۱﴾﴿۱۲۳﴾﴿۱۲۳﴾

﴿۱۶۷﴾ ﴿۱۶۷﴾ ﴿۱۶۶﴾ ﴿۱۶۵﴾ ﴿۱۶۵﴾ ﴿۱۶۳﴾ ﴿۱۵۳﴾ ﴿۱۵۲﴾ ﴿۱۵۲﴾  
 ﴿۱۸۰﴾ ﴿۱۷۷﴾ ﴿۱۷۶﴾ ﴿۱۷۵﴾ ﴿۱۷۳﴾ ﴿۱۷۲﴾ ﴿۱۷۱﴾ ﴿۱۶۸﴾ ﴿۱۶۸﴾  
 ﴿۱۹۷﴾ ﴿۱۹۶﴾ ﴿۱۹۳﴾ ﴿۱۹۱﴾ ﴿۱۹۰﴾ ﴿۱۹۰﴾ ﴿۱۸۷﴾ ﴿۱۸۲﴾ ﴿۱۸۲﴾  
 ﴿۲۰۴﴾ ﴿۲۰۳﴾ ﴿۲۰۳﴾ ﴿۲۰۱﴾ ﴿۲۰۱﴾ ﴿۲۰۰﴾ ﴿۲۰۰﴾ ﴿۱۹۹﴾ ﴿۱۹۷﴾  
 ﴿۲۰۹﴾ ﴿۲۰۹﴾ ﴿۲۰۸﴾ ﴿۲۰۷﴾ ﴿۲۰۶﴾ ﴿۲۰۶﴾ ﴿۲۰۶﴾ ﴿۲۰۴﴾ ﴿۲۰۴﴾  
 ﴿۲۱۳﴾ ﴿۲۱۳﴾ ﴿۲۱۲﴾ ﴿۲۱۲﴾ ﴿۲۱۲﴾ ﴿۲۱۱﴾ ﴿۲۱۰﴾ ﴿۲۱۰﴾ ﴿۲۰۹﴾  
 ﴿۲۱۹﴾ ﴿۲۱۸﴾ ﴿۲۱۶﴾ ﴿۲۱۵﴾ ﴿۲۱۵﴾ ﴿۲۱۴﴾ ﴿۲۱۴﴾ ﴿۲۱۴﴾ ﴿۲۱۳﴾  
 ﴿۲۲۵﴾ ﴿۲۲۵﴾ ﴿۲۲۴﴾ ﴿۲۲۳﴾ ﴿۲۲۲﴾ ﴿۲۲۱﴾ ﴿۲۲۱﴾ ﴿۲۲۰﴾ ﴿۲۱۹﴾  
 ﴿۲۳۰﴾ ﴿۲۳۰﴾ ﴿۲۲۹﴾ ﴿۲۲۹﴾ ﴿۲۲۹﴾ ﴿۲۲۸﴾ ﴿۲۲۸﴾ ﴿۲۲۶﴾ ﴿۲۲۶﴾  
 ﴿۲۳۴﴾ ﴿۲۳۴﴾ ﴿۲۳۳﴾ ﴿۲۳۳﴾ ﴿۲۳۲﴾ ﴿۲۳۲﴾ ﴿۲۳۱﴾ ﴿۲۳۰﴾  
 ﴿۲۳۸﴾ ﴿۲۳۷﴾ ﴿۲۳۶﴾ ﴿۲۳۶﴾ ﴿۲۳۵﴾ ﴿۲۳۵﴾ ﴿۲۳۵﴾ ﴿۲۳۴﴾  
 ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۲﴾ ﴿۲۴۱﴾ ﴿۲۴۱﴾ ﴿۲۴۰﴾ ﴿۲۳۹﴾ ﴿۲۳۸﴾  
 ﴿۲۵۹﴾ ﴿۲۴۴﴾ ﴿۲۴۴﴾ ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۳﴾

## بسم الله الرحمن الرحيم

### ﴿سبب تالیف﴾

فقہ اسلامی کتاب وسنت کے عملی احکام کی شرعی تعبیر و تشریح کا نام ہے۔ پس جو آدمی غیر مجتہد ہو یعنی براہ راست کتاب وسنت سے اسلامی احکامات کو حل کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے لئے کتاب وسنت پر عمل کرنے کا واحد ذریعہ فقہ اسلامی ہے۔ اور صد ہا سال تک اسلامی حکومتوں میں اسلامی نظام اپنی پوری جامعیت کے ساتھ فقہ اسلامی کی شکل میں نافذ رہا ہے۔ عوامی سطح پر بھی ہر مسلمان پورے اعتماد و یقین کے ساتھ فقہ اسلامی پر عمل کر کے کتاب وسنت اور سنن نبویہ کی اسلامی و ایمانی شاہراہ پر ہمیشہ گامزن رہا ہے تا آنکہ گورنمنٹ برطانیہ کے منحوس دور میں گورنمنٹ کے زرخیز غلاموں، پروردہ شخصیتوں اور وظیفہ خوروں کے ذریعہ ایک ایسے طبقے کا وجود نامساعد طور پر پذیر ہوا جس نے فقہاء اسلام اور فقہ اسلامی بالخصوص فقہ حنفی سے متنفر کرنے کو اپنا مشن اور مقصد زندگی بنالیا۔

اس مقصد کے حصول اور مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے ایک تو فقہاء و مجتہدین پر بدگمانی اور بدزبانی کا لگاتار سلسلہ شروع کیا اور فقہاء کے فروعی اختلافات کو بھیانک شکل میں خوب اچھالا اور اپنی کم علمی و بد فہمی کی وجہ سے فقہاء کرام کے اجتہادی اختلاف کو جو باعث اجر تھا اعتقادی اختلاف کا درجہ دیکر مذاہب اربعہ کو 72 ناری فرقوں میں شامل کر دیا۔ دوسرے جن لوگوں میں اجتہاد کی اہلیت نہیں تھی ان جاہل و نااہل لوگوں کو خود سر



بنا کر ان کو اجتہاد کرنے کے غرور میں مبتلا کر کے قرآن و حدیث میں تحریف اور امت میں تفریق کا دروازہ کھولا اور قرآن و حدیث کے تقدس و عظمت کو پامال کیا۔

تیسرے اپنی کم فہمی یا کج فہمی کی وجہ سے فقہ کا کتاب و سنت سے ٹکراؤ ظاہر کر کے اس کے مقابلہ میں اپنے آپ کو خالص قرآن و حدیث کا عامل و حامل باور کرانے کی بھرپور کوشش کی۔

چوتھے جس طرح قادیانیوں نے قرآن کریم سے احمد، مسجد اقصیٰ اور ربوہ کے الفاظ چرا کر ان کو اپنے اوپر فٹ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا اسی طرح کتب حدیث و اسماء الرجال میں علم الحدیث کے ماہرین کے لئے اہل حدیث، اصحاب الحدیث اور محدثین کے الفاظ استعمال ہوئے تھے جو علم حدیث میں ان کی علمی مہارت کو ظاہر کرتے تھے ورنہ وہ سب کے سب فقہ میں کسی نہ کسی مجتہد کے مقلد تھے لیکن غیر مقلدین یعنی منکرین فقہ نے اپنی محسن گورنمنٹ برطانیہ سے سرکاری طور پر اپنے لئے اہل حدیث کا لقب الاٹ کرا کے حدیث اور محدثین کے بارے میں فضائل کی جو احادیث تھیں قادیانیوں کی طرح وہ سب کی سب اپنے اوپر چسپاں کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے لگے حتیٰ کہ وہ جہلاء غیر مقلدین جو کلمہ اور بسم اللہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے وہ بھی خوش کہ ہم بھی اہل حدیث ہیں لہذا ان محدثین کی طرح ہمیں بھی یہ فضیلتیں، یہ عظمتیں اور بشارتیں ضرور حاصل ہوں گی۔ اللہ کے فضل و کرم سے جماعت حقہ اہل السنۃ والجماعت کے اس وقت کے زعماء علماء کرام نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے ممکنہ حد تک بھرپور جدوجہد کی اور غیر مقلدین کے پیدا کردہ شکوک و شبہات اور مغالطوں کو تقریر و تحریر کے ذریعے دور کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ غیر مقلدین نے فقہ حنفی کے جن مسائل کا کتاب و سنت سے ٹکراؤ دکھایا تھا حنفی علماء کرام نے ان کو کتاب و سنت سے ثابت کر دکھایا۔ چنانچہ فتح المسبین، ایضاح الادلہ، نصرۃ المقلدین، تنبیہ الوبائیین،

مجموعہ رسائل مفتی مہدی حسن صاحب، ہدایہ فتاویٰ عالمگیری، درمختار پر اعتراضات کے جوابات، امام ابو حنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، السیف الصارم، اعلیٰ السنن اور جدید کتب میں محقق العصر رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجموعہ رسائل، تجلیات صفدر، محدث العصر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی تالیفات، مجموعہ مقالات مولانا السید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مولانا ابوبکر غازی پوری مدظلہ کی تالیفات، نیز حدیث و اہل حدیث اور شرعی فیصلے نہایت عمدہ اور قابل قدر کتابیں ہیں۔ غیر مقلدین کی گمراہی پر فتاویٰ عجم کے علاوہ اس گمراہی کے سد باب کے لئے حرمین شریفین سے مختلف تدابیر عمل میں لائی گئیں غیر مقلدیت کے بانی عبدالحق بنارس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا گیا۔

(شرعی فیصلے ص 39)

میاں نذیر حسین کو مکہ مکرمہ میں گرفتار کیا گیا اور غیر مقلدیت سے توبہ کرنے پر رہائی ہوئی۔

(شرعی فیصلے ص 435)

حرمین شریفین سے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے مفتیان کی طرف سے پانچ فتوے جاری ہوئے جو پورے عربی متن و ترجمے کے ساتھ ”شرعی فیصلے“ میں مذکور ہیں جن میں لکھا ہے کہ جو شخص مذاہب اربعہ سے الگ مذہب اختیار کرے وہ گمراہ ہے۔ اہل السنۃ والجماعت سے خارج اور اس پر تعزیر واجب ہے۔

(شرعی فیصلے ص 69، 134، 138)

شرعی فیصلے کے صفحہ 146 پر لکھا ہے کہ یہ لوگ اہل نار کے کتے ہیں۔ اور صفحہ 206 پر ”الظفر المبین“ کے فقہ دشمن مؤلف کے بارے میں لکھا ہے کہ فقہ دشمنی کے فتنہ کے اسناد کے لئے اس کو سخت سزا دینا ضروری ہے اگرچہ وہ سزا قتل کی ہو اور فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے اپنے مکتوب میں ایسے لوگوں کو اعداء اسلام لکھا ہے۔ (شرعی فیصلے

ص 218) علماء احناف کی طرف سے غیر مقلدین کو نہایت مدلل و مسکت جواب دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود جب وہ انہیں اعتراضات کا بار بار راگ الاپتے رہے تو انکے ضد و عناد اور تعصب و تمرد کو دیکھ کر ان کے عجیب و غریب مسائل کی جھلک بھی ان کو دکھائی گئی کہ شاید ان پر ان کے قرآن و حدیث والے دعوے کی حقیقت کھل جائے اور ان کی فقہ دشمنی ختم نہ ہو تو کمی ہی آجائے۔ لیکن ان لوگوں نے عجیب منطق اختیار کر رکھی ہے کہ وہ اپنے ناگفتہ بہ مسائل کو دیکھ کر فوراً جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے ہیں، ان پر لعنت بھیجتے ہیں، ہم اہل حدیث ہیں، ہم صرف قرآن و حدیث کی بات مانتے ہیں۔ ہمارے سامنے قرآن و حدیث پیش کرو۔ ہمارے بعض خفی دوستوں نے کئی بار غیر مقلدین کے اپنے شرمناک مسائل سے خلاصی پانے کے اس طریقہ کا ذکر کیا۔ اس لئے مؤلف نے ”میں اہل حدیث کیوں نہیں بھا؟“ میں بصورت مکالمہ غیر مقلدین کے مخصوص امتیازی مسائل کی پہلی قسط اُن کی کتب معتبرہ سے پورے ثبوت کے ساتھ اس انداز میں پیش کی ہے کہ اگر وہ انکار کریں گے تو اقرار سے بھی زیادہ ان کے لئے انکار باعث پریشانی ثابت ہوگا۔ (انشاء اللہ)

مجھے امید ہے کہ جب منصف مزاج غیر مقلدین اپنے مذہبی مسائل سے آگاہ ہوں گے تو وہ بھی اپنے قرآن و حدیث والے دعوے اور ”اہل حدیث کے دو اصول: فرمان خدا فرمان رسول“ والے نعرے کو بے حقیقت بلکہ خلاف حقیقت پا کر سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

۔ اک حقیقت ہے جو ہونا چاہتی ہے آشکار مدعا میرا کسی کی آبروریزی نہیں

(از مؤلف)

## بسم الله الرحمن الرحيم

”سنی نو جوان اور غیر مقلدین کے درمیان دلچسپ مکالمہ“

**غیر مقلدین۔۔ السلام علیکم۔**

**سنی۔۔** وعلیکم السلام: تشریف لائیے۔

**غ۔** واہ واہ ماشاء اللہ آپ نے تو بھائی کتابوں کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے اجازت ہو تو ہم بھی ایک نظر آپ کی لائبریری ملاحظہ کر لیں۔

**س۔۔** جی ہاں اجازت ہے آپ حضرات کتابیں ملاحظہ کیجئے میں اتنے میں چائے تیار کر لوں۔

**غ۔** بھائی بجائے چائے کے ہماری چاہت یہ ہے کہ آپ خود ہی ہمیں اس علمی باغیچہ کی سیر کرا دیں تاکہ جلد فارغ ہو کر کچھ تبادلہ خیال بھی ہو جائے۔

**س۔۔** بہت اچھا موجود کتب کا اس رجسٹر میں اندراج ہے۔ آپ اسے ملاحظہ فرمائیں میں اتنے میں کتابیں سیٹ کر لوں۔

**غ۔** کتابوں کی لسٹ دیکھ کر ایک غیر مقلد کہنے لگا بھائی مبارک ہو مبارک، زیادہ کتابیں مسلک حقہ اہل حدیث اکابرین کی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ بھائی نے ہماری دعوت قبول کر لی ہے یا عنقریب قبول کر لیں گے۔

**س۔۔** آؤ بھائی تشریف لے آؤ میں نے سب الماریاں کھول دی ہیں۔

**غ۔** واہ سبحان اللہ کتابیں دیکھ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ یہ تو اکثر کتابیں ہمارے بڑے بڑے اہل حدیث علماء حضرات کی ہیں۔ شیخ الكل فی الكل حضرت

میاں نذیر حسین، السید نواب صدیق حسن خان، نواب نور الحسن خان، نواب وحید الزمان، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ حضرات کی اکثر کتابیں موجود ہیں۔

**س۔**۔۔۔ آؤ بھائی چائے نوش فرمائیں۔

**غ۔**۔۔۔ ہم تو بھائی تبادلہ خیال کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

**س۔**۔۔۔ اُجی چائے کے بغیر تبادلہ خیال کا کیا مزہ، آؤ چائے بھی پیتے ہیں اور تبادلہ خیال بھی کرتے ہیں۔

**غ۔**۔۔۔ اچھا بھائی ہم نے چند روز پہلے آپ سے درخواست کی تھی کہ اہل حدیث صرف قرآن و حدیث پر چلتے ہیں جبکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مختلف اماموں کی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ صرف اہل حدیث مذہب حق ہے باقی سب باطل ہیں لہذا آپ اندھی تقلید چھوڑ کر تحقیق کا راستہ اختیار کریں اور اہل حدیث مذہب میں آجائیں۔

**س۔**۔۔۔ جناب ناراضگی معاف صاف اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے آپ کی نصیحت کے مطابق تحقیق کا راستہ اختیار کیا تو حقیقت میں اور بھی زیادہ پکا ہو گیا۔

**غ۔**۔۔۔ غیر مقلدین (حیران ہو کر) پوچھنے لگے بھائی وہ کیسے؟

**س۔**۔۔۔ جناب یہ تو ایک مسلمہ بات ہے کسی جماعت یا مذہب کو اختیار کرنے سے پہلے اس کو جانچا پرکھا جاتا ہے اس کی حقیقت معلوم کی جاتی ہے۔ حقیقت واضح ہو جانے کے بعد قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ کسی جماعت یا مذہب کی تحقیق کرنے اور اس کی حقیقت معلوم کرنے کا ذریعہ اس جماعت کا لٹریچر ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی اہل حدیث مذہب کی حقیقت و حقانیت معلوم کرنے کے لئے پہلے مرحلہ میں اہل حدیث حضرات کے علماء اور محدثین حضرات کی کتب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کیا، دوسرے مرحلہ میں ان کتب کے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا، تیسرے مرحلہ



میں ان کتب کا آزادانہ تحقیقی مطالعہ کیا۔ نتیجہ میں حنفیت میں مزید پختہ ہو گیا۔

غ۔ آپ کو اہل حدیث کے لٹریچر کا کہاں سے پتہ چلا؟

س۔۔ جناب غیر مقلد عالم ابوبکی امام خاں نوشہروی کی کتاب ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“، مع ضمیمہ مولانا محمد حنیف یزدانی ”تقسیم ہند کے بعد اہل حدیث کی علمی خدمات“ میری نظر سے گزری میں نے یہ کتاب منگوا لی۔ جس میں بڑے بڑے اہل حدیث علماء کی تفسیری، حدیثی، فقہی، تاریخی، طبی تمام کتب کا علمی خدمات اور علمی کارناموں کے طور پر اندراج تھا اس سے بہتر ذریعہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کتاب کی مدد سے اہل حدیث مذہب کا بڑا وسیع لٹریچر جمع کیا اور پھر رات دن ایک کر کے آزادانہ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ ”میں پہلے تو وی زیادہ لوہے دی لٹھور گا پکا خفی آں“

غ۔۔ غیر مقلدین (بے حد پریشان ہو کر) کہنے لگے کہ بھائی قصہ کیا ہے آپ نے مطالعہ تو کیا اہل حدیث علماء کی کتابوں کا اور بن گئے کپے خفی۔

### اہل حدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

س۔۔ جناب چونکہ آپ حضرات نے مجھے اہل حدیث مذہب کا بنیادی اصول یہ بتایا تھا کہ وہ صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں امتیوں کے اقوال و آراء کو نہیں مانتے چنانچہ میں نے ان کتابوں کے مطالعہ کے دوران اسی اصول و نکتہ کو پیش نظر رکھا لیکن مطالعہ میں سینکڑوں مسائل ایسے سامنے آئے جن سے چند مسائل لیکر مختلف بڑے بڑے اہل حدیث علماء کی خدمت میں حاضر ہوا، طریقہ یہ تھا کہ ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“ کے علاوہ دیگر کتابیں بھی ہمراہ ہوتیں۔ میں پہلے اہل حدیث کی علمی خدمات کا صفحہ نکال کر دکھاتا اور عرض کرتا کہ جناب اس صفحہ پر اہل حدیث حضرات کی فلاں کتاب کا اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامے کے طور پر اندراج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ حضرات کی معتبر کتاب ہے۔ پھر وہ کتاب نکالتا

اور اس سے مسئلہ پیش کر کے عرض کرتا کہ جناب مجھے اہل حدیث مذہب کی خوبی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ہر مسئلہ صرف قرآن و حدیث سے بتاتے ہیں۔ ان کا نعرہ ہے اہل حدیث کے دو اصول، فرمان خدا اور فرمان رسول۔ آپ برائے مہربانی اس مسئلہ کی خالص قرآن یا حدیث سے دلیل تحریر فرمادیں۔ اپنی یا کسی امتی کی رائے و قول تحریر نہ کریں۔ لیکن ہر جگہ گالی گلوچ سے تواضع کی گئی۔ آخر میرے دل نے گواہی دی کہ اہل حدیث مذہب کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ”ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور“۔

غ۔۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اہل حدیث علماء قرآن و حدیث سے مسئلہ نہ بتاسکیں۔

س۔۔ بھائی میں ضدی آدمی نہیں ہوں۔ میں اب بھی یہ کتابیں لیکر اہل حدیث علماء کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں آپ لے چلیں اور ان مسائل کا کتاب و سنت سے صریح ثبوت دلوادیں جسمیں امتی کی رائے شامل نہ ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اہل حدیث مذہب اختیار کر لوں گا۔

غ۔۔ اگر آپ یہ وعدہ کرتے ہیں اور اس وعدہ میں سچے ہیں تو بسم اللہ، آپ وہ مسائل پیش کریں انشاء اللہ ہم ہی آپ کو مطمئن کر دیں گے۔

س۔۔ بھائی آپ کے بڑے بڑے علماء اور شیخ الحدیث مطمئن نہیں کر سکے آپ کیسے مطمئن کریں گے۔

غ۔۔ یہ تو اپنی اپنی تحقیق اور سمجھ کی بات ہے۔

### لطیفہ:

س۔۔ بھائی مسائل تو میں بعد میں عرض کروں گا پہلے ایک لطیفہ سن لو۔ ایک کوڑے نے اپنے بچے کو نصیحت کی بیٹا! جب تم کسی آنے والے شخص کو دیکھو کہ وہ نیچے جھکا ہے تو فوراً اڑ جاؤ شاید کہ وہ پتھر اٹھا کر مارے۔ بچے نے کہا اباجی! ایسے نہیں جب کسی کو آتا دیکھو تو فوراً

اڑ جاؤ ممکن ہے کہ وہ پہلے سے ہی پتھر لیکر آ رہا ہو۔ آپ لوگ بھی اپنے اکابر علماء سے زیادہ ہوشیار اور زیادہ صاحب تحقیق معلوم ہوتے ہیں۔ خیر میں اب غیر مقلدین حضرات کے وہ مسائل پورے ثبوت کے ساتھ عرض کیے دیتا ہوں۔ آپ ہر مسئلہ پر اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرتے جائیں۔

## نُزْلُ الْاَبْرَارِ مِنْ فَهْمِ النَّبِيِّ الْمُخْطَارِ

(نیک لوگوں کا ناشتہ نبی پاک ﷺ کی فقہ سے)

دیکھئے یہ کتاب ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“ غیر مقلد عالم مولانا ابوتحی امام خان نوشہروی کی تالیف ہے۔ جس کو مکتبہ نذیریہ اقبال ٹاؤن لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ مکتبہ غیر مقلدین کے سربراہ شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ 59 پر غیر مقلد عالم نواب وقار جنگ، علامہ وحید الزماں کی کتاب نزل الابرار کو اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامے اور فخریہ پیش کش کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ آپ اس کتاب کے مسائل سن کر یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یہ کتاب اہل حدیثوں کی نہیں ہے ورنہ اس کو اہل حدیث کی علمی خدمت کے طور پر پیش کرنے اور اس پر فخر کرنے کا کیا مطلب؟

اب مسائل پیش خدمت ہیں۔ پہلے آپ ان کو حوصلے کے ساتھ سنیں پھر ان پر خالص قرآن و حدیث سے ثبوت پیش فرمائیں۔

- 1- شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن مرد عورت ننگے ہو کر شرم گاہیں ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا (ص 19 ج 1) (۱)
- 2- اگر انگلی پانچخانہ کی جگہ داخل کی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے (ص 20 ج 1) (۲)

(۱)..... لا ینقض بالمباشرة الفاحشة وینقض بمس الذکر والفرج۔

(۲)..... لو ادخل اصبعه فی دبره فینتقض الوضوء۔

- 3۔ شرم گاہ میں لکڑی داخل کی اگر خشک نکل آئی تو وضو نہیں ٹوٹتا (ص 20 ج 1) (۱)
- 4۔ اگر لوہے یا کسی اور چیز کا (ذکر بنا کر) داخل کیا وہ خشک نکل آیا تو وضو نہیں ٹوٹتا (ص 20 ج 1) (۲)
- 5۔ اگر لکڑی کا ذکر اندر ہی غائب ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا (ص 20 ج 1) (۳)
- 6۔ کسی نے اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کر لیا تو بغیر انزال کے غسل فرض نہیں (ص 24 ج 1) (۴)
- 7۔ اگر کوئی عورت لکڑی کا ذکر بنا کر استعمال کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا (ص 24 ج 1) (۵)
- 8۔ اگر کوئی عورت با وضو ہو کر لکڑی یا لوہے کا ذکر اتنی احتیاط سے استعمال کرے کہ ذکر تو سارا اندر جاتا رہے مگر ہاتھ کی ہتھیلی اندام نہانی کو نہ لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر ہاتھ ذرا سا بھی لگ گیا تو وضو ٹوٹ جائیگا (ص 24 ج 1) (۶)
- 9۔ اگر عورت نے نابالغ لڑکے کا آلہ تناسل داخل کر لیا تو کسی پر غسل فرض نہیں (ص 24 ج 1) (۷)
- 10۔ اگر مرد اپنی دبر میں لوہے، لکڑی، مردے یا جانور کا آلہ تناسل داخل کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا (ص 24 ج 1) (۸)

(۱) (۲).....ولو ادخل خشبة او حديدا او نحوه ثم اخرجها فان رطبة انتقض والا لا -

(۳).....اما لو غيها فينتقض مطلقا -

(۴).....ولو ادخل ذكره في دبر نفسه لا يلزم الغسل الا بالانزال -

(۵) (۶) (۷) (۸).....ولا عند ادخال اصبع ونحوه كآلة الاحتقان او ذكر غير آدمي

او كرخنثي او ميت او صبي لا يشتهدى وما يصنع من نحو خشب او فلوس للمساحقة

في الدبر والفيل على القول المختار فينتقض به الوضوء ان مس الذكر او الدبر او

الفرج بلا حائل والا لا -



- 11- پانی خواہ کتنا تھوڑا ہو جب تک نجاست گرنے سے یا جانور مرنے سے اس کا رنگ یا بویا مزہ نہ بدلے وہ پاک رہتا ہے اس سے وضو جائز ہے (ص 29 ج 1) (۱)
- 12- صحیح یہ ہے کہ خنزیر، کتے وغیرہ ہر جاندار کی کھال دباغت سے یعنی رطوبات خشک کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے (ص 29 ج 1) (۲)
- 13- خنزیر کے بال، ہڈیاں، پٹھے، کھراور سینگ پاک ہیں (ص 30 ج 1) (۳)
- 14- کتا اور اس کا لعاب ہمارے محققین (اہل حدیث) کے نزدیک پاک ہے سوا سکا بیچنا اور اجرت پر دینا جائز ہے (ص 30 ج 1) (۴)
- 15- کتے کی کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا جائز ہے (ص 30 ج 1) (۵)
- 16- کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہے (ص 30 ج 1) (۶)
- 17- کتے نے کپڑے یا بدن کو کاٹا اگرچہ لعاب لگ گیا ہو تو بھی کپڑا اور جسم پاک ہے (ص 30 ج 1) (۷)

- (۱).....و كذلك بماء لم يتغير احد اوصافه بوقوع النجاسة فيه وان كان قليلا او راكدا او بموت الحيوان الدموى او غير الدموى فيه -
- (۲).....ايما اهاب دبغ فقد طهر ومثله المثانة والكرش واستثنى بعض اصحابنا جلد الخنزير والادى والصحيح عدم الاستثناء -
- (۳).....وشعر الميتة والخنزير طاهر وكذا عظمها وعصبها وحافرها وقرنها -
- (۴)(۵)(۶)(۷).....وكذا الكلب وريقه عند المحققين من اصحابنا .....فبياع ويوجر - ويتخذ جلده مصلى ودلوا .....وان اصاب فمه الماء وكذا الثوب لا ينجس بانتفاضه ولا بعضه ولا العضو ولو اصابه ريقه ولا تفسد صلاة حامله -

- 18- خمر کی تلچھٹ آٹے میں ڈال کر روٹی پکائی تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ خمر کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں (ص 30 ج 1) (۱)
- 19- شراب پینے پر حد نہیں ہے۔ (نزل الابرار ص 299 ج 2، کنز الحقائق ص 103، عرف الجادی ص 213، بدور الاہلہ ص 426، الروضة الندیہ ص 284 ج 2) (۲)
- 20- اگر کنواں (ٹنکی، حوض) چھوٹا ہو اور پانی بھی تھوڑا ہو اس میں نجاست گرنے یا جانور کے پھولنے، پھٹنے اور بال و پرا کھڑنے سے رنگ یا بو، مزہ بدل جائے تو ناپاک ہے ورنہ پاک ہے (ص 31 ج 1) (۳)
- 21- تمام حرام جانوروں کا جھوٹا پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے مگر کتے اور خنزیر کے جھوٹے کے بارے میں دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا (پانی، دودھ وغیرہ) پاک ہے (ص 31 ج 1) (۴) : ہدیۃ المہدی ص 37 ج 4
- 22- صحیح اور حق بات یہ ہے کہ ہمارے نزدیک خمر (شراب) پاک ہے (ص 31 ج 1) (۵) جبکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک ناپاک ہے (ص 299 ج 2) (۶)

- (۱).....و کذا الخبز الذی تلقی فی عجینہ وردی الخمر طاهر وحلال اکلہ اذ لا دلیل علی نجاسة الخمر۔
- (۲).....فی حد شرب الخمر ..... جلد علی ما یراہ الامام اما اربعین جلدۃ او اقل او اکثر الی ثمانین ولو بالنعال والایدی و اطراف الثیاب ۔
- (۳).....لا یفسد ماء البیر ولو کان صغیرا والماء فیہ قليل بوقوع نجاسة او موت حیوان دموی او غیر دموی لو انتفخ او تفسخ فیہ او تمعط بشرط ان لا یتغیر احد او صافہ والا یفسد ۔
- (۴).....و کذا جمیع الاسار غیر سور الکلب والخنزیر ففیہ قولان والاصح الطہارة ۔
- (۵) (۶).....ان الصحیح طہارة الخمر ۔ لیس بنجس عندنا خلافا للائمة الاربعة ۔

- 23- عورت کے پچھلے حصے کو حلال سمجھنے والا نہ کافر ہے نہ فاسق اور جو عالم ایسے شخص کو کافر کہتا ہے وہ کم علم اور کم فہم ہے (ص 46 ج 1) (۱)
- 24- خون حیض کے علاوہ باقی تمام خون، منی، رطوبت فرج، خمر، حلال و حرام جانوروں کا پیشاب، یہ سب چیزیں پاک ہیں (ص 49، 144 ج 1) (۲)
- 25- اہل حدیث کا رائج مذہب یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب پاک ہے (ص 49 ج 1) (۳)
- 26- اسی طرح اہل حدیث کے نزدیک رائج بات یہ ہے کہ کتے کا پیشاب و پانچخانہ پاک ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے (ص 50 ج 1) (۴)
- 27- گندم، چنے یا چاول وغیرہ میں انسان کا اتنا پیشاب ڈالا کہ گندم اور چنے پھول گئے پھر ان کو پانی میں ڈال کر نکال کے خشک کر لو تو پاک ہو گئے۔ (یعنی انکو کھانا جائز ہے) (ص 50 ج 1) (۵)

- (۱).....اما مستحل وطی النساء فی الدبر فلیس بکافر ولا فاسق.....ومن قال انه یکفر فهو قليل العلم والدراية۔
- (۲).....والمنی طاهر وكذلك الدم غیر دم الحيض وكذلك رطوبة الفرج وكذلك الخمر وبول ما يؤکل لحمه وما لا يؤکل لحمه من الحيوانات۔ لان الدم غیر دم الحيض ليس بنجس عندنا۔
- (۳).....اختلفوا فی لعاب الكلب والخنزیر وسورهما والار جع طهارته۔
- (۴).....وكذلك فی بول الكلب وخرائه والحق انه لا دلیل على النجاسة۔
- (۵).....ولو انتفخت الحنطة من بول الانسان او الحمص او نحوه تنقع فی الماء وتجفف فتطهر۔

28۔ اگر امام بے وضو یا حالت جنابت میں نماز پڑھا دے یا نماز کی کوئی شرط یا رکن اس سے رہ جائے تو امام دوبارہ نماز پڑھ لے لیکن مقتدیوں کی نماز ہوگئی انکو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مقتدیوں کو بتانا لازم ہے (ص 101، 102 ج 1) (۱)

29۔ نماز پڑھانے کے بعد امام نے کہا کہ میں کافر ہوں اور بحالت کفر میں نے نماز پڑھائی ہے تو بھی مقتدیوں کی نماز جائز ہے۔ وہ دوبارہ نہ پڑھیں (ص 102 ج 1) (۲)

30۔ اگر عورت بڑے آدمی کو دودھ پلائے تو جائز ہے اگرچہ وہ ڈاڑھی والا ہو، تاکہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنا جائز ہو جائے (ص 77 ج 2، (۳) عرف الجادی ص 130، کنزالحقائق ص 67، لغات الحدیث ص 85 ج 2، مادہ ”رضع“ فتاویٰ ستاریہ ص 53 ج 3 جواب نمبر 380، فتاویٰ ستاریہ میں ہے تاکہ دونوں پر کوئی بدگمانی نہ کرے (تعلقات ہموار کرنے اور پھر بدگمانی سے بچنے کا بہترین عمل ہے۔ ناقل) (بدورالابہ ص 216) نیز بدورالابہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس پر اعتراض کرنا حقیقت میں رسول اللہ ﷺ پر اور شریعت مطہرہ پر اعتراض ہے۔

31۔ اگر اونٹ کی میٹھی، گوبر یا لید سے جو نکلیں تو ان کو دھو کر کھایا جائے گا (ص 54 ج 1) (۴)

(۱).....واذا ظهر حدث امامه او مفسد آخر في راي المقتدى اعاد الامام صلاته ولا يعيد المقتدى ولا يلزم على الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او ركن -

(۲).....ولو اخبر بعد اتمام الصلاة انه كافر فلا يعيدون -

(۳).....ويجوز ارضاع الكبير ولو كان ذا لحية لتجوز النظر -

(۴).....ولو خرج شعير في بعر او روث او خشي يوكل بعد غسله -

32- سرٹا گوشت، سرٹی چربی، سرٹا گھی، سرٹا دودھ اور سرٹا ہوا و بدبودار کھانا ان سب چیزوں کا کھانا حرام نہیں (ص 54 ج 1) (۱)

33- جب سخت بارش ہو یا سخت سردی ہو یا تیز آندھی ہو خواہ دن ہو یا رات مؤذن حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ کی جگہ کہے گا الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ کہ نماز گھروں میں پڑھ لو (ص 61، 62 ج 1) (۲)

34- قاضی شوکانی اور نواب صدیق حسن خان کے نزدیک نجاستوں سے پاک ہونا اور ستر عورت، نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں (ص 111، 1 ج 1) (۳)

لہذا اگر کپڑا موجود ہونے کے باوجود برہنہ ہو کر نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہے لیکن گناہ گار ہو گا (ص 65 ج 1) (۴)

35- مردہ زیارت کرنے والے کا سلام و کلام سنتا ہے، سلام کا جواب بھی دیتا ہے لیکن زندہ اس کو سن نہیں سکتا۔ اور ہمارے سب اہل حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ بے شک مردے سنتے ہیں اور وہ زندوں کی زیارت کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ نفع حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ معتزلہ اور بعض فقہاء احناف نے اس کا انکار کیا ہے لیکن ان کی اس

(۱).....ولا يحرم اكل لحم اتنين ولا اكل شحم كذلك ولا شرب سمن ولبن ولا اكل طعام كذلك -

(۲).....واذا كان مطر او برد شديد او ريح عاصف في الليل او النهار يقول المؤذن بعد الاذان الا صلوا في الرحال او الصلاة في الرحال او يقول ذلك بدلا عن الحيعلتين (۳)(۴).....وعند الشوکانی والسید من اصحابنا تصح صلاته لان الطهارة انت الانجاس وستر العورة ليست بشرط عندهما - ورجح الشوکانی والسید من اصحابنا عدم اشتراطه فلو صلى عريانا ومعه ثوب صحت صلاته ويأثم عندهما -



بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح مردہ زیارت کرنے والے کو پہچانتا بھی ہے بالخصوص جمعہ کے دن طلوع شمس سے پہلے اور وہ اپنے پاس ہونے والی برائی سے تکلیف محسوس کرتا ہے اور نیکی سے نفع حاصل کرتا ہے (ص 180، ج 1) (۱)

36۔ اگر امام نے بے وضو یا جنبی ہونے کی حالت میں نماز جنازہ پڑھا دی تو خود امام کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ لیکن مقتدیوں کی جائز اور صحیح ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک کسی کی بھی صحیح نہیں ہے۔ جب ہمارے نزدیک نماز جنازہ صحیح ہے تو اس صورت میں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں جبکہ احناف کے نزدیک دوبارہ نماز جنازہ ضروری ہے (ص 182 ج 1، الروضة الندیہ 24 ج 1) (۲)

37۔ خطبہ جمعہ میں سے خلفاء راشدین کے ذکر کو چھوڑ دینا اولیٰ ہے (ص 153 ج 1) (۳)

38۔ اللہ تعالیٰ مرد ہے لیکن لوگوں جیسا نہیں (ص 3 ج 1) (۴)

(۱).....المیت یسمع سلام زائره و کلامه و یرد السلام غیر ان الحی لا یسمعه واصحابنا اهل الحدیث کلهم متفقون علی ان للموتی سماعا وانهم یفرحون بزیارة الاحیاء و ینتفعون بها وانکرته المعتزلة وبعض فقهاء الاحناف فلا اعتداد بقولهم وكذلك المیت یعرف زائره سیما یوم الجمعة قبل طلوع الشمس ویتاذی بالمنکر عنده و ینتفع بالخیر -

(۲).....ولو صلی الامام محدثا او جنبا لم تجز صلاته وصحت صلاة المقتدین خلفه خلافا للاحناف وفي عکسه صحت صلاة الامام ولا تجب الاعادة فی الصورتین عندنا خلافا للاحناف فی الصورة الاولى -

(۳).....و ذکر الخلفاء فیها لم ینقل من السلف الصالحین فترکه اولی -

(۴).....وَمَرُّ لَا كَالنَّاسِ -

- 39- اگر کوئی آدمی قبور کے پاس جا کر مردوں کو پکارے تو ممکن ہے کہ وہ سن لیں کیونکہ ہمارے اہل حدیث دوستوں کے نزدیک مردوں کے لیے سماع ثابت ہے اس کی شیخان (ابن تیمیہ اور ابن قیم) نے صراحت کی ہے (ص 4 ج 1) (۱)
- 40- قبر کے پاس پکارنا بدعت ہے۔ اور اس کو شرک گمان کرنا غلط ہے (ص 4 ج 1) (۲)
- 41- انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پڑنا جائز ہے اور اس میں زندے اور مردے برابر ہیں (ص 5 ج 1) (۳)
- 42- اور اجماع قطعی حجت ہے اور اس کا منکر کافر ہے البتہ اجماع ظنی اور قیاس حجت نہیں (ص 6 ج 1) (۴)
- 43- اولیاء کی کرامات برحق ہیں (ص 6 ج 1) (۵)
- 44- رسول اللہ ﷺ کے بعد امام حق ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے افضل کون ہے (ص 7 ج 1) (۶)

- (۱).....وَلَوْ نَادَى الْأَمْوَاتِ عِنْدَ قُبُورِهِمْ يُمَكِّنُ أَنْ يَسْمَعُوا لِأَنَّ الْأَمْوَاتِ لَهُمْ سَمَاعٌ عِنْدَ أَصْحَابِنَا أَهْلِ الْحَدِيثِ صَرَّحَ بِهِ الشَّيْخَانِ -
- (۲).....الدعاء عند القبر بدعة ومن ظن انه شرك فقد اخطا -
- (۳).....التوسل الى الله تعالى بانبيائه والصالحين من عباده جائز ويستوى فيه الاحياء والاموات -
- (۴).....والالهام ليس بحجة شرعية وكذلك الاجماع الظنى والقياس والاجماع القطعى حجة ومنكره كافر -
- (۵).....وَكَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ -
- (۶).....والامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي ثم الحسن بن علي ولا ندري ايهم افضل عند الله -

45۔ اہل حدیث شیعان علیؑ ہیں اور وہ اہل بیت النبیؐ اور ازواجِ نبیؐ کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق وہ کتاب اللہ اور عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں (ص 178 ج 1) (۱)

46۔ اموات زندوں کی کوشش کے ساتھ نفع اٹھاتے ہیں۔ اور نماز، روزہ، صدقہ، تلاوت قرآن، ذکر میں سے ہر عبادت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے (ص 178 ج 1) (۲)

47۔ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کفر نہیں جیسے جان بوجھ کر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنا بھی کفر نہیں (ص 9 ج 1) (۳)

48۔ اگر بے وضو آدمی نے سر یا موزے یا پٹی کو برتن میں داخل کر دیا تو مسح ہو گیا (ص 13 ج 1) (۴)

49۔ اگر پلید ہاتھ پانی میں داخل کیا پس اگر ہاتھ داخل کرنے کی وجہ سے پانی متغیر ہو گیا تو پانی پلید ہو جائے گا اور ہاتھ بھی پلید رہا اور اگر پانی متغیر نہیں ہوا تو پانی بھی پاک

(۱).....وَأَهْلُ الْحَدِيثِ شِيعَةُ عَلِيٍّ يُحِبُّونَ أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَزْوَاجَهُ وَهُمْ الْقَائِمُونَ عَلَى وَصِيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ مُتَمَسِّكُونَ بِكِتَابِ الْعِتْرَةِ۔

(۲).....وَالْأَمْوَاتُ تَنْتَفِعُ بِسَعْيِ الْأَحْيَاءِ وَثَوَابُ كُلِّ عِبَادَةٍ يَصِلُ إِلَيْهِمْ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّوْمِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ۔ اِذَا نَفَسَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَابْتِغَاءُ ثَوَابِهَا أَوْ ابْتِغَاءُ ثَوَابِ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ أَوْ الْمَالِيَّةِ إِلَى الْأَمْوَاتِ بِلَا تَعْيِينِ الْيَوْمِ وَالْوَقْتِ فَمَا لَا بَأْسَ بِهِ۔

(۳).....ان تعمد الصلاة بلا طهر غير مكفر كصلاته لغير القبلة۔

(۴).....ولو ادخل راسه الاناء او خفيه او جبيرة وهو محدث اجزاء۔

اور ہاتھ بھی پاک (ص 15 ج 1) (۱)

50- اور ہمارے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کہ لگاتار وضو کرنا فرض ہے (ص

17 ج 1) (۲)

**سوال**۔ کیا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے امام ہیں یا نہیں؟

51- صحیح بات یہ ہے کہ قے کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں (ص 19 ج 1) (۳)

52- صحیح یہ ہے کہ نخر پاک ہے (ص 19 ج 1) (۴)

53- پانی خواہ مستعمل ہو یا غیر مستعمل اگر نجاست کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو نجس ہے

اور پاک چیز کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو طاهر غیر مطہر ہے اور اگر متغیر نہ ہو تو طاهر مطہر ہے اگرچہ مستعمل ہو (ص 29 ج 1) (۵)

54- اگر کتا پانی میں گر گیا اور پانی کارنگ متغیر نہیں ہوا تو پانی پاک ہے اگرچہ پانی تک کتے کا منہ پہنچ گیا ہو (ص 30 ج 1) (۶)

(۱).....أَمَّا لَوْ كَانَ نَجَسًا فَإِنْ تَغَيَّرَ الْمَاءُ بِإِذْخَالِهِ يَصِيرُ الْمَاءُ نَجَسًا وَتَبْقَى نَجَاسَةُ الْيَدِ عَلَى حَالِهَا وَلَا فَيُطَهَّرُ۔

(۲).....وَقَالَ إِمَامُنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنَّهَا فَرِيضَةٌ۔

(۳).....واختلف في نجاسة القي والصحيح انه لا دليل على نجاسته ۔

(۴).....واصحیح ان الخمر ليس بنجس ۔

(۵).....ولا فرق عندنا بين مستعمل وغير مستعمل ولا بين ساكن ومتحرك فالمتغير

بالنجاسة نجس وبالطاهر كالصابون والاشنان والزعفران طاهر غير مطهر وغير

المتغير طاهر مطهر ولو كان مستعملا ۔

(۶).....ولو سقط في الماء ولم يتغير لا يفسد الماء وان اصاب فمه الماء ۔

- 55- ہمارے نزدیک ماء مستعمل طاهر و مطہر ہے (ص 36 ج 1) (۱)
- 56- اگر ایک آدمی بیمار ہو گیا یا پانی نہ پایا اور تیمم کر کے نماز شروع کر دی۔ نماز کے دوران تندرست ہو گیا یا پانی مل گیا تو اس کا تیمم باطل نہ ہوگا (یعنی تیمم کے ساتھ نماز صحیح ہوگی) (ص 38 ج 1) (۲)
- 57- موزہ تھوڑا پھٹا ہوا ہو تو اس پر مسح جائز ہے زیادہ پھٹا ہوا ہو تو جائز نہیں۔ احناف کے نزدیک اگر پھٹن پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے کم ہو تو قلیل ہے ورنہ کثیر ہے اور ہمارے (اہل حدیث کے) نزدیک انگلی کے ناخن کے برابر پھٹن ہو تو قلیل ہے اس سے زیادہ ہو تو کثیر ہے وَ ذَٰلِكَ اَيْضًا مِمَّا نَرَاهُ بِرَأَيْنَا (اور ہم اپنی رائے سے یہی سمجھتے ہیں) (ص 42 ج 1) (۳)
- 58- جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے (ص 55 ج 1) (۴)
- 59- اور مؤذن ساری اذان میں اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھائے رکھے (ص 63 ج 1) (۵)

- (۱).....لَا الْمَاءُ الْمُسْتَعْمَلُ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ عِنْدَنَا -
- (۲).....أَمَّا لَوْ شَرَعَ فِي الصَّلَاةِ وَقَدَّرَ عَلَى الْمَاءِ وَهُوَ يَصْلِي أَوْ عَوْفَى مِنْ مَرَضٍ أَوْ نَجَا مِنَ الْبَرْدِ وَهُوَ يَصْلِي فَيَتِمُّ صَلَاتُهُ وَلَا يَعِيدُ -
- (۳).....فَإِنْ كَانَ الْخَرَقُ يَسِيرًا جَازَ لَهُ الْمَسْحُ وَالْأَلَا وَقَدَرَهُ الْإِحْنَانُ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ الْأَصَاغِرِ وَمَا كَانَ بِقَدَرِهَا فَهُوَ الْخَرَقُ الْكَبِيرُ يَمْنَعُ الْمَسْحَ أَمَّا عِنْدَنَا فَالْخَرَقُ الْيَسِيرُ قَدَرِ الظَّفَرِ مِنْ أَصْبَعِ الْيَدِ وَمَا زَادَ فَهُوَ كَبِيرٌ وَذَلِكَ أَيْضًا مِمَّا نَرَاهُ بِرَأَيْنَا -
- (۴).....وَيَكْفُرُ جَاهِدًا وَكَذَا تَارَكَهَا عَمْدًا -
- (۵).....وَيَرْفَعُ الْمُؤَذِّنُ وَجْهَهُ إِلَى السَّمَاءِ فِي الْأَذَانِ كُلِّهِ -

- 60۔ نماز کا وہ حصہ جو فوت ہو گیا وہ پہلے ادا کر لیا پھر امام کے ساتھ اقتداء کی تو نماز صحیح ہے مگر حدیث کی مخالفت کرنے کی وجہ سے مکروہ ہے (ص 102 ج 1) (۱)
- 61۔ اگر مسبوق نے امام کے ساتھ اقتداء کی امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس نے ایک اور آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا اس کے ساتھ اپنی چھوڑی ہوئی رکعتوں میں اقتداء کر لی تو صحیح ہے پھر اگر اس دوسرے امام سے پہلے اس کی نماز پوری ہو گئی تو وہ امام سے پہلے سلام پھیر دے (ص 102 ج 1) (۲)
- 62۔ اگر نمازی نماز کے دوران اشارے کے ساتھ پانی طلب کرے یا نماز کے دوران اس طور پر سودا خرید کرے کہ چپ کر کے ٹمن دیدے اور وہ چیز لے لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 107 ج 1) (۳)
- 63۔ اگر نماز کے دوران تھوکیدان ایک ہاتھ کے ساتھ اٹھائے اور اس میں تھو کے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 107 ج 1) (۴)
- 64۔ اگر نماز کے دوران ایک ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیا تو نماز صحیح ہے (ص 108 ج 1) (۵)

- (۱).....وان ادى الصلاة التى فاتت مع الامام اولاً ثم اقتدي بالامام صحت و كرهت لمخالفة الحديث -
- (۲).....ولو وجد المسبوق تعد سلام الامام رجلاً يصلى واقتدى به صح القدوة وسلم اذا كمات صلاته قبل صلاة الامام الثانى -
- (۳).....ولو طلب الماء بالاشارة او شره بالمعاطاة لا تفسد صلاته -
- (۴).....او حمل الميزقة بيد واحد والبنق فيه -
- (۵).....كذلك لو صافح بيد واحد -

65۔ اگر نماز کے دوران بھول کر کھالیا یا جاہل ہونے کی بناء پر کھالیا تو نماز صحیح ہے (ص 110 ج 1) (۱)

66۔ اگر نمازی نے نماز میں ایسی جگہ رفع یدین کیا جہاں حدیث میں وارد نہیں ہوا تو نماز درست ہے (ص 110 ج 1) (۲)

67۔ اگر خاوند بیوی دونوں نماز پڑھ رہے ہیں بیوی نے خاوند کے بوسے لئے تو بیوی کی نماز فاسد ہے مگر خاوند کی نماز درست ہے (ص 111 ج 1) (۳)

68۔ اگر نماز کے دوران زمین سے پتھر اٹھا کر کسی آدمی کو یا پرندے کو مارا تو نماز درست ہے بشرطیکہ عمل کثیر نہ ہو (ص 112 ج 1) (۴)

**سوال۔** مسئلہ بھی حدیث میں دکھائیں اور عمل کثیر کا معیار بھی؟

69۔ اگر نماز کے دوران انگریزی کرنسی اٹھائی ہوئی ہے جس پر ان کے بادشاہ کی تصویر ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے (ص 115 ج 1) (۵)

70۔ اگر کوئی آدمی نمازی کے آگے گزرنے لگا نمازی نے اس کو روکا وہ نہیں رکا تو

(۱)..... لا تبطل صلاته وكذلك لو اكل او شرب وهوناس او جاهل -

(۲)..... ولو رفع يديه في غير ما ورد الرفع فيه لا تفسد صلاته -

(۳)..... ولو قبلت المرأة زوجها وهو في الصلاة لا تفسد صلاته وتفسد صلاتها لو هي في الصلاة -

(۴)..... ولو رمى انسانا او طائرا بحجر كان عند ه او حمله من الارض ثم رمى به لا تفسد صلاته الا اذا ارتكب العمل الكثير -

(۵)..... فالذى يحمل الدراهم الانكليزية او القرنساوية وعليها تمثال ملكهم تجوز صلاته بلا كراهة -

نمازی اس کے ساتھ بے شک قتل کرے اور اگر اس کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے (ص 113 ج 1) (۱)

71- ایک آدمی تنہا فرض نماز پڑھ رہا ہے پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو وہ اپنی نماز پر قائم رہتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جائے اگر امام سے پہلے اس کی نماز پوری ہو جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو وہ امام سے پہلے سلام پھیر دے اور اگر چاہے تو تشہد کی حالت میں بیٹھ کر انتظار کرتا رہے جب امام اپنی نماز پوری کر لے تو امام کے ساتھ سلام پھیرے (ص 132 ج 1) (۲)

72- جن لوگوں میں نیکی ظاہر ہو ان کے ساتھ توسل جائز ہے اور اگر نبی ﷺ یا فوت شدہ صلحاء مثلاً ہمارے امام حسن بن علیؑ یا ہمارے مرشد اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہمارے امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانیؒ امام ابن تیمیہ حرانیؒ امام ابن حزم اندلسیؒ امیر فی الحدیث محمد بن اسماعیل بخاریؒ یا کسی اور توسل پکڑا تو کوئی حرج نہیں (ص 161 ج 1) (۳)

(۱).....وللمصلى ان يدرا المار بتسبيح او اشارة او يد فان ابى فليقاتله فانه شيطان فان قتله فلا شئ عليه۔

(۲).....من كان فى اثناء صلاة مكتوبة ثم اقيمت دخل مع القوم على ما كان عليه فاذا انقضت صلاته فهو بالخيار اما ان يسلم او يبقى جالسا فى تشهده ينتظر ليسلم مع الامام (۳).....والتوسل بمن ظهر صلاحه ولو توسل بالنبي ﷺ او بمن مات من الصلحاء

كمامنا الحسن بن على او مرشدنا وشيخنا عبد القادر الجيلانى وامامنا احمد بن محمد بن حنبل الشيبانى او امامنا ابن تيمية الحرانى او امامنا ابن حزم الاندلسى - او اميرنا فى الحديث محمد بن اسماعيل البخارى فلا باس۔



73- نماز جنازہ میں فقط پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا جائے بعد میں نہ کیا جائے (ص 174 ج ۱) (۱)

74- دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا مستحب ہے بعض علماء کے نزدیک (ص 176 ج ۱) (۲)

75- بھینس کا وہی حکم ہے جو گائے کا ہے (ص 191 ج ۱) (۳)

76- اگر روزے دار مرد نے اپنی انگلی اپنی دبر میں داخل کی یا روزے دار عورت نے اپنی انگلی اپنی شرم گاہ میں داخل کر دی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر عورت نے روئی اپنی فرج میں داخل کی پھر اس کو نکالا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر روئی اندر غائب ہوگئی تو روزہ فاسد ہو گیا (ص 229 ج ۱) (۴)

77- خاوند نے اپنی بیوی کی شرم گاہ کے علاوہ دوسری جگہ میں جماع کیا اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہے ورنہ فاسد نہیں ہے (ص 229 ج ۱) (۵)

78- جس روزہ دار نے جانور یا مردہ یا بچے یا بچی کے ساتھ جماع کیا تو اس پر فقط قضاء ہے، کفارہ نہیں (ص 231 ج ۱) (۶)

(۱).....ولا يرفع يديه الا في التكبير الاولى -

(۲).....واستحب بعض العلماء التلقين بعد الدفن -

(۳).....وَالْجَامُوسُ لَهُ حُكْمُ الْبَقَرَةِ -

(۴).....لو ادخل اصبعه في دبره او ادخلت اصبعها في فرجها لا يفسد الصوم وكذلك

لو ادخلت قطنه ثم اخرجتها وان غابت في فرجها فسد بالاتفاق -

(۵).....لو جامع امراته فيما دون الفرج ولم ينزل لم يفسد والا فسد -

(۶).....وكذلك لا كفارة على من جامع بهيمة او ميتة او صبيا او صغيرة بل تجب

القضاء فقط -

- 79- اگر معتکف نے اعتکاف سے نکلنے کی صرف نیت کی اگرچہ نکلا نہیں تب بھی اعتکاف باطل ہو جاتا ہے (ص 238 ج 1) (۱)
- 80- صحابی کا اجتہاد حجت نہیں ہے (ص 239 ج 1) (۲)
- 81- اولیاء کی قبور کی خدمت کرنا اور ان کا مجاور بننا حصول برکت کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں (ص 241 ج 1) (۳)
- 82- اگر محرم و قوف عرفہ یا طواف افاضہ سے پہلے عورت کے ساتھ جماع کر لے تو اس کا حج فاسد نہیں ہوتا اور اس پر دم بھی نہیں جبکہ مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کے نزدیک حج فاسد ہو جاتا ہے (ص 253 ج 1) (۴)
- 83- نکاح میں گانا اور مزامیر مستحب ہیں۔ نکاح، عید اور ختنہ وغیرہ، خوشی کے رسموں میں گانے بجانے کو حرام قرار دینا غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ مروجہ مزامیر کا قیاس کیا جائے گا دف پر اور ظاہر یہ ہے کہ دف بجانا واجب ہے (ص 3 ج 2، ص 73 ج 2، ص 94 ج 3) (۵)

- (۱).....و یبطل بنية الخروج ولو لم يخرج -
- (۲)..... "وَاجْتِهَادُ الصَّحَابِيِّ لَيْسَ بِحُجَّةٍ"
- (۳)..... "أَمَّا سَدَنَةُ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَمُجَاوَرَتُهَا لِتَحْصِيلِ الْبُرْكََةِ فَلَا بَأْسَ بِهَا"
- (۴).....وقالت الاحناف وجمهور العلماء من اهل المذاهب الاربعة اذا وطى المحرم فى الحج قبل الوقوف فسد نسكه ووجب عليه المضى فى فاسده والذبح والقضاء على لفور من حيث احرم وان وطى بعد الوقوف لا يفسد ويجب بدنة -
- (۵).....وندب اعلان النكاح ولو بضرب الدفوف واستعمال المزامير بالغنى ومن حرمة فى النكاح والاعیاد ومراسم الفرح كالختان وغيره فقد اخطا والصحيح هو ان تقاس المزامير المرسومة فى كل بلد على الدف الوارد فى الحديث بل الظاهر يقتضى وجوب ضرب الدفوف فى النكاح - ولا باس بالغناء والمزامير فى زواج او ختان او نحوهما من مراسم الفرح -.....قلت عندنا لا باس باللعب واللهو والغناء فى النكاح والختان ومراسم الفرح -

84۔ ایک قول یہ ہے کہ نکاح میں گواہ شرط نہیں کیوں کہ گواہ بنانے کی جتنی احادیث ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ امت نے ان احادیث کو قبول کیا ہے اور عہد نبوت سے اب تک ان احادیث پر عمل ہے لہذا صحیح ہے کہ گواہوں کے بغیر نکاح جائز نہیں (ص 8 ج 2) (۱)

85۔ بیٹے نے جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے وہ اس کے باپ کی لئے اور باپ نے جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے (ص 21 ج 2) (۲)

86۔ اگر اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا تو بیوی اس پر حرام نہ ہوگی اسی طرح اگر باپ نے اپنی بہو کے ساتھ جماع کیا تو وہ اس کے بیٹے پر حرام نہ ہوگی (ص 28 ج 2) (۳)

87۔ بیٹے نے سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کیا تو اس کے باپ پر حرام نہ ہوگی (ص 80 ج 2) (۴)

88۔ میں نے بہت سارے لوگ دیکھے ہیں جو غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیتے ہیں پھر حلالہ کرا کے دوبارہ نکاح کر کے عمر بھر حرام وطی کے مرتکب ہوتے ہیں اور گناہ گار ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ اہل حدیث بن کر تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی بنا کر رجوع کر لیں یہ ان کے

(۱).....وقیل لایشترط الاشهاد لان الاحادیث التی تدل علی اشتراطہ کلھا ضعیفة ولنا ان الامة تلتقتها بالقبول وعلیہا العمل من عهد النبی ﷺ الی الان فالصحيح عدم جواز النکاح بغير الاشهاد۔

(۲).....لو زنا ابنه بامراة تحل لابیہ وكذلك لو زنا ابوہ بامراة فتحل لابنہ۔

(۳).....وكذلك لو جامع ام امراته لا تحرم علیہ امراته وكذلك لو جامع زوجة ابنه لا تحرم علی ابنه۔

(۴).....لو قبل الابن زوجة ابيه او وطیها لا تحرم علی ابيه۔

لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے (ص 33 ج 2) (۱)

89۔ متعہ کی اباحت قطعی ہے کہ اس پر اجماع ہے (ص 34 ج 2) (۲)

90۔ اگر اپنی عورت کے ساتھ جماع کیا عضو معتاد اور طریقہ معتاد کے ساتھ اور وہ ہلاک ہو گئی تو اس پر دیت واجب نہیں اور اگر لوہے یا لکڑی یا پتھر کے غیر معتاد عضو کے ساتھ جماع کیا یا غیر معتاد طریقہ کے ساتھ جماع کیا پھر ہلاک ہو گئی تو دیت واجب ہوگی (ص 56 ج 2) (۳)

91۔ مرد کے لئے جائز ہے کہ عورت کے ہاتھ کے ساتھ منی خارج کرائے مگر اپنے ہاتھ کے ساتھ جائز نہیں کیونکہ اس میں عورت کا حق ضائع ہوتا ہے اور وہ مکروہ تحریمہ ہے (ص 66 ج 2) (۴)

92۔ جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس کی ماں اور اس کی بیٹی زانی کے لئے حلال ہے (ص 21 ج 2) (۵)

(۱).....فقد رایت كثيرا منهم يطلقون نسائهم ثلثا في حالة الغضب ثم يطلبون المحلل ويزوجونها بشط التحليل به ويجلبون الاثم على انفسهم مدة عمرهم بالوقوع في الوطى الحرام اذن الاولى لهم ان يصيروا اهل الحديث ويجعلون الطلقات الثلاث واحدة رجعية ويرجعون فهذا خير لهم في الدنيا والآخرة۔

(۲).....فالا باحة قطعية لكونه قد وقع الاجماع عليه۔

(۳).....ويجوز للزوج ان يطأ امراته الصالحة للجماع بالعضو المعتاد بالطريق المعتاد فان هلكت به امراته من غير تعد منه فلا عزم عليه اما لو كان بالطريق الغير المعتاد فيغرم الدية وان جامعها بالعضو الغير المعتاد او بحجر او حديد او خشبة او نحوها وهلكت فيضمن الدية۔

(۴).....وله الاستمناء بيدها لا الاستمناء بيده لان فيه اضاعه حق المرأة وهو مكروه كراهة تحریم عندنا۔

(۵).....فلو زنا بامرأة تحل له امها و بنتها۔

- 93۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے جائز ہے کہ وہ جماع کے لئے یا جماع کی حالت میں خراٹے جیسی آوازیں نکالیں (ص 67 ج 2) (۱)
- 94۔ عورت کو طلاق رجعی دینے کے بعد اس کے ساتھ وطی فی الدبر کر کے طلاق سے رجوع کرے تو صحیح ہے (ص 133 ج 2) (۲)
- 95۔ اگر گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ مادہ جانور کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکالا تو وہ بھی حلال ہے (ص 77 ج 3) (۳)
- 96۔ قرآن وحدیث کے ظاہر کے مطابق تمام دریائی جانور حلال ہیں کیونکہ وہ مچھلی کی مختلف شکلیں ہیں حتیٰ کہ دریائی انسان بھی حلال ہے (ص 79 ج 3) (۴)
- 97۔ حشرات الارض کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں (ص 82 ج 3) (۵)
- 98۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں بجو، جنگلی بلا، جنگلی چوہا، گوہ حلال ہے (ص 83 ج 3) (۶)
- 99۔ جس باغ کے ارد گرد دیوار نہ ہو اور اس کا نگران بھی نہ ہو تو بغیر مالک کی اجازت کے اور بغیر حاجت کے درختوں کے نیچے کھڑے ہو کر ہاتھ کے ساتھ پھل توڑ کر کھانا جائز ہے جانوروں کے دودھ کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح لوبیا، چنے اور جو بھی فصل کچی کھائی جاسکتی ہے وہ اسی حکم میں ہے اور جس باغ کے ارد گرد دیوار ہو اس کا گرا ہوا پھل بھی مالک کی

- (۱)..... لا یکرہ نخرھا للجماع وحال الجماع ولا نخرہ -
- (۲)..... وكذلك تصح بالفعل مع الکراهة ای بالوطی ولو فی الدبر -
- (۳)..... تحصل ذکاة الجنین بذکاة امه -
- (۴)..... وظاهر القرآن والحديث اباحة میتات البحر کلها..... والکل سمک وان اختلفت الصور حتی الانسان البحری -
- (۵)..... قلت لا دلیل علی تحریم حشرات الارض -
- (۶)..... وقال (الشوکانی) فی النیل یباح ما عدا هذا کضبع ووبر ویربوع وضب -

- اجازت کے بغیر کھانا جائز ہے (ص 84 ج 3) (۱)
- 100۔ مضطر کے لئے جائز ہے کہ وہ حرام پیٹ بھر کر کھائے اور جنبی کہتے ہیں کہ صرف زندگی بچانے کی مقدار کھائے (ص 85 ج 3) (۲)
- 101۔ ولید بن مغیرہ، معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ، سرہ بن جندب (رضی اللہ عنہم) یہ پانچوں فاسق ہیں (معاذ اللہ) (ص 94 ج 3) (۳)
- 102۔ (قربانی کے جانوروں کی عمر لکھتے ہیں) بھیڑ، بکری تھی ہو یعنی سال پورا کر کے دوسرے سال میں شروع ہو بعض نے کہا دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو اور صحیح قول یہ ہے کہ دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو یہ شرط گائے اور بھینس کے لئے ہے اور اونٹ پانچ سال کا ہو (ص 95 ج 3) (۴)

- (۱).....ومن مر بثمرۃ بستان لا حائط علیہ ولا ناظر فله ان یاکل منه مجاناً ولو لغير حاجة ولو عن غصونه منغير ان یصعد علی شجرة او یرمیہ بحجر ولا یحمل شیئاً من الثمر ولا یاکل من ثمر مجنی مجموع الا لضرورة وکذا الباقلة والحمص وکذا زرع قائم وشرب لبن ماشیة علی الاصح.....اما اذا کان محوطاً فانه لایباح الا کل الا باذن مالکھ بالا جماع قلت هذا فی الفاکهة التی علی الاشجار اما ما سقط منها فله اکلہ عند اصحابنا اهل الحدیث -
- (۲).....ومن اضطر جاز له ان یاکل من المحرم ولو الی الشیع وقال الحنابلة ما یسد رمقه
- (۳).....یعلم ان من الصحابة من هو فاسق کالولید ومثله یقال فی حق معاویة وعمرو ومغیرة وسمرة -
- (۴).....ولا یجزئ دون الثنی من المعز ای ما کمل له سنة وشرعت فی الثانية وقیل ما کملت لها سمتان وطعنت فی الثالثة والصحیح ان هذا الاخیر للبقر والجاموس اما من الابل فلا یجزئ ما دون خمس سنین -

103۔ نافرمان اور سرکش لوگوں کے نام جیسے نام رکھنا مکروہ ہے جیسے یزید، ولید، عقبہ اور ان جیسے (ص 99 ج 3) (۱)

104۔ آنے والے مہمان کی مہمان نوازی واجب ہے جو آدمی مہمانی پر قادر ہونے کے باوجود مہمانی نہ کرے تو مہمان کے لئے جائز ہے کہ اپنی مہمانی کے برابر اس کے مال میں سے لے لے (ص 99 ج 3) (۲)

105۔ گردن میں تعویذ باندھنے اور لٹکانے میں کوئی حرج نہیں (ص 102 ج 3) (۳)

106۔ ملاقات کا مصافحہ مسنون ہے چاہے ایک ہاتھ کے ساتھ ہو اور چاہے دو ہاتھ کے ساتھ ہو (ص 105 ج 3) (۴)

107۔ عالم، دیندار، زاہد، عادل بادشاہ، دیندار حاکم کے ہاتھ اور سر کو تبرک کے طور پر بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں اور کوئی آدمی عالم یا زاہد کے سامنے درخواست کرے کہ مجھے پاؤں چومنے کی اجازت دو تو اجازت دے دیں (ص 106 ج 3) (۵)

108۔ حدیث، تفسیر، فقہ کے کاغذ میں کوئی چیز پلیٹنا جائز نہیں (ص 108 ج 3) (۶)

(۱).....وتكره التسمية باسماء العصاة الطغاة كيزيد والوليد وعقبة وامثالهم -

(۲).....فصل فى الضيافة يجب على من وجد ما يقرى به من نزل من الضيوف ان يفعل ذلك .....واذا لم يفعل القادر على الضيافة ما يجب عليه كان للضيف ان ياخذ من ماله بقدر قراء -

(۳).....فلا باس بشد التمايم او القائها على الاعناق -

(۴).....كالمصافحة فانها مسنونة وقت اللقاء بيد واحدة او بكلتا يديه -

(۵).....ولا باس بتقبيل يد الرجل العالم او الزاهد المتشرع او السلطان العادل او الحاكم المتدين على سبيل التبرك وكذا تقبيل راسه.....ولو طلب من عالم او زاهد ان يمكنه من قدمه ليقبله اجابه -

(۶).....ولا يجوز لف شئ فى كاغذ حديث او تفسير او فقه -

- 109- زندوں اور مردوں کے ساتھ توسل میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث میں ہے  
 ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّكَ وَبِمُوسَى نَجِیِّكَ“ (ص 111 ج 3) (۱)
- 110- سفید بال اکھیڑنے میں اور داڑھی کے اطراف سے بال لینے میں کوئی حرج نہیں مگر  
 ایک مشرت سے کم نہ ہو (ص 114 ج 3) (۲)
- 111- قبروں کی لپائی کرنے اور ان پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں (ص 118 ج 3) (۳)
- 112- فضائل اعمال، ضعیف حدیثیں بیان کرنا جائز ہے (ص 120 ج 3) (۴)
- 113- بکری کے اعضاء میں سے کوئی عضو بھی مکروہ نہیں مثلاً فرج، خصیہ، پتے، غدہ، مثانہ،  
 پتہ، ذکر (ص 147 ج 3) (۵)
- 114- موذی جانور کا قتل کرنا، جائز ہے جیسے باؤلا کتا، نقصان کرنے والی بلی۔ اور قتل کرنے کا  
 طریقہ یہ ہے کہ اس کو نہ مارا جائے اور نہ اس کو جلانے بلکہ ذبح کر دے (ص 148 ج 3) (۶)
- 115- بیوی اور لونڈی کے ہر عضو میں وطی کرنا حلال ہے (خواہ منہ اور دبر میں ہو۔ ناقل)  
 (ص ۱۰۲ ج ۳) (۷)

- (۱).....قلت هذا منقوض بالماثور اللهم انی اسالك بمحمد نبيك وبموسى نجيك ولا  
 باس بالتوسل عندنا سواء كان بالموات او بالاحياء -
- (۲).....ولا باس بنتف الشيب واخذ اطراف اللحية ولا ينقصها من القبضة -
- (۳).....ولا يكره تطيين القبور وقيل لا باس بالكتابة عليها -
- (۴).....يجوز بيان الاحاديث الضعيفة في فضائل الاعمال -
- (۵).....ولا شئ يكره من اعضاء الشاة وكرهت الاحناف سبعة الفرج والخصية  
 والغدة والمثانة والمرارة والذكر والدم المسفوح -
- (۶).....وجاز قتل ما يضر كالكلب العقور والهرة الضارة فيذبحها ولا يضربها ولا يحرقها
- (۷).....ومن عرسه وامته الحلال له وطبها الى كل عضو منهما -



### اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

برادر! آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہم ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے بتاتے ہیں میں نے جو آپ کے سامنے مسائل پیش کیے ہیں یقیناً یہ اہل حدیث کی معتبر کتاب سے ہیں۔ میں دو باتوں کا ذمہ دار ہوں۔ ایک یہ کہ یہ کتاب اہل حدیث حضرات کی ہے دوسرا یہ کہ اس میں یہ مسائل لکھے ہوئے موجود ہیں۔ پس اگر یہ مسائل صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے صریح اور واضح ثبوت پیش کریں۔ کسی امتی کی رائے اور قول پیش نہ کریں کیونکہ آپ کے ہاں دین میں رائے کو شامل کرنا شیطان کا کام ہے اور امتی کی تقلید کرنا شرک ہے پھر اس صورت میں آپ اہل حدیث بھی نہ رہیں گے بلکہ اہل رائے اور اہل تقلید بن جائیں گے بہر کیف اہل حدیث حضرات کسی مسئلہ کو قرآن وحدیث کے ثبوت کے بغیر نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غلط۔ (دیدہ باید)

### غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ۔۔ (غیر مقلدین اپنی عادت کے مطابق جواب دیتے ہیں) ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س۔۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تم نے کہا ہے اس سے فوراً توبہ کرو۔  
غ۔۔ جب یہ مسائل ہیں ہی بے حیائی، بے غیرتی والے تو ہم ان پر کیوں لعنت نہ کریں؟  
س۔۔ جناب میں پھر بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ توبہ کریں کیونکہ جس کتاب میں یہ مسائل لکھے ہوئے ہیں اس کا نام ہے ”نُزُلُ الْاُبْرَارِ مِنْ فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ“ یعنی نبی مختار کی فقہ سے نیک لوگوں کا ناستہ۔ اس پر لعنت بھیجنے کا مطلب ہوگا نبی پاک ﷺ کی فقہ

پر لعنت بھیجنا جو یقیناً کفر ہے جب آپ کے علماء نے اس کو نبی پاک ﷺ کی فقہ کہا ہے تو اب آپ کو چاہیے کہ لعنتیں بھیجنے کی بجائے اس پر قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کریں تاکہ تمہارا دعویٰ سچا ہو جائے۔

غ۔ ایسے گندے اور غلیظ مسائل کا نام ”نُزُلُ الْأُبْرَارِ“ نیک لوگوں کا ناشتہ، اور اس کو فَقْہُ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ کہنے پر بھی ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے مسائل کو نُزُلُ الْأُبْرَارِ مِنْ فَقْہِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ کیسے کہا جاسکتا ہے؟

س۔ جناب والا! آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں کہ اہل حدیث علماء نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ ایک غیر مقلد عالم نے ان مسائل کو لکھ کر نبی پاک ﷺ کی فقہ بنا دیا۔ جبکہ دوسرے علماء اہل حدیث نے اس کتاب کو اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامہ قرار دیا ہے۔

### لعنت کا طوق اور تقلید کا پٹہ

غ۔ (بڑے غصے کے انداز میں) ہم ان سب پر لعنت بھیجتے ہیں۔  
 س۔ جناب گستاخی معاف! آپ ان پر ان کہنے کی بجائے صاف لفظوں میں یوں کہیں ہم ان سب اہل حدیث علماء پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پھر آپ اپنی لعنتوں کے تحفہ سے ان عوام اہل حدیث کو کیوں محروم رکھتے ہیں جو کسی حنفی عالم کے حدیث دکھانے پر لا جواب ہو کر برجستہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم اس کی اپنے عالموں سے تحقیق کریں گے۔ بھائی جان! آپ اہل حدیث علماء و عوام بڑے جی دار اور مضبوط لوگ ہیں آپ اپنے بڑوں پر لعنتیں بھیج بھی سکتے ہیں اور چھوٹوں کی لعنتوں کا بوجھ بھی اٹھا سکتے ہیں میں کمزور آدمی ہوں مجھ سے یہ دونوں کام نہیں ہو سکتے اس لئے میں آپ لوگوں کے ساتھ مل کر بھانڈوں کا ہاتھی نہیں بننا چاہتا۔

**لطیفہ** اکبر بادشاہ نے بھانڈوں کو انعام میں ہاتھی دیا اس کو دو چار دنوں تک تو انہوں نے کھلایا مگر ہاتھی کو کہاں تک کھلاتے بس انہوں نے یہ کیا کہ اس کے گلے میں ڈھول ڈال کر بازار میں چھوڑ دیا اس ہاتھی نے بازار میں بہت فساد مچایا یہاں تک کہ بادشاہ تک خبر پہنچی۔ بادشاہ نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت ہم غریب لوگ ہیں ہاتھی کو کھلانے کیلئے کہاں سے لاتے۔ اور پیشہ ہمارا مانگنا اور مانگ کر کھانا ہے ہم نے اس سے بھی کہہ دیا کہ تو بھی مانگ اور کھا۔ تو! آپ کے ساتھ شا مل ہو کر نہ میں لعنتیں کر سکتا ہوں اور نہ ہی دوسروں کی لعنتوں کا بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔

غ۔۔ بالکل صحیح ہے آپ نے سچ کہا ہم اہل حدیث لوگ ایمان کے سچے، عقیدے کے پکے ہیں۔ اہل حدیث مذہب کی خاطر ہزار لعنت کا طوق بصد خوشی اپنے گلے میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لعنتوں کا یہ طوق تقلید کے پٹے سے بہر حال بہتر ہے۔ آپ ہماری کتابوں سے ایسے مسائل جتنے چاہے دکھالیں ہم پھر بھی یہی نعرہ بلند کریں گے۔

مذہب اہل حدیث زندہ باد      مذہب اہل حدیث زندہ باد

اہل حدیث کے دواصول      فرمان خدا، فرمان رسول

س۔۔ بھائی جان! آپ حضرات آئے تو تھے مجھے اہل حدیث بنانے کے لئے اور اب آپ کو اپنے مذہب کا فکر ہو رہا ہے۔ معاف کرنا! آپ کو غلط فہمی ہوئی میں آپ کو یہ مسائل اہل حدیث مسلک چھوڑانے کے لئے نہیں دکھا رہا بلکہ خود اہل حدیث بننے کے لئے دکھا رہا ہوں۔

غ۔۔ وہ کیسے؟

سچے اہلحدیث اور جھوٹے اہلحدیث کی علامت

س۔۔ وہ ایسے کہ جب آپ ان مسائل میں سے ہر مسئلہ پر قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کر دیں گے تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ آپ واقعی سچے اہل حدیث ہیں تو میں بھی اہل

حدیث بن جاؤں گا اور مذہب اہل حدیث زندہ باد کا نعرہ لگا دوں گا اور اگر ان مسئلوں پر جو تمہاری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں قرآن و حدیث سے ثبوت پیش نہ کر سکے تو میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گا کہ آپ لوگوں کے پاس قرآن و حدیث کا محض دعویٰ ہی دعویٰ اور نعرہ ہی نعرہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تو ایسے نام کے جھوٹے اہل حدیثوں سے توبہ بھلی۔ بھائی! یہ تو مجھے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے آپ کے علماء قرآن و حدیث سے اپنے ان مسائل پر ثبوت پیش کرنے سے اتنے عاجز ہیں کہ وہ قیامت کی صبح تک ان پر ثبوت پیش نہیں کر سکتے لیکن اپنے مذہب کی اتنی یتیمی اور بے چارگی دیکھنے کے باوجود اپنے مذہب پر پختگی کا راز تو بتا دیں؟ غ۔۔ جناب ہمیں بخوبی معلوم ہے اہل حدیث حضرات کے لڑچکر میں بے شمار عقائد خبیثہ اور مسائل غلیظہ لکھے ہوئے موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ صرف اور صرف اہل حدیث حق مذہب ہے۔ یہی جماعت جنتی ہے باقی سب دوزخی ہیں کیونکہ صرف اہل حدیث ہی اپنی نسبت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف کر کے اپنے آپ کو محمدی کہلاتے ہیں باقی فرقے اپنے اپنے اماموں کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلاتے ہیں ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ بڑے بڑے اہل حدیث علماء نے ان غلیظ ترین عقائد و مسائل کو معصوم پیغمبر کی طرف منسوب کر کے ایک بڑا ظلم کیا ہے تاہم! مذہب اہل حدیث کی بنیاد صرف اور صرف فرمان خدا اور فرمان رسول پر ہے ہم ایسے عمدہ اور اعلیٰ مذہب کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

### لطیفہ

**س۔۔** آپ کی یہ بات سن کر مجھے ایک چڑیا کا قصہ یاد آ گیا۔ ایک مرتبہ شکاری شکار کر کے پرندوں کو ذبح کر رہا تھا اور رو بھی رہا تھا اس کو روتے دیکھ کر ایک چڑیا نے کہا یہ شکاری کتنا خدا ترس ہے کتنے آنسو بہا رہا ہے۔ دوسری چڑیا بولی اری! تو اس کے آنسوؤں کو دیکھتی ہے اور خون سے رنگے ہوئے ہاتھوں کو نہیں دیکھتی۔ جناب! آپ لوگ بھی اہل حدیث کے دو

اصول والے نعرے اور محمدی نسبت کو تو دیکھتے ہیں لیکن اس مقدس نعرے پاکیزہ نسبت کے پردے میں جو انہوں نے عقائد خبیثہ اور مسائل غلیظہ لکھ کر اسلام اور اہل اسلام پر ظلم و ستم ڈھایا ہے اس کو نہیں دیکھتے ذرا اس پہلو پر بھی تو نظر کرو! میں اہل حدیث مذہب کے عربی، فارسی، اردو لٹریچر کا وسیع مطالعہ کر کے جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اس کی روشنی میں ازراہ ہمدردی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اس خاردار وادی کی متعفن فضاء میں سکون محسوس کرتے ہیں تو یہ ذوق اپنے تک محدود رکھئے کسی اور کو خدا را اس مذہب کی دعوت نہ دیجئے۔

غ۔۔ جب صرف اور صرف اہل حدیث مذہب حق ہے باقی سب باطل ہیں تو ہم اہلحدیث مذہب کی دعوت کیوں نہ دیں؟ ہم دعوت بھی دیں گے اور نعرہ بھی لگائیں گے۔

حق ہے حق ہے: مذہب اہل حدیث حق ہے۔

س۔۔ بہت اچھا! جب آپ نے یہ حق، حق کا نعرہ لگا ہی دیا ہے تو اب اہل حدیث مذہب کے حق کا تھوڑا سا نمونہ اور بھی ملاحظہ فرمائیں.....



## کتاب ہدیۃ المہدی من الفقہ المحمدی

﴿امام مہدی کیلئے فقہ محمدی کا تحفہ﴾

### تعارف کتاب

- دیکھئے میرے ہاتھ میں اہل حدیث مذہب کی معتبر کتاب ہدیۃ المہدی ہے۔  
 غ۔ کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ یہ اہل حدیث مذہب کی کتاب ہے؟  
 س۔۔۔ برادر یقیناً یہ اہل حدیث مذہب کی معتبر کتاب ہے اس پر میرے پاس کئی شواہد ہیں  
 1۔ ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“ کے صفحہ 59 پر اہل حدیث کی علمی خدمات اور علمی کارنامے کے طور پر اس کا اندراج ہے۔  
 2۔ اس کتاب کے سرنامہ پر لکھا ہوا ہے کہ ”ہدیۃ المہدی مشتمل بر عقائد اہل حدیث“۔  
 3۔ اس کتاب کے دیباچہ اور اس کے مندرجات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کا مؤلف اہل حدیث عالم ہے۔ صفحہ نمبر 3 پر فرماتے ہیں۔  
 ہند اور سندھ میں عمل بالحدیث عام ہو گیا ہے اور مبتدعین مقلدین کی پھیلائی ہوئی تاریکیاں دین کے چہرے سے دور ہو گئیں روز بروز عالمین بالحدیث کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور مقلدین کی تعداد کم ہو رہی ہے حتیٰ کہ کوئی ایسی چھوٹی بڑی بستی نہیں جس میں اہل حدیث کی کثیر یا قلیل جماعت موجود نہ ہو اور ارض تقلید سکڑتی جا رہی ہے۔ اس کے جھنڈے سرنگوں ہو رہے ہیں۔ (۱)

(۱).....ثم رایت انه بحمد الله شاع العمل بالحدیث وسعی الناس الیه سیما اهل الهند سعیا حیث قد کشفته عن وجوه الدین ظلمات المبتدعین المقلدین ونورت الارض بانوار الهدایة والیقین تزدید عدد العاملين بالحدیث یوما فیوما وتجلب علی المقلدین نقصا ولوما حتی انه ما بقیت قرية صغيرة ولا كبيرة الا وقد جمعت من اهل الحدیث طائفة كثيرة او یسيرة ولا تزال ارض التقليد تنقص اطرافها وتنکس اعلامها۔

پھر صفحہ 4 پر فرماتے ہیں، ”ہم نے اس کتاب میں غیر معصوم مجتہدین کے جواقوال نقل کئے ہیں وہ بطور استدلال کے نہیں بلکہ اہل حدیث قوم کے اطمینان کے لئے ہیں ورنہ ہمارے نزدیک سوائے کتاب وسنت کے کوئی اور حجت نہیں ہے“ (۱)

اور صفحہ 5 پر فرماتے ہیں، ”یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے جس میں میں نے اہل حدیث کے عقائد صحیحہ کو بیان کیا ہے۔ جب آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں تو باطن کو تعصب اور تقلید سے خالی کر لیں۔ اور اگر اس کتاب کے دوسرے جز کو حفظ کر لیں گے تو جن وانس کی تقلید سے مستغنی ہو جائیں گے۔“ (۲)

اور صفحہ 90 پر لکھا ہے، ”فرقہ ناجیہ اہل حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نہ حنفی تھے نہ شافعی بلکہ کتاب وسنت پر عامل تھے۔“ (۳)

اب آپ کو یقین ہو گیا ہو گا کہ ”ہدیۃ المہدی“ اہل حدیث حضرات کی وہ معتبر کتاب ہے جس کو انہوں نے اپنی عظیم خدمت اور علمی کارنامے کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس میں چند عقائد و مسائل بطور مشتم نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں۔

### مسائل ہدیۃ المہدی

1۔ وحید الزمان صاحب نے ہدیۃ المہدی کی تالیف و تکمیل کی دعاء میں انبیاء، صلحاء، ملائکہ مقربین کی ارواح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں نیز فرماتے ہیں اے اللہ خصوصاً ہمارے

- (۱)..... ذکرنا فی هذا الكتاب بعض اقوالهم لا استدلالا بها لانهم كسائر المجتہدین غیر معصومین عن الخطا ولا حجة عندنا غیر الكتاب والسنة بل تسلیة وتسکینا لقلوب اخواننا اهل الحديث
- (۲)..... اذا طالعت هذا الكتاب فخلص بالك من الحسد والتفنیة وجرّد جاشك من التعصب والتقلید..... الجزء الاول فی اصول الايمان و بینت فیها العقائد الصحیحة لاهل الحديث والجماعة..... واذا حفظت الجزء الثاني..... صرت غنیا من تقلید الناس والجنة
- (۳)..... وهی طائفة اصحاب الحديث وهی الفرقة الناجية..... ولم یكن ﷺ ولا اصحابه احناف ولا شوافع بل كانوا عاملین بالكتاب والسنة -

امام حسن بن علی کی روح اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح اور ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی روح اور ہمارے شیخ مجد الف ثانی کی روح کے وسیلہ سے اس کتاب کی تالیف و تکمیل میں مدد فرما۔ (۱)

- 2- اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہوتا ہے (ہدیۃ المہدی ص 9) (۲)
- 3- ہم اللہ تعالیٰ کے جسم، جوہر، متحیز، محدود، بسیط، مرکب ہونے کا نہ اثبات کرتے ہیں نہ نفی کرتے ہیں (ص 9) (۳)
- 4- اللہ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہونا اور حرکت کرنا صحیح ہے۔ (ص 11) (۴)
- 5- ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اس طرح اترتا ہے جیسے میں منبر سے اترتا ہوں (ص 11) (۵)

(۱).....اللهم ايدنى فى تاليف هذا الكتاب واتمامه بالارواح المقدسة من الانبياء والصالحين والملائكة المقربين سيما روح امامنا الحسن بن على وروح شيخنا عبد القادر الجيلانى وروح شيخنا ابن تيمية الحرانى وروح شيخنا احمد المجدد للالف الثانى -

(۲).....ويقدر ان يتجلى ويظهر فى اى صورة شاء -

(۳).....ولا نقول انه جسم او ليس بجسم او جوهر او ليس بجوهر او متحيز او ليس بمتحيز او محدود او غير محدود او بسيط او غير بسيط او مركب او غير مركب -

(۴).....صح عليه الحركة والانتقال من مكان الى مكان -

(۵).....وحكى عن ابن تيمية انه ينزل كما انا انزل من المنبر -



- 6- عبادت کے مفہوم کا دارو مدار عابد کے اعتقاد پر ہے پس اگر غیر اللہ میں ذاتی یا عطائی قدرت مستقلہ کا عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر جدید یا اذن جدید کی حاجت نہ ہو تو ایسا عقیدہ شرک ہے اس عقیدہ کے ساتھ افعال تعظیمیہ میں سے کوئی ادنیٰ فعل اس عقیدہ کے ساتھ غیر اللہ کی تعظیم کیلئے کیا جائے تو یہ اس کی عبادت ہے اور ایسا آدمی مشرک ہے جیسے مذکورہ عقیدہ کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا ہونا یا اس کے سامنے معمولی جھکنا یا اس کو بوسہ دینا لیکن اگر قادر اور مختار نہ سمجھے بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ جب اس سے کسی فعل کے صدور کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قدرت دیدیتا ہے اس عقیدہ کے ساتھ اگر صالحین مقربین کی تعظیم کے لئے کوئی آدمی اعلیٰ درجہ کے افعال تعظیمیہ ان کے لئے کرے جیسے رکوع و سجود اور طواف کرے تو وہ فیما بینہ و بین اللہ مشرک نہیں (ص 13، 14) (۱)
- 7- اگر کوئی آدمی طواف، بوسہ، قیام، رکوع، سجود جیسے تعظیمی افعال نبی یا ولی کی قبر کے

(۱).....ان مفہوم العبادۃ يرجع الى اعتقاد العابد فاذا ظن احدا غير الله انه يقدر على امر من الامور بالاستقلال او بشركة مع الله او ان له قدرة موهوبة مفوضة من الله عز وجل حتى لا يحتاج فيه الى امر جديد واذن جديد من الله سبحانه وفعل له ادنى الافعال التعظيمية بهذا الاعتقاد كالقيام بين يديه او الانحناء اليه او تقبيله فقد عبده وصار مشركا اما لو فعل هذه الافعال بل اشد منها كالسجدة والركوع والطواف لا بطريق العبودية له اعنى لم يظنه فاعلا مختارا قادرا مستقلا بقدرته واختياره ذاتيتين او الوهبيتين بل اعتقد انه لا قدرة ولا تصرف له اصلا لا على امر عظيم ولا على امر يسير الا اذا اراد الله امره بذلك ووهب له قدرة من عنده.....وانما قصد بهذه الافعال مجرد التعظيم والتحية لشعائر الله والصالحين المقربين من عباده فلا يكون مشركا فيما بينه وبين الله -- الا ترى ان عيسى ؑ قال احي الموتى باذن الله ونسب الاحياء المختص بالله سبحانه الى نفسه ولكن باذن الله فلم يرتكب شركا ولا كفرا -

پاس صاحب قبر کی تعظیم کی نیت سے کرے، عبادت کی نیت سے نہ ہو تو وہ گناہ گار ہے کافرو مشرک نہیں (ص 15) (۱)

8- انبیاء علماء سے ان کی زندگی میں جن امور کا طلب کرنا جائز تھا موت کے بعد بھی ان سے ان امور کا طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہے (ص 18) (۲)

9- زندہ یا مردہ کو غائبانہ طور پر پکارنا شرک اکبر نہیں ہے (ص 20) (۳)

10- اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ ابن تیمیہ کو انہوں نے مردہ بزرگ یا غائب بزرگ کے پکارنے کو شرک نہیں کہا جیسا کہ مشددین کہتے ہیں بلکہ مصلحتاً اس سے منع کیا ہے۔ (ص 21) (۴)

حضرت ابن عمرؓ کا پاؤں پھسلا تو کہا ”واحمداہ“۔ اویس قرنیؓ حضرت عمرؓ کی

(۱).....فلو فعل هذه الافعال التعظيمية مثل الطواف او التقبيل او القيام او الانحناء او الركوع او السجود عند قبر نبي او ولي وكان قصده التحية لصاحب القبر دون العبادة فياثم غير انه لا يصير مشركا ولا كافرا۔

(۲).....وضابطته ان الامور التي كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركا اكبر۔

(۳).....ان النداء او التوجه او الاستغاثه بغير الله في امور يقدر عليها المخلوق او اعتقاد النفع والضرر لغير الله باذن الله وحكمه واراادته ليس بشرك اكبر۔

(۴).....قال شيخنا ابن تيمية ليس لاحد ان يدعو شيخا ميتا او غائبا.....ولله در هذا الشيخ ما جعل هذه الامور شركا كما زعم المشددون ولكن جعلها ذريعة للشرك وجعل سدها سدا لابواب الشرك فيكون المنع عنها لمصلحة۔

وفات کے بعد کہا ”یا عمرہ، یا عمرہ، یا عمرہ“ پھر اس کی تائید میں سید نواب حسن صدیق خان کا یہ شعر لکھا ہے۔ قبلہ دین مددی کعبہ ایمان مددی

ابن قیم مددی قاضی شوکانی مددی (ص 23) (۱)

11- اگر لوگ غائبانہ طور پر کسی کو پکاریں عقیدہ یہ ہو کہ وہ دور سے سنتا ہے تو یہ شرک نہیں۔ اور نہ ہی پکارنے والے مشرک ہیں۔ البتہ بے وقوف ہیں۔ ہاں اس سے نبی پاک ﷺ مستثنیٰ ہیں۔ اگر نبی پاک ﷺ کو پکارے صلوٰۃ و سلام کی نیت سے تو بے شک یہ جائز ہے اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچائیں گے۔ (ص 24) (۲)

12- اگر زندہ یا مردہ یا فرشتوں سے مدد کا سوال کریں اور وہ مدد کریں اللہ کے ارادہ کے تحت، اپنی قدرت و اختیار سے نہیں، تو یہ شرک نہیں ہے۔ کیونکہ زندہ لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور فرشتے بھی مدد کرتے ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز کا سوال مردہ سے شرک ہو اور زندہ سے شرک نہ ہو (ص 26، 27) (۳)

(۱)..... وقال ابن عمر حين زل قدمه وا محمدا رواه ابن الجوزي من اصحابنا وقال اويس القرني بعد وفات عمر يا عمره يا عمره رواه ابن حبان وقال السيد في بعض تواليقه ” قبله دين مددي كعبه ايمان مددي ابن قيم مددي قاضي شوكانى مددي“ (۲)..... وان قالوا نادينا ..... ظننا انه يسمع من بعيد فهم ليسوا بمشركين ولكنهم سفهاء ..... يستثنى من هذا النبي ﷺ ان نادينا بنية الصلاة والسلام عليه فانه جائز لا مريه فيه لانه قد ورد الحديث بان لله ملائكة موكلين يبلغوني عن امتي السلام۔ (۳)..... قال ان الاعانة في المشكلات او قضاء الحاجات ولو بقدرة الله تعالى واذنه وامره ورضائه وقضائه ليس من شان الانبياء والاولياء ومن اعتقد ذلك فهو مشرك وهذا الكلام غير صحيح لان الملائكة يعينون الناس بامر الله وقضائه وارادته لا باختيارهم وقد رتهم والناس يعينون بعضهم بعضا..... ولا يمكن ان يكون سوال امر من رجل ميت شركا وسوال ذلك الامر من الحي لا يكون شركا۔

- 13- اگر کوئی شخص کہے ”يَا مِكَائِيلُ امْطُرْ بِإِذْنِ اللَّهِ عَلَيَّ اَرْضُنَا، يَا جِبْرَائِيلُ الْقِي فِي رَوْعِي كَذَا بِأَمْرِ اللَّهِ“ اے میکائیل اللہ کے حکم سے ہماری زمین پر بارش برسا، اے جبرائیل میرے دل میں اللہ کے حکم سے فلاں بات ڈال دے یا یہی پکار انبیاء اور صلحاء کی ارواح سے کرے تو شرک اکبر نہیں (ص 28) (۱)
- 14 قبروں کو بوسہ دینا، ان کو چھونا اور قبروں کے ارد گرد طواف کرنا شرک نہیں ہے (ص 29) (۲)
- 15 صحیح قول یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ یا کسی بھی نیک آدمی کی قبر کے پاس ادب و تعظیم کی نیت سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یا جائز ہے یا مکروہ یا بدعت لیکن اس کے شرک ہونے کا سلف میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہے (ص 30) (۳)
- 16 نذر اللہ کے لئے ہو لیکن کھانا وغیرہ اولیاء اللہ کی قبروں کی طرف بھیج دے تو جائز ہے۔ (ص 38) (۵)

- (۱).....وارواح الانبياء والاولياء ليست من قبيل الاصنام والافان بل هي من جنس الملائكة او اشرف منها فتقاس على الملائكة لا على الاصنام التي هي رجس فلو قال قائل يا ميكائيل امطر باذن الله على ارضنا او قال يا جبرائيل الق في روعي كذا بامر الله فهل يكون مشركا عند هذا القائل -
- (۲).....وانما كلامنا في التقبيل والمس والطواف حول القبور اذ هذه الامور ليست بشرك اكبر -
- (۳).....فالقول الصحيح ان القيام عند قبر النبي ﷺ او عند قبر ولي او صالح ولو بوضع اليمين على الشمال اذا كان بطريق الادب والتحية فهو اما جائز او مكروه وبدعة اما انه شرك فلم يتفوه به من السلف احد -
- (۵).....جائز اذا كان النذر لله والارسال الى القبر يكون بطريق الاهداء -

17- مردے وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ان کے بعد ان کے گھروں میں ہوتا ہے۔ وہ اپنی اولاد و اقارب کی نیکی کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے فسق و فجور کی وجہ سے غمگین ہوتے ہیں۔ (ص 61) (۱)

18- اس امت کے کثیر متاخرین علماء عام اصحاب رسول ﷺ سے علم و معرفت اور نشر السنۃ میں افضل ہیں۔ (ص 90) (۲)

19- اگر روئے زمین کے مجتہد ایک قول پر جمع ہو جائیں اور نبی پاک ﷺ کا فرمان اس کے خلاف ہو اس کے مقابلہ میں تمام مجتہدین کا یہ اجماعی قول اونٹ کے گوز یا گدھے کی آواز کی طرح ہے۔ (ص 102) (۳)

**سوال**۔ ”کیا اس میں فرمان رسول ﷺ ”إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ“ کی توہین نہیں ہے؟ اور کیا اس میں ”وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ“ والے فرمان خدا کی تحقیر نہیں؟ ناقل۔“

20- اہل حدیث مذہب میں بغیر کسی عذر کے اور بغیر سفر و بارش کے ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے (ص 109) (۴)

(۱).....الموتى.....يعرفون ما يكون فى اهلهم بعدهم ويستبشرون بصلاح اولادهم وعشائرهم ويهتمون بفسقهم وفجورهم -

(۲).....فان كثيرا من متاخري علماء هذه الامة كانوا افضل من عوام الصحابة فى العلم والمعرفة ونشر السنة -

(۳).....لو اجتمع مجتهدوا الارض كله على قول وقال النبى ﷺ بخلافه وقول المجتهدين على خلافه كضربة البعير او نهيق الحمير -

(۴).....الجمع بين الصلاتين من غير عذر ولا سفر ولا مطر جائز عند اهل الحديث -

21- اہل حدیث کے نزدیک نماز میں ہاتھ اٹھا کر ہر قسم کی دعا کرنا جائز ہے اگرچہ ایسی دعا کیوں نہ ہو جس کا لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے۔ (ص 110) (۱)

22- خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین کے ذکر کا التزام بدعت ہے۔ (ص 110) (۲)

23- اہل حدیث جمعہ میں صرف امام کے سامنے والی ایک اذان پر اکتفاء کرتے ہیں کیونکہ نبی پاک ﷺ سے یہی منقول ہے اور پہلی اذان تو حضرت عثمانؓ نے زیادہ کی تھی۔ (ص 110) (۳)

24- مذہب اہل حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوق ہے اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے وہ اترتا چڑھتا ہے اس کے ہاتھ، چہرہ، آنکھیں اور انگلیاں وغیرہ ہیں۔ (ص 117) (۴)

25- اہل حدیث کے نزدیک ان امور پر انکار اور رد جائز نہیں جو علماء کے درمیان مختلف فیر ہیں جیسے وضو میں پاؤں پر مسح کرنا، دعا میں توسل بالاموات، انبیاء و اولیاء کی قبور کے پاس اللہ سے دعا کرنا، نماز میں ہاتھ چھوڑنا، بیویوں اور لونڈیوں کے ساتھ دبر زنی کرنا، متعہ کرنا، ایک

(۱)..... ویجوزون الدعاء برفع الایدی فی الصلاة ای دعاء کان ولو من قبیل ما یسال عن الناس -

(۲)..... ولا یلتزمون ذکر الخلفاء لکونه بدعة -

(۳)..... ویقنعون فیہا علی الاذان التی تكون قبیل الخطبة حین یجلس الامام علی المنبر وهو الاذان الماثور عن النبی ﷺ انما النداء الثالث زادہ عثمانؓ -

(۴)..... فان اهل الحديث کلهم یشہون جهة الفوق لله تعالی وصحة الاشارة الیه وكذا له اليد والوجه والعین والاصابع وغیرها -

26- شیخان یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام ابن قیم کے نزدیک مردوں سے استعانت شرک ہے اس کے مرتکب سے توبہ کرائی جائے اگر وہ توبہ کر لے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے۔ غیر مقلدین کے علامہ شوکانی نے ان دونوں حضرات کی مراد واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے امور میں استغاثہ و استعانت جن پر سوائے اللہ کے کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے گناہ بخشنا، ہدایت دینا، بارش اتارنا، رزق وسیع کرنا، عمر طویل کرنا، اولاد دینا، زندہ کرنا، موت دینا، پیدا کرنا، تکلیف دور کرنا، بیماریوں سے شفاء دینا، یہ شرک ہے۔ لیکن ایسے امور میں استعانت جن پر مخلوق کو قدرت ہے جیسے دعا اور سفارش طلب کرنا یہ شرک نہیں ہے اگرچہ بعض صورتوں میں بدعت اور مکروہ ہے اور اس میں احیاء و اموات برابر ہیں اس کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ وہ امور جو انبیاء اور صلحاء سے ان کی زندگی میں ان سے طلب کیے جاتے تھے جیسے دعا اور سفارش طلب کرنا پس ایسے امور کا موت کے بعد ان سے طلب کرنا شرک اعتقادی نہیں ہے اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور وہ ان کی زندگی میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے موت کے بعد وہ امور ان سے طلب کرنا شرک اعتقادی ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں ان امور مختصہ کا طلب کرنا شرک تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان امور مختصہ کی غیر اللہ کی طرف نسبت مجازاً جائز ہے جیسے حضرت عیسیٰ کا قول ہے واجبی الموت باذن اللہ صرح بذلک شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) امام شوکانی نے کہا ہے کہ جن امور پر مخلوق قدرت رکھتی ہے ان میں (زندہ یا مردہ سے) مدد طلب کرنا جائز ہے لیکن جن پر مخلوق قدرت نہیں رکھتی ان میں صرف اور صرف اللہ عزوجل سے ہی مدد طلب کرنا جائز ہے اور ایک نعت وایاک نستعین سے یہی مراد ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارے جو دوست مطلق استعانت بغیر اللہ کو شرک کہتے ہیں وہ غلو کرتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں ہم اس غلو اور افراط سے اللہ

کی پناہ چاہتے ہیں (ص 18، 19) (۱)

27۔ علامہ شوکانی نے فرمایا جس نے کسی زندہ یا مردہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ وہ مستقل طور پر نفع و نقصان کا مالک ہے یا اللہ کے ساتھ شریک ہے یا اس سے ایسے امر میں استعانت کی یا اس کو پکارا یا اس کی طرف توجہ کی جس پر مخلوق کو قدرت نہیں تو وہ ابھی تک موحد نہیں بنا۔ (ص 19) (۲)

(۱).....ذهب الشيخان الى ان طلب الحوائج من الموتى والاستغاثة بهم والاستعانة منهم والتوجه اليهم شرك يستتاب صاحبه فان تاب فيها والا قتل وفسره الشوكاني من اصحابنا ان مرادهما الاستغاثة والاستعانة في امور لا يقدر عليها الا الله تعالى كغفران الذنوب والهداية وانزال الغيث وتوسيع الرزق وتطويل العمر وهبة الاولاد والاحياء والاماتة والخلق وكشف السوء والشفاء من الامراض ونحوها اما الاستغلة والاستعانة في امور يقدر عليها المخلوق مثل الدعاء او الاستشفاع فلا يمكن ان تكون شركا اكبر ولو كانت بدعة مكروهة في بعض المحال ويستوى فيها الاحياء والاموات وضابطته ان الامور التي كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركا اكبر والامور التي هي مختصة بالله وكانت لا تطلب منهم وهم احياء فطلبها منهم بعد ان ماتوا يكون شركا كما كان طلبها عنهم وهم احياء شركا الا ان يكون الاسناد مجازيا كما في قول عيسى واحيي الموتى باذن الله صرح بذلك شيخ الاسلام في بعض فتاواه..... قال الشوكاني من اصحابنا لا خلاف في جواز الاستعانة والاستغاثة بالمخلوق فيما يقدر عليه اما ما لا يقدر عليه الا الله فلا يستعان ولا يستغاث فيه الا به وهو المراد في قوله اياك نستعين وبهذا ظهر ان من اصحابنا من زعم ان مطلق الاستعانة والاستغاثة بغير الله شرك فقد غلا وتجاوز الحد نعوذ بالله من الغلو والافراط -

(۲).....وقال الشوكاني ان من اعتقد في ميت من الاموات او حي من الاحياء انه ينفعه او يضره استقلالا او مع الله او ناداه او توجه اليه او استغاث به في امر من الامور التي لا يقدر عليه المخلوق فلم يخلص التوحيد بعد ولا افرد به بالعبادة انتهى



علامہ وحید الزمان اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں اس امام کی طرف دیکھئے اس نے مندرجہ ذیل تین صورتوں کو شرک اکبر قرار دیا ہے۔

- 1..... اللہ کے بارے میں بطریق استقلال نفع و نقصان کا اعتقاد رکھنا۔
- 2..... نفع و نقصان میں اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ماننا۔
- 3..... جن امور پر مخلوق کو قدرت نہیں ان میں اس کو پکارنا یا اس کی طرف توجہ دینا یا اس سے مدد طلب کرنا یہ سب شرک اکبر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن امور پر مخلوق کو قدرت ہے ان میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا یا ان کو پکارنا یا ان کی طرف توجہ کرنا شرک اکبر نہیں ہے اس طرح غیر اللہ کے لئے نفع و نقصان کا اعتقاد رکھنا مگر اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم کے ساتھ ہو تو یہ بھی شرک اکبر نہیں ہے (ص 19، 20) (۱)

28- مردہ کے انقطاع عمل سے عدم عمل لازم نہیں آتا کیونکہ فرشتوں کے اعمال منقطع ہیں اس کے باوجود وہ ان تمام کاموں کو کرتے ہیں جن کا ان کو حکم ہوتا ہے میں نے ہمارے امام حسن بن علی کو خواب میں دیکھا وہ جماعت کو نماز پڑھا رہے ہیں میں نے بھی ان کی پیروی کی نماز پڑھی پھر میں نے ان سے پوچھا آپ یہاں کیسے نماز پڑھا رہے ہیں حالانکہ برزخ دار العمل نہیں ہے فرمایا جی ہاں! یہاں نماز واجب نہیں لیکن صالحین یہاں نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور عبادت کے ذریعے اپنے جی کو خوش کرنے کے لئے پھر میں نے نبی ﷺ کی یہ حدیث یاد کی ”رأيت موسى يُصلِّي في قبره“ اور صلوة دعا

(۱)..... انظر الى هذا الامام انما جعل الشرك الاكبر اعتقاد النفع الضرر لغير الله اذا كان بطريق الاستقلال او الشراكة مع الله وكذلك جعل النداء والتوجه والاستغاثة بغير الله شركا اكبر اذا كانت في امور لا يقدر عليها المخلوق فعلم من هذا بدهاءة ان النداء والتوجه او الاستغاثة بغير الله في امور يقدر عليها المخلوق او اعتقاد النفع والضرر لغير الله باذن الله وحكمه و ارادته ليس بشرك اكبر -

پر مشتمل ہوتی ہے اگرچہ آخرت دار تکلیف نہیں مگر کوئی چیز بھی اس سے مانع نہیں کہ میت زائر کے لئے دعا کرے۔ پھر سوال اموات سے نہیں بلکہ صلحاء کی ارواح سے ہے اور ارواح پر موت نہیں آتی اور نہ فنا ہوتے ہیں بلکہ ان میں احساس اور ادراک باقی رہتا ہے خصوصاً انبیاء اور شہداء کی ارواح کیونکہ کتاب وسنت کی نص کے مطابق ان کا حکم احياء والا حکم ہے۔ حضرت انسؓ سے مرفوع حدیث ہے ”الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ“ اور صحیح مسلم میں ہے ”إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى مُوسَى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ“ اور ہمارے امام بیہقی کی اس مسئلہ میں ایک خاص کتاب ہے جس کا نام ”کتاب حیوة الانبیاء“ ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ استغاثہ اور استعانت ان کی قبور کے پاس ہو کیونکہ دور سے وہ اپنی زندگی میں نہیں سنتے تھے تو موت کے بعد دور سے کیسے سنیں گے (ص 22) (۱)

(۱).....وانقطاع العمل لا يستلزم عدم العمل فان الملائكة اعمالهم منقطعة ومع ذلك هم يفعلون ما يؤمرون ورايت امامنا الحسن بن علي في المنام صلى بالجماعة وصليت خلفه ثم سالت عنه كيف تصلي ههنا مع ان البرزخ ليس بدار العمل فقال نعم لا تجب الصلاة ههنا ولكن الصالحين من عباد الله يصلون ها هنا ايضا تبرعا وتقيا الى ربهم وتنشيطا لانفسهم بعبادة ربهم ثم تذكرت حديث النبي ﷺ رايت موسى يصلي في قبره والصلاة مشتملة على الدعاء وحديث كاني انظر الى موسى له جوار الى ربه قال الطيبي لا يبعد منهم التقرب الى الله بالدعاء فانهم افضل من الشهداء وان كانت الآخرة ليست دار تكليف فاي مانع يمنع من دعاء الميت للزائر مع ان السؤال ليس من الاموات بل من ارواح الصلحاء والارواح لا تذوق الموت ولا تفنى بل تبقى حساسة ملركة سيما ارواح الانبياء والشهداء فان حكمهم حكم الاحياء بنص الكتاب والسنة روى ابو نعيم والبيهقي عن انس مرفوعا الانبياء احياء في قبورهم يصلون وروى مسلم في صحيحه ان النبي ﷺ راى موسيهو قائم يصلي في قبره ولا امامنا البيهقي كتاب خاص في هذه المسألة سماه كتاب حياة الانبياء نعم يجب ان تكون هذه الاستعانة والاستغاثة عند قبورهم فانهم حال كونهم احياء كانوا لا يسمعون من بعيد فكيف يسمعون من بعيد بعد الموت ۔

29۔ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی قبور کے زائرین کو جو فیوض و برکات اور لہذا نذقلیہ حاصل ہوتی ہیں ان کا ہمارے اصحاب میں سے شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم نے انکار کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب میں سے بہت سے حضرات نے اس کا اثبات کیا ہے جیسے متاخرین میں سے شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز اور سید احمد اور متقدمین میں سے امام شافعی رحمہ اللہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ سب صوفیاء کرام رحمہ اللہ کے اثبات پر متفق ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ قبور انبیاء و صلحاء کے زائرین کو فیوض و برکات کا حصول تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے لہذا اس کے انکار کی کوئی مجال نہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کیا ہے ”اَنَّ الشَّافِعِيَّ كَانَ يَتَبَرَّكُ بِقَبْرِ أَبِي حَنِيفَةَ وَيَدْعُو عِنْدَهُ فَيُسْتَجَابُ دُعَاؤُهُ“ کہ امام شافعی رحمہ اللہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ذریعہ برکات حاصل کرتے اور قبر کے پاس دعا کرتے تو ان کی دعا قبول ہو جاتی علامہ وحید الزمان نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ نقل کیا ہے کہ اہل قبور جو غیر انبیاء ہیں ان سے استمداد (مدد طلب کرنا) کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ زیارت قبور کا مقصد صرف یہ ہے کہ مردوں کے لئے دعا کرنا، ان کے لئے استغفار، دعا و تلاوت قرآن کے ذریعہ ان کو نفع پہنچانا اور مشائخ صوفیاء اور بعض فقہاء نے استمداد از اہل قبور کو ثابت کیا ہے آگے علامہ وحید الزمان غیر مقلد اپنی رائے اور اپنی تحقیق لکھتے ہیں ”میں کہتا ہوں جب مردوں کے لئے سماع اور ادراک ثابت ہے تو پھر استمداد سے کون سی چیز مانع ہے خصوصاً جب بہت سے اولیاء اللہ نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے اور وہ اتنی

تعداد میں ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ عقل ان کو جھٹلا سکتی ہے  
(ص 23) (۱)

30۔ علامہ وحید الزمان غائبانہ پکار کی مختلف صورتیں لکھتے ہیں ان میں سے بعض شرک ہیں اور بعض شرک نہیں اس کی تفصیل علامہ وحید الزمان کی تحقیق کے مطابق یہ ہے۔

1..... اگر کوئی شخص غائبانہ طور پر پکارے یا رسول اللہ، یا علی، یا حیدر کرار، یا مادر، یا محبوب، یا غوث۔ اور پکارنے والا ایسے امور کے لئے پکارے جو مخلوق کی قدرت میں نہیں اور پکارنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اس میں ذاتی یا وہبی طور پر مستقل قدرت ہے یا وہ ان امور کی قدرت میں اللہ کا شریک ہے یا غیر اللہ کے اس ندائی ذکر کو ذریعہ ثواب سمجھے یا اپنی ہر نقل و حرکت میں دائمی و نطفیہ کے طور پر پکارے تو یہ شرک اعتقادی ہے جو ایمان کے منافی ہے۔

2..... پکارنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ جن کو پکارا جا رہا ہے وہ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں یا ان کی ارواح ہر جگہ حاضر ہیں تو یہ بھی شرک اعتقادی ہے بشرطیکہ ان دونوں

(۱)..... انکر من اصحابنا الشیخان الفیوض والبرکات واللذائذ القلیبۃ الیٰ تحصل لرائر یقبور الانبیاء والصلحاء وقالوا مقصود الزیارة الدعاء والاستغفار للموتی وایصال النفع الیہم والعبرة والانزجار وتذکر الموت والتزهد فی الدنیا للزائر فحسب واثبتہا کثیر من اصحابنا کالشیخ ولی اللہ الدہلوی وابنہ عبد العزیز والسید احمد من المتأخرین والشافعی وابن حجر المکی من المتقدمین والصوفیۃ کلہم متفقون علی الاثبات وقالوا انہ مشاہد مجرب حتی انہ لم یبق للانکار مجال عندهم روى الشیخ ابن حجر فی القلائد ان الشافعی کان یتبرک بقبر ابی حنیفۃ ویدعو عنده فیستجاب دعائہ وقال الشیخ عبد الحق فی شرح المشکلة اما الاشتداد باهل القبور غیر النبی او الانبیاء فقد انکرہ کثیر من الفقہاء وقالوا لیس الزیارة الا الدعاء للموتی والاستغفار لہم وایصال النفع الیہم بالدعاء وتلاوة القرآن واثبتہ المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارہم وبعض الفقہاء رحمہم اللہ قلت اذا ثبت السماع والادراک للموتی فای مانع یمنع منہ سیما اذا جریہ کثیر من الاولیاء بحیث لا یحصی عددهم ولا یجوز العقل تکذیبہم۔

صورتوں میں علم محیط، بصر محیط، اور سمع محیط کا عقیدہ ہو۔ 3..... اور اگر پکارنے والا غلبہ محبت کی وجہ سے یا حالتِ استغراق میں پکارے یا اس گمان سے پکارے کہ اللہ تعالیٰ ندا پہنچا دے گا یا اس کو جب چاہے گا سنا دے گا یا یہ گمان ہو کہ نبی، علی یا کسی ولی میں قوتِ سماع عام لوگوں سے زیادہ ہے حتیٰ کہ اطرافِ ملک یا اطرافِ ارض تک وسیع ہے جس کی وجہ سے وہ دور سے سن لیتا ہے تو یہ شرک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو بلکہ حیوانات کو اتنی قوتِ سمع و بصر عطا کی ہے جو عام سمع و بصر سے زیادہ قوی اور زیادہ وسیع ہے (ص 25)

31: نبی ﷺ کو صلاۃ و سلام کی نیت سے پکارنا جائز ہے (ص ۲۴) (۱۲)

(۱)..... مثل قوله يا رسول الله او يا علي او يا حيدر الكرار او يا مدار او يا سلاز او يا محبوب او يا غوث ..... وان قالوا انا ناديناہ استغراقا في حبه او ظنا بان الله تعالى يبلغه ندائنا او يسمعه اذا شاء او بنية السلام عليه او ظننا انه يسمع من بعيد فهم ليسوا بمشركين ..... وجملة الكلام ان من اعتقد ان النبي ﷺ او عليا او الغوث يسمع في كل حين ومن كل مكان او ان ارواحهم حاضرة في كل مكان او ناداهم لاجل كشف الضر او الشفا او توسيع الرزق او غفران الذنوب وامثالها من امور لا يقدر عليها الا الله تعالى واعتقد انهم قادرون على هذه الامور استقلا لا بقدرة ذاتية او موهوبة من الله او بشركة مع الله او جعل نداء غير الله ذكرا شرعيا يرجو الثواب والاجر عليه او جعله وظيفة دائمية يناديه كلما قام وكلما قعد وكلما اضطجع وكلما سقط وكلما زل قدمه وكلما اصابه ظما او نصب او مخمص او نكايه او شوكة فهو مشرك خارج عن دائرة الاسلام وانما يلزم الشرك في الصورة الاولى او الثانية بشرط وهو ان يعتقد لغير الله بالعلم المحيط او البصر المحيط مثل علم الله تعالى وسمعه وبصره اما لو ظن احد بان سماع النبي ﷺ او سماع علي او سماع احد من الاولياء اوسع من سماع عامة الناس بحيث يشمل سائر اقطار الاقليم او سائر اقطار الارض فهذا لا يكون شركا لان الله تعالى قد اعطى بعض الملائكة بل بعض الحيوانات سمعا وبصرا اقوى واوسع من سمع العامة وبصرهم -

(۲)..... ان ناديناہ بنية الصلاۃ والسلام عليه فانه جائز لامرية فيه -

32 : جو آدمی غیر اللہ کو بالکل عاجز سمجھتا ہو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ لیکن جب اللہ تعالیٰ اس غیر سے کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اللہ کے حکم اللہ کے اذن اور ارادہ اور اس کی قضاء سے عمل کرتا ہے مدد کرتا ہے اور نفع نقصان پہنچاتا ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص موحد ہے مشرک نہیں ہے جیسا کہ جو آدمی یہ سمجھتا ہے کہ آگ پر جلانا اللہ کے حکم کے ساتھ ہے تو وہ موحد ہے مشرک نہیں۔ (ص ۱۷) (۱)

33- اگر اولیاء اللہ کو کسی خاص چیز کا علم ہو جائے اللہ تعالیٰ کے جنوانے کے ساتھ تو یہ بعیر نہیں کیوں کہ ابن صیاد اعداء اللہ میں سے ہے اس نے نبی پاک ﷺ کے دل کی بات بتادی کہ وہ ”دخ“ ہے اور عیسیٰ نے فرمایا میں تمہیں اس چیز کی خبر بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جس کو تم جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو وہ علم عطا کر دے جو اپنے نبیوں کو عطاء کرتا ہے کیونکہ جو چیز معجزہ کے طور پر نبی کو عطاء ہو سکتی ہے وہ ولی کو بھی بطور کرامت عطاء ہو سکتی ہے اس لئے بزرگ کا اپنے مرید کے احوال کو جان لینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہاں علم محیط کا عقیدہ شرک ہے (ص 36) (۲)

(۱).....وكل من يفهم غير الله انه عاجز بالكلية الا اذا اراد الله سبحانه ان ياخذ هذا العمل منه فيعمل بحكم الله واذنه واراادته وقضاءه وينصر ويغيث وينفع ويضر كذلك فهو موحد ليس بمشرك سواء كان ذلك الغير حيا او ميتا وهذا بعينه كمن فهم ان احراق النار بامر الله واذنه فهو موحد ليس بمشرك -

(۲).....ان العلم الخاص باعلام الله سبحانه ليس بمستبعد من اولياء الله فان ابن صياد مع كونه من اعداء الله اخبر النبي ﷺ بما كان في قلبه وقال هو الدخ وقال عيسى وابنيكم بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم وقال يوسف لا ياتيكم طعام ترزقانه الا نباتكم بتاويله قبل ان ياتيكم ويمكن ان يؤتى الله بعض اولياءه من العلم الذي اعطى انبيائه اذ ما يصلح معجزة يصلح كرامة وقد قال النبي ﷺ فعلمت ما في السماوات والارض فعلم الشيخ باحوال مریده وتلميذه ما هو عجب نعم العلم المحيط الذي يتعلق بكل معلوم او بالغيب الحقيقي.....فمن اثبت له لغيره يصير مشركا -

- 34- عبدالحسین، عبدالبی اور ان جیسے نام رکھنا مکروہ ہے مگر شرک نہیں (ص 37) (۱)
- 35- ماشاء اللہ، ثم ماشاء محمد کہنے میں کوئی کراہت نہیں (ص 37) (۲)
- 36- نبی، ولی، کعبہ، مسجد اور قبر البی کی قسم اٹھانا مکروہ ہے مگر شرک نہیں (ص 37) (۳)
- 37- مختار قول یہ ہے کہ دعا میں احیاء اور اموات کے ساتھ توسل جائز ہے خصوصاً توسل بالنبی ﷺ علامہ سبکی اور قسطلانی نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل، استغاثہ، تشفع، تضرع اور توجہ مستحسن ہے سلف و خلف میں سے اس کا کوئی بھی منکر نہیں حتیٰ کہ ابن تیمیہ آئے اور انہوں نے انکار کیا اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ توسل کے جواز کو مخض کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سب اہل علم و فضل کے ساتھ جائز ہے اور یہ توسل حقیقت میں ان کے اعمال صالحہ اور ان کے کمالات فاضلہ کے ساتھ توسل ہے اور دوسرے مقام میں فرماتے ہیں کہ انبیاء میں سے کسی نبی یا اولیاء میں سے کسی ولی یا علماء میں سے کسی ولی کے ساتھ وسیلہ پکڑنے میں کوئی حرج نہیں اور جو شخص قبر کی طرف آئے اور اللہ وحدہ سے دعا کرے اور اس میت کے ساتھ توسل کرے مثلاً یوں کہے ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَشْفِیْنِیْ مِنْ کُذَّآ وَ اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِهٰذَا الْعَبْدِ

(۱).....الملخص تدخل تحت الشرك في العادة افعال كثيرة بعضها تبلغ الى (قرب) درجة الكفر وبعضها الى درجة الحرمة وبعضها الى درجة الكراهة تحريماً او تنزيهاً.....ولكن هذه الافعال كلها لاتجعل المراسم مشرکاً کافراً و حکمها حکم شائر الذنوب اعني يمكن مغفرتها من غير توبة منها التسمية باسماء تنبى عن عبودية غير الله كعبد الحسين وعبد النبي وامثالهما

(۲).....قولهم ماشاء الله ثم ماشاء محمد فلا كراهة فيه -

(۳) واما او نبيا او وليا يكره.....وكذا الحلف بالكعبة او المسجد او قبر النبي او الولي



الصَّالِحِ فَهَذَا لَا تَرُدُّدَ فِيْ جَوَازِهِ“ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے فلاں بیماری سے شفاء عطا کر اور میں اس نیک بندے کے ساتھ تیری طرف وسیلہ پکڑتا ہوں پس اس کے جواز میں کوئی تردد نہیں (ص 49) (۱)

38۔ بحق فلاں یا بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنے میں اختلاف ہے جیسا کہ سب صوفیاء کرام میں اس کی عادت ہے صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ آدمؑ نے کہا تھا ”اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ“ اور لفظ محمد کے ذریعے دعایہ بھی نبی کریم ﷺ سے منقول ہے (ص 49، 50) (۲)

39۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہے نہ غیر کے ساتھ متحد ہے، نہ غیر میں حلول کرتے ہیں اور نہ غیر اس میں حلول کرتا ہے اور وجودیہ حلولیہ زندیق ہیں اور اسلام سے خارج ہیں لیکن صوفیہ وجودیہ خصوصاً شیخ ابن عربی وہ حلول اور اتحاد کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہے اور عرش پہ ہے وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ جہت وجود کے

(۱).....اختلفوا في جواز التوسل الى الله بانيائه والصالحين من عباده منهم من لم يجوزهم مطلقاً ومنهم من جوزه بالاحياء دون الاموات ومنهم من جوزه مطلقاً ومنهم من جوزه بالنبي لا بغيره..... واختار السبكي والشوكاني والسيد من اصحابنا القول الثالث وهو المختار..... قال السبكي يحسن التوسل والاستغاثة والتشفع زاد القسطلاني والتضرع والتوجه والتوجه بالنبي ﷺ الى ربه ولم ينكر ذلك احد من السلف والخلف حتى جاء ابن تيمية فانكره وقال الشوكاني من اصحابنا لا وجه لتخصيص جواز التوسل بالنبي ﷺ والتوسل الى الله تعالى باهل الفضل والعلم هو في الحقيقة توسل باعمالهم الصالحة ومزاياهم الفاضلة وقال في مقام آخر لا باس بالتوسل بنبي من الانبياء او ولي من الاولياء او عالم من العلماء والذي جاء الى القبر زائراً او دعا الله وحده وتوسل بذلك الميت كان يقول اللهم اني اسالك ان تشفيني من كذا واتوسل اليك بهذا العبد الصالح فهذا لا تردد في جوازه انتهى مختصراً

(۲).....اختلفوا في الدعاء بحق فلان او حرمة فلان كما هو المرسوم عند الصوفية كلهم والصحيح جوازه..... قال آدم اللهم بحق محمد عليك -



اعتبار سے حق عین خلق ہے کیونکہ وجود ایک ہے اور وہ وجود حق ہے باقی تمام چیزوں کا اپنا کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ اسی وجود حق کی وجہ سے موجود ہیں اور ماہیت و ذات کے اعتبار سے حق غیر خلق ہے کیونکہ ذات ممکن اور ماہیت ممکن، واجب تعالیٰ کی ذات و ماہیت کے مغایر ہے اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہ نے جو شیخ ابن عربی پر شدید انکار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شیخ کی مراد نہیں سمجھی اور اس میں پورا غور نہیں کیا شیخ کی کتاب ”فصوص“ کے ظاہری الفاظ کی وجہ سے یہ لوگ بدک گئے ہیں اور اگر شیخ کی دوسری کتاب ’فتوحات مکیہ‘ کو دیکھ لیتے تو وہ سمجھ جاتے کہ شیخ ابن عربی اصولاً وفروعاً اہل حدیث ہیں اور ارباب تقلید پر سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مسئلہ مذکورہ بہت دقیق ہے اور اہل حدیث پر لازم ہے کہ کتاب وسنت کے ظاہر کی تابعداری کریں اور شیخ کے بارے میں سکوت اختیار کریں۔ علامہ شوکانی نے بھی اخیر میں شیخ ابن عربی کی مذمت سے رجوع کر لیا تھا (ص 51، 50) (۱)

(۱).....ہو سبحانه خارج عن العلم بائن عن خلقه لا يتحد بغيره ولا يحل في غيره ولا يحل فيه والوجودية الحلولية زنادقة خارجة عن الاسلام اما الصوفية الوجودية ومنهم الشيخ ابن عربي فهم لا يقولون بالحلول ولا بالاتحاد الصرف بل يشتون ذات الله سبحانه بائنا عن خلقه على عرشه انما يقولون ان الحق عين الخلق من وجه يعني من جهة الوجود فان الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الاشياء موجودة بهذا الوجود ليس لها وجود مستقل كما يقول المتكلمون ان هناك وجودان وجود الواجب ووجود الممكن وغير الخلق من وجه يعني من جهة الماهية والذات فان ذات الممكن وماهيته تغاير ذات الواجب وماهيته..... وشيخنا ابن تيمية قد شدد الانكار على ابن عربي وتبعه الحافظ والتفتازاني وعندي انهم لم يفهموا مراد الشيخ ولم يمعنوا النظر فيه وانما اوحشتهم ظواهر الفاظ الشيخ في الفصوص ولو نظروا في الفتوحات لعرفوا ان الشيخ من اهل الحديث اصولاً وفروعاً ومن اشد الرادين على ارباب التقليد بالجملة المسالة دقيقة واللازم على اهل الحديث متابعة ظواهر الكتاب والسنة والسكوت عن الشيخ..... وكذلك الشوكانی من اصحابنا رجع عن ذم الشيخ في آخر امره۔

**40-** آلات و اسباب پر آثار و نتائج مرتب کرنا انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ اسباب کے بعد خود اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ آثار و نتائج پیدا کرتے ہیں (اور چونکہ اسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ظہور میں بعض دفعہ حجاب بن جاتے ہیں کم فہم لوگ اسباب میں ہی الجھ کر رہ جاتے ہیں) پس جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بلا اسباب ظاہرہ اپنی قدرت کو ظاہر فرمائیں تو اسباب کو بے اثر بنا دیتے ہیں۔ چھری چلتی ہے مگر کاٹتی نہیں، آگ موجود ہے لیکن جلاتی نہیں اور بعض دفعہ اسباب نہیں ہوتے مگر آثار و نتائج مرتب کر دیتے ہیں (حضرت مریم کو بے موسم پھل دینا، تخت بلقیس کو لانا، حضرت مریمؑ کے لئے پانی کی نہر چلا دینا) اور یہ سب کچھ مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے (ص 52) (۱)

**فائدہ:** ..... معلوم ہوا کہ معجزہ و کرامت میں نبی اور ولی کے اختیار کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ خالصتاً خلاف عادت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے (ناقل)

**41-** اللہ عز وجل عرش پر موجود ہیں اور کرسی اس کے دونوں قدموں کی جگہ ہے (ص 55) (۲)

**42-** استواء علی العرش کی آیات محکم یعنی واضح المراد ہیں اور آیات معیّت (ومثلاً وهو معہم وغیرہ) متشابہ یعنی غیر واضح المراد ہیں اور جہمیہ نے اس کے برعکس کہا ہے اس کی شیخ ابن قیم نے صراحت کی ہے (ص 56) (۳)

(۱)..... والاستطاعة بمعنى سلامة الاسباب والآلات والجوارح قبل الفعل وهي مدار الفعل واما القدرة عليه فيخلقها الله اذا اراد مع الفعل وما يوجد من الالم في المضروب عقيب ضرب انسان او الانكسار في الزجاج عقيب كسر انسان او الاحراق عقيب مس النار او الترطيب والتبريد بعد القاء الماء كل ذلك مخلوق لله تعالى لا صنع للعبد في تخليقه فاذا اراد الله غير ذلك تقع الاسباب ولا تقع الآثار السكين لا تقطع والنار لا تحرق وربما تظهر الآثار المخالفة للعادة كل ذلك مشاهد مجرب -

(۲)..... والله عز وجل على العرش والكرسي موضع قدميه -

(۳)..... آیات الاستواء والفوقية محكمة وآيات المعية متشابہة والجهمية عكيت ذلك صرح بذلك شيخنا ابن القيم -

سوال یہ ہے کہ استوئی وغیرہ میں تاویل آپ کے نزدیک کفر ہے اور ”وہو معہم“ جیسی آیات میں تاویل کیوں کفر نہیں؟

**43-** کفار اور بعض عصاة مؤمنین کے لئے قبر میں عذاب اور مؤمنین کے لئے ثواب حق ہے اور منکر و نکیر کا سوال بھی حق ہے اور عذاب و ثواب روح اور بدن دونوں کے لئے ہوتا ہے جمہور اہل السنۃ اسی کے قائل ہیں پس روح بدن کی طرف لوٹا دی جاتی ہے (ص 57) (i)

**44-** اگرچہ بدن کے اجزاء بوسیدہ ہو جائیں اور پھٹ کر بکھر جائیں اور مٹی و خاکستر ہو جائیں تب بھی روح کا ان اجزاء کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے اسی وجہ سے مردے قبروں میں زائرین کا سلام و کلام سنتے ہیں اور سلام و دعا کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ انس پکڑتے ہیں اور ان میں سے بعض نماز پڑھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتے ہیں..... اور اپنے زائرین کے احوال کو جانتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور ان کی ذوات کو دیکھتے ہیں مگر وہ اس چیز کی قدرت نہیں رکھتے کہ جب چاہیں وہ زندوں کو اپنی آوازیں سنا دیں یا اپنی ذوات دکھا دیں البتہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ان کی ذوات زندوں کو دکھا دیتے ہیں اور ان کی کلام بھی سنا دیتے ہیں اور کبھی وہ نہ سنتے ہیں نہ جانتے ہیں اور نہ اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں کیونکہ وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور قبور میں غافل ہوتے ہیں یا عالم قدس میں ایسے مشغول ہوتے

(۱).....'عذاب القبر للکافرین ولبعض عصاة المؤمنین وتنعمہ للمؤمنین حق وسوال منکر و نکیر حق وهذا العذاب والنعم علی النفس والبدن جمیعاً وہ قال جمہور اہل السنۃ فتعاد الروح الی البدن۔

ہیں کہ وہ اپنے قبور کی طرف اور اپنے دنیوی ابدان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارے شیخ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ”إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ أَوْ مَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ“ کا سیاق دلالت کرتا ہے کہ کافر مردہ دل ہے آپ اس کو ایسا سنانے پر قدرت نہیں رکھتے جس کے ساتھ وہ نفع اٹھائے جیسا کہ آپ اس کی قدرت نہیں رکھتے کہ من فی القبور یعنی مردوں کو اس طرح سنائیں کہ وہ نفع اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی یہ قطعاً مراد نہیں ہے کہ اصحاب قبور کچھ بھی نہیں سن سکتے اور یہ کیسے مراد ہو سکتی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ الوداع کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سنتے ہیں (ص 59) (۱)

45..... اور امام سبکی نے فرمایا لیکن ادراکات مثلاً علم و سماع اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شہداء اور تمام مردوں کے لئے ثابت ہے اور ہمارے شیخ ابن قیم نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی

(۱)..... وانما يبقى للروح تعلق ما باجزاء البدن وان بليت وتمزقت وتفرقت وصارت ترابا او رمادا ولذلك تسمع الموتى في القبور سلام الزائرين وكلامهم ويعرفون من يسلم عليهم ومن يدعولهم ويستانسون فيما بينهم وناس منهم يصلون ويقراون القرآن ويتزاورون ويتلاقون..... ويعلمون باحوال زائريهم ويردون سلامهم ويرون اشخاصهم الا انهم لا يقدرّون على ان يسمعوا اصواتهم او يروا اشخاصهم للاحياء كلما شاؤا وربما يريهم الله لبعض الاحياء ويسمعهم كلامهم وربما لا يسمعون ويعلمون ولا يعرفون زائريهم بل يكونون نائمين غافلين في القبور او مشغولين في عالم القدس بحيث لا يلتفتون الى قبورهم وابدانهم في الدنيا قال شيخنا ابن القيم اما قوله تعالى انك لا تسمع الموتى وقوله تعالى وما انت بمسمع من في القبور فسياق الآية يدل على ان المراد ههنا ان الكافر الميت القلب لا تقدر على اسماعه اسماعا ينتفع به كما ان من في القبور لا تقدر على اسماعهم اسماعا ينتفعون به ولم يرد سبحانه ان اصحاب القبور لا يسمعون شيئا البتة كيف وقد اخبر النبي انهم يسمعون خفق نعال المشيعين -

امت کے لئے شرعاً جائز قرار دیا ہے کہ جب وہ اہل قبور کو سلام کریں تو اس طرح سلام کریں جس طرح اپنے مخاطبین کو سلام کرتے ہیں سو کہیں السّلام علیکم دار قوم مؤمنین (تم پر سلامتی ہو اے مؤمن قوم کے گھر والو) یہ خطاب ان کو کیا جاتا ہے جو سنتے اور سمجھتے ہوں اور اگر یہ سننا سمجھنا نہ ہو تو یہ معدوم اور بے جان کو خطاب ہوگا (جو باطل ہے) اور سلف کا اس سننے سمجھنے پر اجماع ہے اور تحقیق سلف سے متواتر آثار ہیں کہ میت زیارت کے وقت زندہ کو پہچانتی ہے اور اس کی وجہ سے خوش ہوتی ہے اور شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ کبھی میت کلام کرتی ہے اور اس کی کلام سنی جاتی ہے اور احادیث و آثار دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ میت زائر کو جانتی ہے اور اس کی کلام سنی ہے اور اس کے ساتھ انس پکڑتی ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتی ہے یہ حکم شہداء اور غیر شہداء کے حق میں برابر ہے اور اس میں کوئی وقت بھی مقرر نہیں اور تحقیق نبی پاک ﷺ نے اپنی امت کیلئے مشروع کیا ہے کہ وہ اہل قبور پر سلام کریں جیسا کہ وہ ان مخاطبین پر سلام کرتے ہیں جو سنتے اور سمجھتے ہیں (ص 59، 60) (۱)

**46** اس مسئلہ میں ہماری بعض جھوٹے اہل حدیثوں نے مخالفت کی ہے۔ 'وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَالْأَمْوَاتُ' کے ظاہر سے دھوکہ کھا کر۔ حالانکہ اس میں نفی سماع اجابت (قبول) یا سماع دائمی یا سماع عادی کی ہے مطلق سماع کی نفی نہیں ہے کیونکہ اسی آیت میں ہے ان السّٰہ یسمع من یشاء بیشک اللہ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے نیز نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے ما انتم

(۱)..... قال السبکی اما الادراکات کالعلم والسماع فلا شک ان ذلك ثابت للشهداء ولسائر الموتی وقال شیخنا ابن القیم وقد شرع النبی لامته اذا سلموا علی اهل القبور ان یسلموا علیہم سلام من یخاطبونه فیقول السّلام علیکم دار قوم مؤمنین وهذا خطاب لمن یسمع ویعقل ولولا ذلك لکان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدم والجماد والسلف مجمعون علی هذا وقد تواترت الآثار عنہم بان المیت یعرف بزیارة الحی له ویستبشر به وقال شیخنا ابن تیمیہ قد یتکلم المیت ویسمع ایضا من کلامه والاحادیث والآثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم به المزور وسمع کلامه وانس به ورد سلامه علیہ وهذا عام فی حق الشهداء وغیرہم وانه لاتوقیت فی ذلك وقد شرع النبی ﷺ لامته ان یسلموا علی اهل القبور سلام من یخاطبونه ممن یسمع ویعقل انتہی۔

باسمع من هؤلاء ثم ان مردوں سے زیادہ سننے والے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں زندوں کا کلام مردوں کو سناتے ہیں پس وہ سنتے ہیں خلاصہ یہ کہ زندوں کی مثل سماع عادی کی مردوں سے نفی ہے لیکن مخصوص سماع بعض اوقات میں ان کیلئے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور کتاب اللہ سے اس مخصوص سماع کی نفی نہیں ہوتی بلکہ سماع عادی کی نفی ہے اور عقیلی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو رزین نے کہا اے اللہ کے رسول میرا مردوں کے پاس گزر ہوتا ہے کیا جب میں ان کے پاس سے گزروں تو کون سی کلام ہے جس کے ساتھ میں ان سے تکلم کروں آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ السلام علیکم یا اہل القبور الخ ابو رزین نے پوچھا کیا وہ سنتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ سنتے ہیں لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے علامہ سیوطی نے اس آخری جملے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ مردے ایسا جواب نہیں دے سکتے جس کو زندہ سن لے ورنہ وہ جواب دیتے ہیں (ص 60، 61) (۱)

47۔ ہمارے شیخ ابن قیمؒ کا فرمان ہے کہ ان دو باتوں کے درمیان کوئی منافات نہیں کہ

(۱).....قلت.....وبعض المنتحلین ممن سمی نفسہ باہل الحدیث ولیس من اہل الحدیث وتمسک بظاہر قوله تعالى وما يستوى الاحياء ولا الاموات قلنا مقصود الآية عدم المساواة في سماع اجابة او سماع دايمي عادی مثل الاحياء اما السماع المختص ببعض الاحيان اذا اراد الله اسماعهم فيدل عليه سياق الآية حيث قال فيما بعد ان الله يسمع من يشاء وقال النبي ﷺ ما انتم باسمع من هؤلاء فاذا اراد الله ان يسمعهم كلام الاحياء فهم يسمعون وعليه يحمل الحديث ولا بد من التطبيق بين الكتاب والسنة بالجملة السماع العادی مثل الاحياء منفی عن الاموات والسماع المخصوص ببعض الاحيان ثابت لهم بنصوص الاحادیث الصحیحة والكتاب لا ینفیہ وقد اخرج العقيلي عن ابی هريرة قال قال ابو رزین یا رسول الله ان طریقى على الموتى فهل من كلام اتككلم به اذا مررت عليهم قال قل السلام عليكم یا اهل القبور الى آخره قال ابو رزین يسمعون قال يسمعون ولكن لا يستطيعون ان يجيبوا قال السيوطي ای جوابا يسمعه الحي والا فهم يردون حيث لا تسمع

روح علیین یا جنت یا آسمان میں ہو اور اس کا بدن کے ساتھ اتصال بھی ہو اور اس طور پر اتصال ہو کہ اس کو علم و ادراک ہو اور وہ سنے اور نماز پڑھے اور قراءۃ کرے علامہ وحید الزمان یہ نقل کر کے فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اس سے ان ناقص لوگوں کا شبہ دور ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ جب صلحاء کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی قبور کی زیارت کرنے سے فیوض و برکات اور قلبی سکون اور انوارات ان کی ارواح سے حاصل ہو جائیں یہ شبہ اس طرح دور ہو گیا کہ روح ان اجسام کی جنس میں سے نہیں کہ جب وہ ایک مکان میں ہوتے ہیں دوسری جگہ میں ان کا ہونا ممکن نہیں ہوتا (یعنی روح سورج کی نورانی کرن کی طرح ہے کہ اس کا تعلق سورج سے بھی ہے اور زمین کے ساتھ بھی ہے۔ ناقل) اور ایک یہ بات بھی ہے کہ روح میں سرعت حرکت اور سرعت انتقال کی خاصیت ہے اس لئے وہ آنکھ جھپک میں آسمان کی طرف چڑھنا، اترنا اور اترنے کی طرف متوجہ ہونا آسان ہے (ص 63) (۱)

**48۔** سب مقلدین بدعتی مسلمان ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ بشرطیکہ وہ کتاب و سنت کی توہین نہ کریں اور نہ اہل حدیث کی اہانت کریں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ نبی ﷺ کی اتباع مجتہد کی اتباع پر مقدم ہے ورنہ وہ کافر ہیں ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے (ص 75) (۲)

(۱)..... قال شيخنا ابن القيم فثبت بهذا انه لا منافاة بين كون الروح في عليين او في الجنة او في السماء وبين اتصاله بالبدن بحيث تدرك وتسمع وتصلى وتقرأ قلت بهذا يدفع الشبهة التي اوردها القاصرون انه كيف يمكن استحصال الفيوض والبركات ويورد القلب والانوار من ارواح الصلحاء بزيارة قبورهم فان ارواحهم في اعلیٰ عليين لان الروح ليس من جنس الاجسام التي اذا شغلت مكانا لم يمكن ان تكون في غيره ولو سلم فله من سرعة الانتقال والحركة ما يسهل له العروج الى السماء ثم النزول منه والتوجه الى الزائر كلمح بالبصر -

(۲)..... اما المقلدة فهم مسلمون مبتدعون يجوز الصلاة خلفهم مع كراهة بشرط ان لا يهينوا الكتاب والسنة ولا اهل الحديث ويعتقدوا ان اتباع النبي ﷺ مقدم على اتباع المجتهد والا فهم كفار لا يجوز الصلاة خلفهم -



49- معجزات کی حقیقت یہ ہے کہ وہ امور ممکنہ جو خرق عادت کے طور پر انبیاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے افعال ہوتے ہیں جو انبیاء کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ان کے دعویٰ کے صدق پر دلالت کریں اور ان کے اعداء لا جواب ہو جائیں (ص 83) (۱)

50- اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں اور کرامات ان خرق عادت امور کو کہا جاتا ہے جو آلات و اسباب کی معاونت کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ ان کو اپنے نیک بندوں کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے نبوت کی تقویت و اثبات کے لئے، کیونکہ صاحب کرامات صالح بندہ بھی امت کا ہی ایک فرد ہوتا ہے اور ہر وہ چیز جو نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کے لئے بطور کرامت ثابت ہو سکتی ہے (ص 91) (۲)

51- ابن مسعودؓ ابن عمرؓ سے زیادہ فقیہ ہیں ان سے صحبت پیغمبر کے اعتبار سے مقدم ہیں اور دین میں اجتہاد کرنے کے لحاظ سے بھی فائق ہیں (ص 94، 95) (۳)

52- ”اہل حدیث وہ شیعان علی ہیں۔ (ص 100) (۴)

(۱)..... اید الله سبحانه الانبياء بالمعجزات اعنى الامور الممكنة الخارقة للعادة وهى فى الحقيقة افعال الله تظهر على ايدى عباده الانبياء لتدل على صدق دعواهم وتفحم خصومهم واعدائهم -

(۲)..... کرامات الاولیاء حقوہی امور خارقالعاده من غیر معاونۃ الالات ومباشرۃ الاسباب یظهرها الله سبحانه على يد صالح من عباده تقوية واثباتا لنبوة النبی ﷺ الذى هذا الصالح يكون فردا من افراد امته ..... وكل ما جاز ان يكون معجزة النبی جاز ان يكون كرامة لولی -

(۳)..... ”ابن مسعود اَفَقَّهٌ مِنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَقْدَمُ مِنْهُ صُحْبَةً وَاجْتِهَادًا فِي الدِّينِ“

(۴)..... ”أَهْلُ الْحَدِيثِ هُمْ شِيعَةُ عَلِيٍّ“ -



53۔ رسول اللہ ﷺ کی وصیت ہے، میں تم میں کتاب اللہ اور اپنی اولاد یعنی اہل بیت چھوڑ رہا ہوں۔ (ص 100) (۱)

54۔ اے اللہ! ہمارا حشر ان بارہ اماموں کے ساتھ فرمائیے اور قیامت تک ان کی محبت پر ثابت رکھنا۔ (ص 103) (۲)

55۔ اور اہل حدیث، خلفاء کے ذکر کرنے کا خطبہ جمعہ میں التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے نبی ﷺ اور اصحاب نبی ﷺ سے منقول نہیں۔ اور وہ جمعہ میں صرف اس اذان پر قناعت کرتے ہیں جو خطبہ سے قبل ہوتی ہے جس وقت امام منبر پر بیٹھتا ہے کیونکہ یہی اذان نبی پاک ﷺ سے منقول ہے اور شروع والی اذان تو عثمانؓ نے زیادہ کی ہے (ص 110) (۳)

56۔ جب کسی آدمی کے پاس صحیح بخاری، صحیح مسلم یا کوئی بھی حدیث کی کتاب ہو جیسے سنن ابی داؤد یا سنن ترمذی تو اس کے لئے فتویٰ دینا جائز ہے جب وہ منسوخ احادیث کو پہچانتا ہو اور وہ دس بھی نہیں (ص 113) (۴)

57۔ بدعت لغویہ کی چار قسمیں ہیں۔ مباح، مکروہ، حسنہ، سیئہ (ص 116) (۵)

- (۱)..... وصیۃ رسول اللہ ﷺ..... 'وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ كِتَابُ اللَّهِ وَعِترتي أَهْلُ بَيْتِي'  
 (۲)..... 'اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا مَعَ هَؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنَا عَشَرَ وَكُنْتَنَا عَلٰی حَبِيْبِهِمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ'  
 (۳)..... ولا يلتزمون ذكر الخلفاء ولا ذكر سلطان الوقت لكونه بدعة غير ماثورة عن النبي ﷺ واصحابه ويقنعون فيها على الاذان التي تكون قبيل الخطبة حين يجلس الامام على المنبر وهو الاذان الماثور عن النبي ﷺ انما النداء الثالث زاده عثمانؓ۔  
 (۴)..... واذا كان عند رجل صحيح البخارى او صحيح مسلم او كتاب من سنن رسول الله ﷺ كنين ابى داود والترمذى فله ان يفتى بما يجد فيه اذا عرف منسوخات السنة وهى لا تبلغ عشرة احاديث۔  
 (۵)..... اما البدعة اللغوية فهى تقسم الى مباحة ومكروهة وحسنة وسيئة۔

وقت میں دونمازوں کو جمع کرنا، گانا، بجانا، فاتحہ کی رسم، مجلس میلاد۔ (ص 118) (۱)

### المحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

جناب!..... یہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ہے ”ہدیۃ المہدی“۔ اس میں یہ مسائل لکھے ہوئے ہیں آپ ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کر دیں۔ میں مطمئن!؟؟؟

### غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ (حسب عادت جواب دیتے ہیں) بے شک اس کتاب کو ہماری طرف سے آگ لگا دو

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س۔۔۔۔۔ بھائی میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ بات صاف اور واضح کیا کرو۔ ناچنا اور منہ چھپانا؟ مانگنا اور کٹورا چھپانا؟ یوں کہو کہ اہل حدیثوں کی اس کتاب کو آگ لگا دو پھر اللہ کے بندو اتنی عجلت بھی نہ کیا کرو۔ آپ نے غور کیا ہے کس کتاب کو آگ لگوار ہے ہو۔ یہ کتاب ”ہدیۃ المہدی“ ہے اس کے دیباچہ میں آپ کے محدث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ یہ کتاب میری طرف سے امام مہدیؑ کے لئے ہدیہ ہے اور اپنی کتاب لغات الحدیث (ص 57 ج 2) مادہ ”رحی“ کے تحت وصیت لکھتے ہیں اگر ہم فوت ہو جائیں تو ہر ایک بھائی مسلمان کو ہماری وصیت یہ ہے کہ ہمارا اسلام حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کو پہنچا دے اور ہماری کتاب ”ہدیۃ المہدی“ آپ کے ملاحظہ میں گزار دے لیکن غیر مقلدین کتنے ناقدر شناسہیں کہ وہ برملا کہتے ہیں ہماری طرف سے مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے لئے تیار کردہ اس

(۱).....ولا يجوز الانكار على امور مختلفة فيها بين العلماء كفصل الرجل ومسحه في الوضوء والتوسل بالاموات في الدعاء والدعاء من الله عند قبور الاولياء والانباء وارسال اليدين في الصلاة ووطي الازواج والاماء في الدبر والمتعة والجمع بين الصلاتين واللعب بالشطرنج والغناء والمزامير والفاخرة المرسومة او مجلس الميلاد۔

ہدیہ کو آگ لگا دو۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا مجھے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا دیکھا کہ ایک اشتہار تقسیم ہو رہا ہے ”آگ لگا دو، آگ لگا دو“ دراصل یہ اشتہار اہل حدیث حضرات کی طرف سے جواب تھا ان ناگفتہ بہ مسائل کا جو ان کی کتابوں میں درج ہیں۔ پھر چند روز ٹھہر کر دوبارہ جانا ہوا تو اب ایک اور اشتہار نظر سے گذرا ”آگ لگا لو، آگ لگا لو“ یہ جواب تھا پہلے اشتہار کا۔ یعنی اپنی کتابوں کو ہم سے جو آگ لگواتے ہو خود ہی آگ لگا لو۔ میں نے کہا دونوں کی بات غلط۔ کتاب کا کیا قصور؟ جو تم اس بے چاری کو آگ میں جھونکنا چاہتے ہو اصل قصور تو لکھنے والے غیر مقلد عالم کا ہے اس لئے اگر اس کا جواب آگ لگانا ہی ہے تو آگ اس غیر مقلد عالم کی قبر کو لگاؤ۔ اگر اجازت ہو تو میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟

غ۔ ضرور پوچھئے۔ آج بیٹھے ہی اسی غرض سے ہیں کہ تبادلہ خیال کریں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

س۔ آپ لوگ وقتی طور پر کہہ دیا کرتے ہیں اس کو آگ لگا دو لیکن اہل حدیث حضرات نے آج تک اپنی کسی کتاب کو ان مسائل غلیظہ کی وجہ سے آگ لگائی ہے؟ غ۔ اپنی کتابوں کے جلانے اور آگ لگانے کی بات کہہ دینا بھی بڑی بات ہے ذرا آپ اپنی کسی کتاب کے متعلق یہ بات کہہ کر تو دکھائیں؟ اصل میں آپ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ آپ ہماری کوئی بڑائی تسلیم نہیں کریں گے۔

### المحدیثوں کی بڑائی کا اعتراف

س۔ بھائی میں تو آپ حضرات کی بڑائیوں کا بہت ہی معترف ہوں۔ کتابوں میں مسائل خبیثہ لکھنا اور لکھ کر اہل حدیث کہلانا کتنی بڑی بات ہے اپنے عقائد و مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکنے کے باوجود نعرہ لگانا ”اہل حدیث کے دو اصول۔ فرمان خدا، فرمان رسول“ کتنی بڑی بات ہے اور اہل حدیث علماء و عوام پر لعنتیں کرنے کے باوجود بھی ان کے ساتھ مذہبی رفاقت کتنی بڑی بات ہے اور اہل حدیث مذہب کے اتنے عقائد خبیثہ، مسائل غلیظہ دیکھنے سننے کے باوجود ”مذہب اہل حدیث زندہ باد“ کا نعرہ لگانا کتنی بڑی بات ہے۔

غ۔۔ (سینہ تان کر) جناب یہ استقامت ہے استقامت! اور اپنے مذہب پر استقامت کوئی بری بات نہیں۔

### استقامت اور ضد میں فرق

س۔۔ جناب یہ استقامت نہیں ضد ہے۔ حق پر پختگی اور ثابت قدمی کا نام استقامت ہے اور باطل پر جم جانے کا نام ضد ہے۔ آپ اہل حدیث مذہب کے لڑیچ کو باطل بھی کہتے ہیں، آگ بھی لگواتے ہیں اور لعنت بھی بھیجتے ہیں لیکن پھر اس مذہب پر جیسے ہوئے ہیں تو یہ استقامت نہیں بلکہ ضد اور تعصب ہے اور تعصب کی بھی انتہاء۔

غ۔۔ غیر مقلدین میں سے ایک غیر مقلد دوسرے غیر مقلدین پر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے بھائی مجھے خفی لوگوں پر بہت ترس آتا ہے آخر ان حضرات کی توحید اتنی کچی اور ڈھیلی ڈھالی کیوں ہے جو غائبانہ طور پر فرشتوں کو یا انبیاء اور صلحاء کو ایک مرتبہ پکارنے سے بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اللہ کے فضل و کرم سے ہم اہل حدیث، اہل توحید ہیں۔ ہماری توحید اتنی پکی ہے کہ ہم غائبانہ طور پر انبیاء اور صلحاء کی ارواح کو بار بار پکارتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں ”يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي“ اے اللہ کے بندے میری مدد کرو۔ تو اس سے ہماری توحید میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم بے شک ”يَا مِيكَائِيلُ اَمْطِرْ بِاِذْنِ اللَّهِ عَلٰى اَرْضِنَا“ (اے میکائیل اللہ کے حکم سے ہماری زمین پر بارش برسائیے) کا ورد کرتے رہیں تو اس سے بھی ہماری توحید میں فرق نہیں آتا حتیٰ کہ اگر ہم غائبانہ طور پر وظیفہ کرتے رہیں ”ابن قیّم مددی، قاضی شوکانی مددی“ تو بھی ہماری توحید میں ذرا برابر فرق نہیں آتا۔

ہاں اگر ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ عام مردے بھی اپنے گھر کے اور اپنی اولاد و اقارب کے سب حالات کو جانتے ہیں تو اس سے بھی ہمارے قصر توحید میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی اس سے ہماری صاف و شفاف توحید کا چہرہ غبار آلود نہیں ہوتا۔

## لطيفه

**غیر مقلدین کا دین، ،،،،،، رفع یدین، فاتحہ، آمین**

غ۔۔ ایک منصف مزاج غیر مقلد جو ان مسائل کو سن کر توبہ توبہ کر رہا تھا اس نے کہا بھائی جان! اصل بات یہ ہے کہ جب ہم اپنے مذہب کے مکروہ و متعفن حصہ پر قرآن و حدیث کے تقدس کا سنہری پردہ ڈال کر نعرہ لگا دیتے ہیں ”اہل حدیث کے دواصول۔ فرمان

خدا فرمان رسول، تو ہمیں اپنے اہل حق اور جنتی ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ رہے مسائل تو ہم زیادہ سے زیادہ رفع یدین، فاتحہ، آمین کی تحقیق کرتے ہیں آپ نے ہمیں کیوں اتنے لمبے چوڑے مسائل کے چکر میں ڈال دیا ہے۔

**س۔۔** واہ بھائی واہ! آپ کی اس بات سے مجھے ایک حنفی نوجوان کا نعرہ سمجھ آ گیا وہ ایک دن نعرہ لگا رہا تھا ”غیر مقلدوں کا دین..... رفع یدین، فاتحہ، آمین“۔

کیا آپ کے نزدیک دین اسلام صرف ان تین مسئلوں کا نام ہے؟ میرے پیارے! دین اسلام تو مہد سے لحد تک، گود سے گورتک پوری زندگی کے سب احکام و مسائل پر محیط ہے اس لئے اہل حدیث مذہب کی صداقت تب ثابت ہوگی کہ وہ دین اسلام کے سب مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں خصوصاً ان مسائل کو جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھ دیئے ہیں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث علماء نے باقی مسائل میں اپنی عاجزی و بے بسی پر اور اپنے مذہب کے اس کمزور پہلو پر پردہ ڈالنے کے لئے ان تین مسئلوں کو ہمیشہ موضوع بحث بنایا ہے اگر اجازت ہو تو میں کچھ اور عقائد و مسائل بھی گوش گزار کروں۔

**غ۔۔** چونکہ آج ہم نے آپ کو مطمئن کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے اس لئے آپ جو عقائد و مسائل بھی پیش کریں گے انشاء اللہ ہم آپ کو تسلی بخش جواب دیں گے۔

**س۔۔** بہت بہت شکریہ! اب ذرا توجہ کیجئے اور سنئے غیر مقلدین صاحبان کے چند اور مسائل۔

## کنز الحقائق من فقہ خیر الطائِق

﴿مخلوق میں سے سب سے بہتر شخصیت کی فقہ کے حقائق کا خزانہ﴾

### تعارف کتاب

نواب وحید الزمان کی کتاب ہے ”کنز الحقائق“۔ موصوف نے اس کے دیباچے میں ص 2، 3 پر لکھا ہے جب میں ضعف پیری کی انتہاء کو پہنچا تو میں نے محسوس کیا کہ میری کتاب نزل الابرار بہت طویل ہے جبکہ لوگ مختصر کتابیں زیادہ پسند کرتے ہیں۔ سو میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے اس کو مختصر کیا اور نام رکھا کنز الحقائق۔ یہ کتاب ہر اعتبار سے نزل الابرار سے عمدہ اور فائق ہے۔ پھر دعا کی اے اللہ اس کتاب کے ساتھ اہل عدل و انصاف (یعنی اہل حدیث حضرات) کو اس طرح نفع پہنچا جس طرح تو نے اس کی ہم نام (حنفیوں کی کتاب کنز الدقائق) کے ساتھ احناف کو فائدہ پہنچایا ہے۔ (۱)

اس کتاب کے صفحہ 5 پر لکھا ہے کہ دین کے مسائل میں ایک مجتہد متعین کی تقلید کرنا اور اس کے قول کے خلاف نص موجود ہونے کے باوجود اس پر جمود اختیار کرنا شرک اصغر ہے۔ (۲)

(۱).....فانی قد الفت فی فقہ الحدیث کتابا طویلا سمیتہ بنزل الابرار من فقہ النبی المختار.....رایت طباع الاخوان فاترة وهمهم قاصرة راغبین عن المطولات مائلین الی المختصرات فاستخرت اللہ تعالیٰ وشرعت فی الاختصار بعد ان وھن العظم منی واشتعل الراس شیباً وكدت ان اخیب من الحیاة خیبا واستعنت باللہ تعالیٰ لاتمامہ وتوكلت علی حوله وانعامہ فجاء بحمد اللہ نظیر الشقیقة المتعارف المسمی بکنز الدقائق بل اجود منه فی کل باب وفائق سمیتہ بکنز الحقائق من فقہ خیر الخلائق.....اسال اللہ سبحانہ ان یجعلہ مقبولا بین اهل العدل والانصاف ومعمولا یتمتع به کما تمتع بسمیہ الاحناف۔

(۲).....وکذلك (شرک اصغر) تقلید مجتہد معین فی جمیع مسائل الدین والجمود علی قوله مع وجدان النص علی خلافہ۔

اور صفحہ 8 پر لکھا کہ اہل حدیث کتاب وسنت کے پیروکار ہیں۔ (۱)  
صفحہ 10 پر لکھا ہے اہل بدعت کی علامت ہے اہل حدیث کی برائی کرنا، ان کو وہابی کہنا، نجدی کہنا  
۔ حالانکہ ان کا نام اصحاب الحدیث ہے۔ اللہ ان کو زیادہ کرے اور قیامت تک باقی رکھے۔ (۲)  
آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ یہ اہل حدیث کی کتاب ہے۔  
غیر مقلدین کی اس عمدہ کتاب کے چند عمدہ مسائل ملاحظہ فرمائیں۔  
**مسائل کنز الحقائق**

- 1 - خطبہ میں صحابہ کرام کا ذکر کرنا بدعت شرعیہ اور گمراہی ہے (ص 5) (۳)
- 2 - صحابہ کرم کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے سوائے پانچ کے، ان کے بارے میں سکوت مستحب ہے وہ پانچ یہ ہیں، ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ، سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہم اجمعین) (ص 234) (۴)

کنز الحقائق کے مؤلف نواب وحید الزمان کی ایک کتاب ”لغات الحدیث“ ہے جس کا ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“ کے صفحہ 47 پر بطور علمی خدمات کے ذکر کیا گیا ہے اس لغات الحدیث کی جلد 2 کتاب ”را“، مادہ ”رج“ کے تحت صفحہ 36 پر لکھا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور ان دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ کر کے ان کے ذکر کو سب و شتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے (معاذ اللہ۔ ناقل)

- (۱).....واہل الحدیث ہم التابعون للکتاب والسنة۔
- (۲).....لاہل البدع علامات وہی الوقیعة فی اہل الاثر وتسمیتهم بالوہابیة والنجدیة.....وہم براء من ذلک لا یصدق علیہم الا الاسم الواحد وہو اصحاب الحدیث کثرہم اللہ وابقاہم الی یوم القیامة۔
- (۳).....البدعة الشرعیة.....تسمیة الصحابة والسلطین فی الخطب۔
- (۴).....ویستحب الترضی للصحابة غیر ابی سفیان ومعاویہ وعمرو بن العاص ومغیرہ بن شعبہ وسمرہ بن جندب ویستحب السکوت عن هؤلاء الخمسة۔



- 3 - ہمارے اہل حدیث کے نزدیک مُردوں کے لئے سماع ثابت ہے (ص 5) (۱)
- 4 - قبروں کا طواف کرنا، بوسہ دینا، پردے و چادریں ان پر لٹکانا، عبدالعلی، عبدالحسین وغیرہ نام رکھنا، نماز میں نبی یا شیخ کا تصور اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا اور تمام مسائل میں مجتہد معین کی تقلید کرنا شرک اصغر ہے اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے بخش دیں گے (ص 5) (۲)
- 5 - حج شرعیہ تین ہیں۔ کتاب، سنت اور اجماع قطعی اگر ثابت ہو جائے (ص 7) (۳)
- 6 - نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا (ص 8) (۴)
- 7 - رسول اللہ ﷺ کے بعد امام برحق پانچ ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن بن علی۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے اللہ کے نزدیک افضل کون ہے (ص 8) (۵)
- 8 - اہل حدیث ہی کتاب و سنت کے قیاس ہیں (ص 8) (۶)
- 9 - اہل حدیث کی علامت ہے اقامت کی حالت میں دینی یا دنیوی ضرورت کی خاطر دو نمازوں کو جمع کرنا (ص 9) (۷)

- (۱).....وان كان للاموات سماع عند اصحابنا -
- (۲).....كتقبيل القبور والطواف حولها وارضاء الغلف والاردية عليها والتسمية بعبد علي وعبد الحسين ونحوهما وتصور الشيخ او النبي ﷺ في الصلاة والحلف بغير الله وامثالها فانها كلها شرك اصغر يمكن مغفرتها من غير توبة وكذلك تقليد مجتهد معين في جميع مسائل الدين -
- (۳).....فحجج الشريعة ثلثة الكتاب والسنة والاجماع القطعي ان ثبت -
- (۴).....وراه النبي ﷺ في صورة شاب امرء -
- (۵).....والامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي ثم الحسن بن علي رضي الله عنهم ولا ندرى ايهم افضل عند الله -
- (۶).....واهل الحديث هم التابعون للكتاب والسنة -
- (۷).....من علامات اهل الحديث الجمع بين الصلاتين حالة الاقامة والصحة لحاجة دنيوية او دينية -

- 10 - عامی آدمی جو قرآن و حدیث کو نہیں جانتا وہ علماء سے پوچھے اور ان کے قول پر عمل کرے۔ (ص 10) (۱)
- 11 - شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن مرد و عورت کی شرم گاہیں ملنے سے وضو نہیں ٹوٹتا (ص 11، 12، نزل الابرار ص 19 ج 1) (۲)
- 12 - اگر نجاست پانی میں گر جائے یا حیوان مر جائے اس سے پانی کارنگ، ذائقہ، بو تبدیل نہ ہو تو اس سے وضو جائز ہے (ص 12) (۳)
- 13 - ہر چہرہ رطوبت خشک کر دینے سے پاک ہو جاتا ہے (ص 13) (۴)
- 14 - تیمم یہ ہے کہ ایک دفعہ مٹی یا غبار پر ہاتھ مار کر دونوں ہتھیلیوں اور چہرے پر پھیر لے (ص 13) (۵)
- 15 - حلال جانور کا پیشاب پاک ہے (ص 13) (۶)
- 16 - منی اور رطوبت فرج پاک ہے (ص 16) (۷)

- (۱)..... "وَالْعَامِيُّ الَّذِي لَا يَعْرِفُ الْحَدِيثَ وَالْقُرْآنَ يَسْأَلُ الْعُلَمَاءَ وَيَعْمَلُ عَلَى قَوْلِهِمْ"۔
- (۲)..... ينقصه..... مس الذكر والفرج بغير حائل بطن الكف او بطن الاصابع..... لا مباشرة فاحشة۔
- (۳)..... يتوضا بماء لم يتغير احد اوصافه بوقوع نجاسة فيه او موت حيوان۔
- (۴)..... ايما اهاب دبع فقد طهر۔
- (۵)..... بضرية واحدة مستوعبا وجهه وكفيه۔
- (۶)..... بول ما يؤكل لحمه طاهر۔
- (۷)..... والمنى طاهر..... وكذلك رطوبة الفرج۔

17 - ہمارے نزدیک صرف دس چیزیں ناپاک ہیں ان کے علاوہ سب پاک ہیں وہ دس چیزیں یہ ہیں 1- انسان کا پاخانہ 2- انسان کا پیشاب 3- حیض کا خون 4- خنزیر کا پیشاب 5- خنزیر کا پاخانہ 6- خنزیر کا گوشت 7- خنزیر کی چربی 8- لید 9- گھریلو گدھا 10- مردار (ص 16) (۱)

18 - جوتوں میں نماز پڑھنا سنت ہے (ص 19) (۲)  
19 - تکبیر تحریمہ کے ساتھ یا اس سے تھوڑا سا پہلے نیت کرے اگر پہلے تکبیر کہی پھر نیت کی تو یہ نیت نفل میں صحیح ہے فرض میں صحیح نہیں ہے (ص 19) (۳)  
20 - رکوع، سجود میں تسبیح، سمع اللہ، ربنا ولک الحمد اور دونوں سجدوں کے درمیان ذکر فرض ہے اور ثناء، تعوذ، تسمیہ سنت ہے (ص 20) (۴)  
کس حدیث میں فرض و سنت کا فرق ہے؟

21 - عورت کی نماز مرد کی نماز کی طرح ہے مگر وہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ پستانوں تک اٹھائے اور سجدہ میں اونچی نہ ہو بلکہ پست ہو، زمین سے چٹ کر سجدہ کرے اور پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملائے (ص 22) (۵)

(۱).....ولا نجس عندنا الا غائط الانسان وبوله ودم الحيض وبول الخنزير وخراه والروث ولحم الخنزير وشحمه والحمار الانسى والميتة -  
(۲).....ويسن ان يصلى في النعلين -  
(۳).....وينبغي ان تكون مقارنة للتكبير او مقدمة بيسير فلو كبر اولاً ثم نوى لاتصح الا في النفل المطلق -  
(۴).....من فرائضها .....التسبيح فيهما (الركوع والسجود) والتسميع والتحميد والذكر بين السجدين .....ومن سننها .....الثناء والتعوذ والتسمية -  
(۵).....صلاة المرأة كصلاة الرجل غير انها ترفع يديها الى ثدييها عند التحريم ولا تخوى في السجود بل تنخفض وتلصق وتضم بطنها بفخذها -

**سوال :-** غیر مقلد محدث نے مرد و عورت کی نماز میں فرق کیا ہے اس سے وہ اہل حدیث رہا یا منکر حدیث بن گیا؟ ناقل۔

- 22 - جو آدمی کپڑا پہنے ہوئے ہو وہ ننگے آدمی کے پیچھے نماز پڑھے اور جو قرآن پڑھا ہوا ہو وہ ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑھے اور جو بیٹھا ہوا ہو وہ لیٹ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو صحیح ہے (ص 23) (۱)
- 23 - دو ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیا تو نماز فاسد ہے ایک ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیا تو نماز فاسد نہیں (ص 25، 26) (۲)
- 24 - قیام و رکوع منبر پر کرے اور الٹے پاؤں اتر کر سجدہ نیچے کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 27) (۳) جبکہ نماز سکون کے ساتھ پڑھنے کو حکم ہے۔
- 25 - اگر نماز میں دونوں ہاتھوں سے قرآن اٹھا کر پڑھتا رہے اور ورق بھی پلٹتا رہے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹی (ص 27) (۴)
- 26 - حالت نماز میں چل کر دروازہ کھولنے سے نماز نہیں ٹوٹی (ص 27) (۵)
- 27 - دو یا زیادہ ضربات کے ساتھ سانپ یا بچھو کو قتل کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 27) (۶)

- (۱).....وصح اقتداء كاس بعار وقارئ بامی.....وقائم بقاعد وقاعد بمضطجع -
- (۲).....یطل الصلاة.....المصافحة بالیدین.....لا.....المصافحة بیدواحد
- (۳).....كذلك (لا یطل) القیام والركوع علی المنبر والنزول فہقیری للسجدة۔
- (۴).....كذلك (لا یطل) القراءة من مصحف ولو حملة بالید او الیدین او قلب اوراقہ۔
- (۵).....(لا یطل) المشی لفتح الباب -
- (۶).....وقتل الحية والعقرب بضربة او ضربتين فصاعدا۔

- 28 - نجاست کے اوپر نماز پڑھی لیکن نمازی پر اس کا رنگ، بدبو، تری ظاہر نہ ہوئی ہو تو نماز جائز ہے (ص 27) (۱)
- 29 - سُستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے (ص 27) (۲)
- 30 - جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین نہیں کیا وہاں رفع یدین کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 27) (۳)
- 31 - فجر کی سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے (ص 29) (۴)
- 32 - تین وتر ”دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ“ (جیسے احناف پڑھتے ہیں۔ ناقل)
- ممنوع ہے (ص 29) (۵)
- 33 - تراویح کی تعداد متعین نہیں اور تراویح میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا مستحب ہے (ص 30) (۶)
- 34 - ایک آدمی کچھ فرض نماز پڑھ چکا ہے درمیان میں جماعت کھڑی ہو گئی تو اپنی نماز کو باقی رکھتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جائے اور جب اس کی نماز پوری ہو جائے تو امام سے پہلے سلام پھیر دے یا تشہد میں بیٹھا رہے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے (ص 30) (۷)

- (۱).....والصلاة على نجس ولم يظهر عليه لونه وريحه وبلته۔
- (۲).....وصلاته حاسرا راسه من كسل۔
- (۳).....ورفع اليدين في غير ما ورد فيه الرفع۔
- (۴).....ويسن الاضطاع على الجنب الايمن بعد ركعتي الفجر۔
- (۵).....اما الوتر بثلاث ركعات مع تشهدين وسلام واحد فممنهى عنه۔
- (۶).....لا يتعين له عدد معين.....واستحبوا ختم القرآن في التراويح مرة واحدة۔
- (۷).....من كان في اثناء صلاة مكتوبة ثم اقيمت دخل مع القوم على ما كان عليه فاذا انقضت صلاته يسلم او يبقی جالسا في تشهده ويسلم مع الامام۔

- 35 - جو امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا اس نے رکعت کو نہیں پایا (ص 31) (۱)
- 36 - جس نے عمداً نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا (ص 31) (۲)
- (کیا وہ تجدید نکاح کرے گا یا نہیں؟ ناقل)
- 37 - اگر امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور جب مسبوق امام کے سلام کے بعد اپنی نماز پوری کرے تو اخیر میں دوبارہ بھی سجدہ سہو کرے (ص 32) (۳)
- 38 - اگر لیٹ کر کوئی آدمی نماز پڑھ سکتا ہے تو آنکھ، دل، ابرو کے اشارہ کے ساتھ نماز نہ پڑھے (ص 33) (۴)
- 39 - ایک میل سے زائد سفر ہو تو قصر کرنا افضل ہے (ص 34) (۵)
- 40 - سفر کی فوت شدہ نماز اقامت کی حالت میں قضاء کرے تو پوری پڑھے اسی طرح اقامت کی فوت شدہ نماز سفر میں قضاء کرے تو قصر کر کے پڑھے (ص 35) (۶)
- 41 - سفر کے دوران دوسری نماز کو مقدم کر کے یا پہلی نماز کو مؤخر کر کے دو نمازوں کو جمع کرنا سنت ہے (ص 35) (۷)

- (۱).....ومن ادرك امامه راكعا فكبر ودخل في الصلاة لم يدرك الركعة لفوات الفاتحة
- (۲).....ومن ترك الصلاة متعمدا كفر۔
- (۳).....والمسبوق يوافق ويتابع الامام اذا سجد قبل السلام ويسجد في آخر صلاة نفسه ثاني مرة۔
- (۴).....ومن عجز عما تقدم اخرت عنه ولا يومی بعينيه وقلبه وحاجبيه ۔
- (۵).....من قصد موضعا.....يسمى التوجه اليه في العرف سفرا قدروه بما زاد على ميل او فرسخ فالافضل له قصر الرباعية ۔
- (۶).....فائتة السفر في الحضر تقضى اربعا كفائتة الحضر تقضى في السفر ركعتين۔
- (۷).....ويسن له الجمع بين الصلاتين تقديم او تاخيرا۔

42 - نماز جمعہ کا وقت ایک نیزہ کی مقدار سورج کے بلند ہونے سے ظہر کے وقت ختم ہونے تک ہے (ص 35) (۱) (یعنی اس وقت کے اندر جب چاہیں پڑھ لیں۔ ناقل)

43 - نماز جمعہ میں کم از کم اتنی تعداد ہو کہ ایک امام اور ایک مقتدی ہو (ص 35) (۲) پھر امام نے نماز شروع کی دوران نماز وہ ایک مقتدی بھی بھاگ گیا تو امام اس نماز جمعہ کو ظہر بنا کر نماز ظہر مکمل کرے (ص 36) (۳)

44 - نماز عید میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے (ص 36) (۴)

45 - میت پر نماز جنازہ فرض کفایہ ہے (ص 40) (۵)

46 - نماز جنازہ کے ارکان یہ ہیں قیام، تکبیرات جو کم از کم چار ہوں فاتحہ پڑھنا، نبی پاک ﷺ پر درود، میت کے لئے دعا، سلام اور ترتیب۔ (ص 40) (۶)

47 - نماز جنازہ کا طریقہ۔ تکبیر کہے اور رفع یدین کرے، دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے، اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے، ثناء نہ پڑھے، فاتحہ پڑھے، سورۃ ملائے یا فقط فاتحہ جہراً یا سراً پڑھے پھر تکبیر کہے اور درود پڑھے جیسا کہ تشہد میں پڑھتے ہیں پھر تکبیر کہے اور میت کے

(۱).....ووقتھا من حین ارتفاع الشمس قدر رمح الی انتهاء وقت الظہر۔

(۲).....واقفلھا امام ومقتدی۔

(۳).....ولو شرع الامام فی صلاة الجمعة ثم نفر المقتدی قبل ان یصلی رکعة فیتمھا ظہراً۔

(۴).....یرفع یدیه مع کل تکبیرۃ۔

(۵).....الصلاة علی المیت فرض کفایۃ۔

(۶).....وارکانھا القیام والتکبیرات واقفلھا اربعة وقراءة الفاتحة والصلاة علی النبی ﷺ والدعاء للمیت والسلام والترتیب۔

لئے دعا کرے پھر تکبیر کہے اور کچھ دیر ٹھہرے اور اس چوتھی تکبیر کے بعد دعا بھی جائز ہے پھر ایک سلام پھیرے اور نہ رفع یدین کرے مگر پہلی تکبیر کے وقت۔ اور نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں متعدد جماعتیں ہزار مرتبہ بھی نماز جنازہ ایک میت کا پڑھ سکتے ہیں اور وہ جب بھی چاہیں، اس کی مدت متعین نہیں (ص 40، 41) (۱)

48 - تیسری تکبیر کے بعد دعا کرے، دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ہر تکبیر کے بعد دعا جائز ہے۔ (ص 40) (۲)

49 - میت کو اٹھانا اور دفن کرنا فرض کفایہ ہے (ص 41) (۳)

50 - سونا، چاندی، گندم، جو، جوار، پھل، کشمش، شہد، اونٹ، گائے بکری، بھینس کے ماسوا سامان تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (ص 43) (۴)

(۱).....یکبر ویرفع یدیه ویضع یمینہ علی شمالہ ویتعوذ ویسمل ولا یستفتح ویقرأ الفاتحة والسورة او الفاتحة فقط جہرا او سرا ثم یکبر ویصلی علی النبی ﷺ کما یصلی فی التشہد ثم یکبر ویدعو للمیت .....ثم یکبر الرابعة ویقف بعدها قليلا ویجوز ان یدعو بعدها ایضا ثم یسلم تسلیمۃ واحدة ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرۃ الاولى ولا تشترط فیہا الجماعة ویجوز ان تصلی علیہ طائفة بعد طائفة ولو الف مرة وان یصلی علیہ مرات ولو بعد دفنہ من غیر تعیین المدة -

(۲).....والدعاء للمیت فی الثالثة وقیل لا تتعین الدعاء فی الثالثة بل تجوز بعد کل تکبیرۃ -

(۳).....حمل المیت ودفنہ فرض کفایۃ۔

(۴).....اموال الزکاة الذهب والفضة والحنطة والشعیر والذرة من الحبوب والتمر والزبيب من الفواکھ والعسل والابل والبقر والغنم والجاموس والضان ولا شیء فیما عداها ولو كانت للتجارة -



51 - مکانات اور زمین جو کرائے پردی ہے ان کی آمد میں نیز گھوڑے، خچر، گدھے، ہاتھی، ہرن، حمار وحشی، غلام، لونڈی اگرچہ تجارت کے لئے ہوں ان میں کچھ بھی زکوٰۃ نہیں ہے (ص 44) (۱)

52 - بھینس گائے کی طرح ہے۔ (ص 44) (۲)

**سوال۔** ذرا قربانی میں فرق والی حدیث پیش کریں؟

53 - چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے اور ایسے درہم کہ ان میں سے دس درہم وزن کے لحاظ سے سات مثقالوں کے برابر ہوں (ص 45) (۳)

54 - سونے چاندی کے ماسویٰ باقی جواہرات اور سامان تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (ص 45) (۴)

55 - سحری کے وقت کھڑا ہونا اور بغیر عادت کے اس وقت کھانا پینا، یہی روزے کی نیت ہے (ص 47) (۵)

56 - روزہ رکھ کر (کوئی غیر مقلد) مشیت زنی کرے یا لوہا، لکڑی دہر میں یا ذکر کے سوراخ میں داخل کرے یا استنجاء کرتے وقت دہر کے راستے سے پانی پیٹ میں چلا گیا یا دہر

(۱).....والاصح انه لا زكاة في المستغلات كالدور والاراضى التى يكرهها ربها والخيول والبغال والحمير والافياء والطباء وحمير الوحش والعبيد والاماء وان كانت للتجارة -

(۲)....."وَالْجَامُوسُ كَالْبَقَرَةِ"

(۳).....نصاب الفضة مائتا درهم كل عشرة منه وزن سبعة مثاقيل -

(۴).....ولا شيء في غيرهما من الجواهر والعروض ولو كانت للتجارة -

(۵).....والقيام في السحر وتناول الطعام والشراب من دون عادة له نية -

میں یا شرمگاہ میں انگلی داخل کی یا فرج میں روئی داخل کی پھر اس کو نکال لیا یا عورت کے ساتھ ماسوا فرج میں یا دبر میں جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوا (ص 48) (۱)

57 - اگر سفر، سفر معصیت ہو مثلاً چوری، ڈکیتی کے لئے سفر کیا۔ تب بھی روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے (ص 49) (۲)

58 - اگر جانور، بچی یا جننی سے وطی کی اور انزال ہو گیا یا عورت کے ساتھ فرج کے علاوہ یا دبر میں وطی کی اور انزال ہو گیا یا جان بوجھ کر کھانی لیا تو فقط قضاء ہے کفارہ نہیں (ص 49) (۳)

59 - اور جب منی سے کوچ کرے تو وادی محصّب میں اترنا مستحب ہے اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو (ص 55) (۴)

60 - اگر حج میں وقوف عرفہ سے پہلے عورت کے ساتھ جماع کیا تو حج فاسد نہیں ہوا اور اس پر دم بھی واجب نہیں بلکہ صرف گناہ گار ہوا ہے اس لئے مناسب ہے کہ توبہ، استغفار

- (۱).....خرج منه المذی بتقبیل او لمس او استمناء.....او ادخل عودا او حديدة او خشبة فی دبره او احلیله او استنجی فدخل الماء من الدبر الو الاحلیل الی جوفه.....او ادخل اصبعه فی دبره او ادخلتها فی فرجها او ادخات قطنه ثم اخرجتها ولم یکن علیها دواء او غذاء.....او جامع امراته فیما دون الفرج او الدبر ولم ینزل.....لم یفطر -
- (۲).....ولو کان سفره سفر معصية فالفطر له رخصة -
- (۳).....وان جامع بهيمة او صبية او صغيرة او جنیة او جامع امراته فیما دون الفرج والدبر وانزل.....افطر وقضى فقط ولا كفارة -
- (۴).....فاذا نفر من منی يستحب له ان ینزل فی المحصب ولو ساعة -

کرے اسی طرح اگر عمرہ میں طواف یا سعی پوری کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا (ص 57) (۱)

61 - اگر کوئی مجبور شخص کسی اجنبی یعنی غیر قریبی کو حج میں اپنا نائب بنا کر حج بدل کرائے تو یہ صحیح نہیں ہے (ص 58) (۲)

62 - زنا سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا زانی آدمی نے جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس کی ماں اور اس کی بیٹی زانی کے لئے حلال ہے اسی طرح جس عورت کے ساتھ بیٹے نے زنا کیا وہ اس کے باپ کے لئے اور جس عورت کے ساتھ باپ نے زنا کیا وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے (ص 60) (۳)

63 - زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی زانی پر حرام ہے یا حلال، اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حرام ہے (ص 60) (۴)

(۱).....لو جامع امراته ولو قبل الوقوف بعرفة او قبل طواف الافاضة فلا يفسد حجه وليس عليه دم بل ياثم فينبغي ان يتوب ويستغفر الله وكذلك لو وطى في العمرة قبل الطواف او اتمام السعى -

(۲).....اما الحج عن الاجنبى فلم تقم على صحته دليل -

(۳).....والزنا لا يوجب حرمة المصاهرة فتحل له ام المزنينة و بنتها ومزنينة الابن والاب -

(۴).....واختلفوا فى بنته من الزنا والصحيح تحريمها -

لطیفہ:..... اگر زید نے ”ز“ کے ساتھ زنا کیا تو زید ”ز“ کی ماں کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔  
(نتیجہ یہ کہ زید ”ز“ کا سوتیلے باپ بن جائے گا اور اب ”ز“ زید کو کہا کرے گی۔ اباجی! اور زید ”ز“ کو کہے گا بیٹی جی!..... ناقل)۔

اسی طرح زید ”ز“ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (نتیجہ یہ کہ زید ”ز“ کا داماد بن جائیگا تو زید ”ز“ کو کہا کرے گا امی جی! اور ”ز“ زید کو کہا کرے گی بیٹا جی!..... ناقل)  
اگر بکر نے ”ز“ کے ساتھ زنا کیا تو بکر کا باپ ”ز“ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (نتیجہ یہ کہ ”ز“ بکر کی سوتیلی ماں بن جائے گی تو آئندہ ”ز“ بکر کو کہے گی، بیٹا جی! اور بکر ”ز“ کو کہے گا، امی جی!..... ناقل)۔

اسی طرح اگر بکر کے باپ نے (ر) سے زنا کیا تو بکر ”ز“ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے  
(نتیجہ یہ کہ ”ز“ اس کی بہو بن جائیگی تو یہ آئندہ بکر کے باپ کو کہا کرے گی اباجی! اور وہ کہے گا بیٹی جی!..... ناقل)

اسی سرشت و فطرت کے لوگوں کا ایک المیہ شنید میں آیا۔ بہن بھائی سے کہنے لگی بھائی جان آپ تو اباجی سے بھی زیادہ طاقتور ہیں بھائی نے کہا ہاں، امی جی کا بھی یہی خیال ہے۔

64 - عورت کے متولی کے لئے مذکر ہونا شرط ہے نیز عدالت ظاہرہ بھی شرط ہے مگر اس شرط سے حاکم اور سردار مستثنیٰ ہے (یعنی بادشاہ عادل نہ ہو تو وہ عورت کا متولی بن سکتا ہے۔ اسی طرح سردار عادل نہ ہو تو وہ بھی اپنے غلام اور لونڈی کا متولی بن سکتا ہے) (ص 61) (۱)  
65 - اگر صغیرہ نابالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا تو بالغ ہونے کے بعد اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے (ص 61) (۲)

(۱)..... شرط فی الولایۃ الذکورۃ..... والعدالة الظاہرة واستثنیٰ منها السلطان والسید۔  
(۲)..... وان زوج الصغیرۃ فلها الخيار بعد البلوغ۔

- 66 - کفو صحت نکاح کے لئے شرط نہیں لزوم نکاح کے لئے شرط ہے (ص 61) (۱)
- 67 - ولی اقرب کے راضی ہونے کے باوجود ولی الہد کو نکاح پر اعتراض کرنے کا حق ہے (ص 61) (۲)
- 68 - اگر خاوند نے نکاح میں طے شدہ مہر میں زیادتی کر دی تو وہ اصل مہر کے ساتھ لاحق ہو کر مجموعہ حق مہر شمار ہوگا پس اگر خاوند نے ملاپ سے پہلے طلاق دے دی تو اصل حق مہر کا نصف اور زیادتی کا نصف دینا لازم ہوگا۔ (ص 63) (۳)
- 69 - دبر میں دلی کرنے سے پورا حق مہر واجب ہو جاتا ہے اور اگر صرف عورت کو چھوایا اس کے بوسے لئے یا شہوت کے ساتھ اس کی شرم گاہ کا اندرونی حصہ دیکھا یا خاوند اور بیوی کے درمیان اس طرح تنہائی ہوگئی کہ خاوند کے ملاپ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی لیکن اس نے ملاپ نہ کیا تو ان صورتوں میں پورا حق مہر لازم نہیں ہوتا۔ (ص 64) (۴)
- 70 - کنواری سے نکاح کی اجازت اگر ولی طلب کرے وہ چپ رہے یا ہنس پڑے یا بغیر آواز کے رو پڑے تو یہ نکاح کی اجازت ہے اور اگر اجازت لینے والا غیر ولی ہو تو یہ اجازت شمار نہ ہوگی (ص 62) (۵)

- (۱).....والکفائة ليست شرطا لصحة النكاح بل للزومه۔
- (۲).....وللا بعد حق الاعتراض مع رضا الاقرب -
- (۳).....وتلحق الزيادة بعد العقد بالاصل فان طلقها قبل الدخول فلها نصف الاصل ونصف الزيادة -
- (۴).....والوطى اى الدخول ولو فى دبر لا لمسها وتقيلها والنظر الى فرجها بشهوة والخلوة ولو كانت صحيحة -
- (۱).....وسكوت البكر عند استئذان الولي اذن لا عند استئذان الاجنبى وكذلك ضحكها او بكائها بلا صوت -

71 - جو مشترک عورتیں ہمارے شہروں میں سر، سینہ، پیٹھ اور پیٹ کھول کر پھرتی ہیں ان کو دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں (ص 66، 67) (۱)

72 - اگر کوئی عورت بڑے آدمی کو اگرچہ وہ داڑھی والا ہو دودھ پلائے تو جائز ہے تاکہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کا جواز پیدا ہو جائے (ص 67) (۲)

73 - بچے نے عورت کے دودھ کا پیئر کھایا عورت کے دودھ کی کچی گاڑھی لسی بنا کر پی بشرطیکہ دودھ کی صفات باقی ہوں اور کم از کم پانچ گھونٹ ہوں تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے (ص 67) (۳) اور اگر کھانے میں ملا کر کھایا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی (ص 68) (۴)

74 - مشروط طلاق ہمارے اہل حدیثوں کے نزدیک واقع نہیں ہوتی بلکہ لغو ہے۔ (ص 70) (۵)

75 - کتنا فی الفاظ کے ساتھ ہمارے اصحاب حدیث کے نزدیک طلاق نہیں ہوتی اگرچہ اس کے ساتھ طلاق کی نیت کی ہو (ص 71) (۶)

76 - طلاق رجعی کے بعد مدت کے اندر وافی فی الدبر سے رجوع ہو جاتا ہے (ص 72) (۷)

(۱).....ولا حرمة للمشرکات التي تدرن في بلادنا كاشفات رؤسهن وصدورهن وظهورهن وبطنهن فلا اثم او وقع النظر عليهن -

(۲).....ويجوز ارضاع الكبير ولو كان ذا الحية لتجويز النظر -

(۳).....واكل ما جبن او شرب ما خلط بالماء وصفاته باقية كالرضاع اذا بلغ قدر خمس رضعات فصاعدا - (۴).....ولو خلط بطعام لا -

(۵).....وفى ان لم اطلقك او اذا لم اطلقك او اذا ما لم اطلقك لا يقع شيء لان الطلاق المشروط عندنا لغو -

(۶).....فعند اصحابنا لا يقع بها الطلاق وان نواه -

(۷).....وتصح (الرجعة) بالفعل مع كراهة كالوطي ولو في الدبر -

77 - رجعی طلاق میں عدت ختم ہونے کے بعد حق رجعت تب ختم ہوگا جب وہ عورت غسل کرے گی۔ پس اگر عورت کی عدت ختم ہوگئی مگر بیس سال تک اس عورت نے غسل نہیں کیا تو خاوند کو بیس سال کے بعد بھی غسل کرنے سے پہلے رجوع کا حق ہے (ص 72) (۱)

78 - اگر بیوی کو کہا ”فَرُجْكِ كَفَرُجِ اُمِّي“ (تیری شرمگاہ میری ماں کی شرمگاہ کی طرح ہے) تو یہ ظہار ہے (ص 75) (۲)

79 - اگر بیوی کو کہا ”اَنْتِ عَلَيَّ كَظْهَرِ اُمِّي“ تو یہ ظہار ہے اور اگر کہا ”اَنْتِ عَلَيَّ كَظْهَرِ اُخْتِي“ یا ”اَنْتِ عَلَيَّ كَظْهَرِ بِنْتِي اَوْ خَالَتِي اَوْ عَمَّتِي“ تو مجھ پر میری ماں یا بہن یا بیٹی یا خالہ یا پھوپھی کی پیٹھ کی مثل ہے، تو یہ ظہار نہیں ہے (ص 75) (۳)

80 - اگر ایک آدمی نے بیوی کو طلاق بائنہ دی پھر طلاق دہندہ نے عدت میں اس کے ساتھ زنا کیا یعنی عمداً بغیر شبہ کے وطی کی تو عورت اولاً اپنی پہلی عدت پوری کرے اس کے بعد زنا کی وجہ سے دوسری عدت گزارے اور اگر اس کے ساتھ شبہ کی بناء پر وطی کی تو ایک ہی عدت نئے سرے سے گزارے (ص 80) (۴)

(۱)..... وتنقطع الرجعة بالغسل..... فلو فوطت في الغسل عشرين سنة تصح الرجعة قبل الاغتسال -

(۲)..... نحو فرجك كفرج امي -

(۳)..... هو قول الزوج المسلم المكلف المختار لامراته انت علي كظهر امي..... اما قوله انت علي كظهر اختي او بنتي او خالتي او عمتي..... فليس بظهار -

(۴)..... وان وطئها عمداً من غير شبهة من ابانها في عدتها منه فكالاجنبى ای تتم العدة الاولى ثم تبدا العدة الثانية للزنا وان وطئها بشبهة استأنفت العدة من اولها -

- 81 - جب خاوند تنگ دست ہو جائے اور وہ خرچہ، کپڑے یا رہائش نہ دے سکے یا گھر میں کبھی کبھی آئے تو عورت فوراً یا کچھ مہلت دے کر قاضی یا کسی بھی عالم دین سے مطالبہ کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور خاوند اس فسخ کے بعد رجوع بھی نہیں کر سکتا (ص 87) (۱)
- 82 - علامہ وحید الزمان زنا کی تعریف کرتے ہیں کہ زنا کہتے ہیں ایسی وطی کو جو ملک و شہر ملک سے خالی ہو (ص 101) (۲)
- 83 - زنا ثابت ہوتا ہے جب چار گواہ لفظ زنا کے ساتھ شہادت دیں۔ لفظ وطی یا جماع کی شہادت سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور ہر گواہ سے قاضی پانچ سوال کرے 1۔ زنا کی ماہیت یعنی زنا کسے کہتے ہیں 2۔ زنا کی کیفیت کیا تھی؟ 3۔ زنا کس جگہ ہوا؟ 4۔ زنا کب ہوا 5۔ مزنیہ عورت کون ہے؟..... وہ صراحتاً کہیں ہم نے اس کو اس طرح دیکھا ہے جیسے سرچوسرمدانی میں (ص 101) (۳)
- 84 - حد اس سزا کو کہتے ہیں جو مقرر ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہو اس کی معصیت کی وجہ سے (ص 101) (۴) اور تعزیر ان معاصی اور جرائم میں آتی ہے جن میں حد واجب نہیں ہوتی (ص 105) (۵)

- (۱).....ومتى اعسر الزوج بالنفقة او الكسوة او السكنى او ما وجد الا يوما دون يوم او غاب ولم يترك لها ما يكفيها فلها الفسخ فوراً ومتراخيا بقضاء القاضى او عالم من علماء الدين اذا طلبته فاذا فسخ فلا رجعة فيه -
- (۲).....الزنا وطى خال عن ملك وشبهته -
- (۳).....ويثبت بشهادة اربعة بازنا لا بالوطى والجماع فيسألهم الامام عن ماهيته وكيفيته ومكانه وزمانه والمزنية فان بينوه وقالوا رايناه وطمئنا كالميل فى المكحلة -
- (۴).....'الْحَدُّ عُقُوبَةٌ مُّقَدَّرَةٌ وَجَبَتْ لِلَّهِ فِي مَعْصِيَةٍ'
- (۵).....فصل فى التعزير هو فى المعاصى والجرائم التى لا توجب حدا -



- 85 - شبہات مجملہ کی بناء پر حد ساقط ہو جاتی ہے (ص 102)۔ (۱)
- ذرا شبہ کی تعریف اور اس کی قسمیں حدیث صحیح، صریح میں دکھادیں؟ شکریہ۔
- 86 - اگر نابینا نے اپنی بیوی کو بلایا مگر بیوی کی جگہ کوئی اجنبی عورت اس کے پاس آگئی اس نے اس کو بیوی گمان کیا اور وطی کر لی تو دونوں پر حد نہیں ہے (ص 102) (۲)
- 87 - خمر نجس نہیں ہے (ص 103) (۳)
- 88 - جو شخص شراب پئے تو حاکم جو مناسب خیال کرے وہ سزا دے۔ چالیس یا کم یا زیادہ اسی تک خواہ جوتے ہوں یا تھپڑیا کپڑے کے کنارہ کے ساتھ ہو (ص 103) (۴)
- یعنی غیر مقلدین کے نزدیک شرابی پر حد نہیں ہے۔
- 89 - بھنگ، چرس، افیون سے نشہ کرنے والے پر کوئی حد نہیں اور بقدر ضرورت کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے (ص 104) (۵)
- 90 - اگر کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور چار گواہ پیش نہ کر سکا اس لئے تہمت لگانے والے پر حد قاذف جاری کی گئی۔ حد لگنے کے بعد چار گواہ پیش کر دیئے یا متہم شخص نے خود اقرار کر لیا تو اب اس پر حد زنا جاری نہ ہوگی (ص 104) (۶)

- (۱).....وتسقط الحد بالشبهات المحتملة -
- (۲).....ولو نادى الاعمى زوجته فاجابته اجنبية فوطيها ظانا انها امراته ثم بانت اجنبية فلا حد عليهما -
- (۳).....الخمر.....ليس بنجس -
- (۴).....جلد على ما يراه الامام اما اربعين او اقل او اكثر الى ثمانين ولو بالنعال والايدي واطراف الثياب -
- (۵).....وكره اكل البنج والحشيش والافيون ولو سكر بها لا يحد ولا باس باكل قليلها -
- (۶).....وان جاء بعد القذف باربعة شهود او اقر المذوف بالزنا سقط عنه الحد -

- 91 - جو آدمی ائمہ مجتہدین، سلف صالحین، اور علماء راہنہ کے بارے بدگوئی کرے یا اختلافی مسائل میں غلو اختیار کرے اور مخالفین پر سخت رد و قدح کرے اور ان کو فاسق و فاجر کہے اس پر تعزیر لگائی جائے گی (ص 106) (۱)
- 92 - درخت پر لگا ہوا پھل کھانے پر کوئی تعزیر نہیں آتی (ص 107) (۲)
- 93 - جس نے مستعار چیز کا انکار کیا اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا (ص 107) (۳)
- 94 - کفن چور نے قبر اکھڑ کر مردے کا کفن اتار لیا اگر کفن کی قیمت ربع دینار کے برابر ہوئی تو کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا (ص 108) (۴)
- 95 - چوروں کے ایک گروہ نے مل کر چوری کی اگر مال اتنا ہو کہ ہر ایک کے لئے نصاب سرقہ پورا ہو جائے تو سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں کاٹا جائے گا (ص 108) (۵)
- 96 - چوروں کا گروہ مکان کے اندر داخل ہوا ان میں سے بعض نے مال باہر نکالا اور بعض نے صرف ان کا تعاون کیا خود مال نہیں نکالا تو ہاتھ صرف ان کے کاٹے جائیں گے جنہوں نے مال نکالا ہے معاونین کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (ص 108) (۶)

- (۱)..... نعم يعزر من سب الاثمة المجتهدين والسلف الصالحين والعلماء الراشدين  
..... او غلا في المسائل الاختلافية وشدد النكير على المخالفين وفسقهم وفجرهم -  
(۲)..... ولا تعزير في ثمر ولا فاكهة مالم يوروه الجرين اذا اكل ولم يتخذ خبنة -  
(۳)..... ويقطع جاحد العارية -  
(۴)..... ويقطع النباش ان بلغ ثمن الكفن ربع دينار -  
(۵)..... اذا اشتركت جماعة في السرقة وحصل لكل واحد قدر النصاب قطع والا فلا  
(۶)..... ولو دخلوا فيه واخرج بعضهم متاعا ولم يخرج بعضهم شيئا ولا عاونوا في  
الاخراج فلا يقطع الا من اخرج -

97 - چور کو چوری کے اعتراف کرنے سے پہلے مارنا جائز نہیں اور جو اس کو مارے گا

اس پر تعزیر لگے گی (ص 109) (۱)

98 - اگر ایک آدمی نے شراب پی، زنا کیا، چوری کی اور ڈکیتی کی تو اس کو قتل کیا

جائے گا نہ ہاتھ کاٹا جائے گا نہ کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر ایک آدمی نے دوسرے پر تہمت لگائی اور ہاتھ کاٹا اور قتل کیا تو پہلے کوڑے لگیں گے پھر ہاتھ کاٹا جائے گا پھر قتل کیا جائے گا (ص 109) (۲)

99 - کتے کی بیج میں اختلاف ہے اس بات یہ ہے کہ شکاری کتے کی بیج جائز

ہے (ص 123) (۳)

100 - غیر مجتہد مفتی کو قاضی بنایا اس نے اپنے فتویٰ کے مطابق ایک عورت، مرد کا

نکاح کیا بعد میں اس کا فتویٰ بدل گیا اس کے مطابق وہ نکاح صحیح نہیں بنتا تو ان کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی اور اگر مجتہد نے ان کا نکاح کیا تھا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا اور وہ نئے اجتہاد کے مطابق اس نکاح کو باطل سمجھتا ہے تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی (ص 138) (۴)

(۱).....ولا يجوز ضرب السارق حتى يعترف ومن فعل ذلك من الضبطية عزر -

(۲).....ولو شرب رجل الخمر وزنى وسرق وقطع الطريق يقتل ولا يقطع ولا يجلد ولو قذف وقطع يدا وقتل جلد وقطع وقتل -

(۳).....واختلفوا في بيع الكلب والاصح جوازه اذا كان صائدا -

(۴).....ومن قلد مفتيا في نكاح مختلف فيه ثم تغير فتواه صح ولم يفارق المنكوحه بتغير الفتوى بخلاف مجتهد نكح نكاحا اداه اجتهداه الى صحته ثم رای بطلانه فانه تلزمه المفارقة -

101 - مستاجر کے لئے جائز ہے کہ اجرت پر حاصل کردہ چیز کو آگے کرائے پر

دیدے۔ (ص 168) (۱)

102 - اگر گائے، بھینس، بھڑ، بکری، کوزنچ کیا اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اس کا

کھانا جائز ہے اور اگر اس مردہ بچہ کو ذبح کر کے کھائیں تو مستحب ہے (ص 184) (۲)

103 - اصل کے اعتبار ہر چیز حلال ہے حرام صرف وہی ہے جس کو اللہ، رسول ﷺ نے

حرام کیا ہے اور جس سے خدا اور رسول خدا نے سکوت کیا ہے وہ معاف ہے (یعنی اس کا کھانا

جائز ہے) (ص 185) (۳)

**سوال** - کیا خدا اور رسول خدا ﷺ نے منی کے کھانے کو حرام کیا ہے اس کی صریح دلیل

پیش کریں کیونکہ حنفیوں کے نزدیک منی نجس ہونے کی وجہ سے حرام ہے جبکہ غیر مقلدین کے

نزدیک پاک ہے تو حرام ہونے کی دلیل پیش کریں۔

104 - اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مردار، دم مسفوح، خنزیر کا گوشت، ما اھل بہ لغیر اللہ

، گلا گھونٹنے سے، چوٹ سے، بلندی سے گر کر، سینگ لگنے سے یا درندہ کے کاٹنے کی وجہ سے

مر جائیں تو وہ حرام ہیں اور رسول اللہ نے ہم پر چوپائیوں میں سے درندوں کو اور گھریلو

گدھوں کو حرام کیا ہے اسی طرح پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کو بھی حرام کیا ہے ان

قسموں کے ماسویٰ باقی تمام جانور تمام پرندے اور سب حشرات الارض یعنی زمین کے

(۱).....وللمستاجر ان یوجر الماجر بالفتح من غیر ماجرہ بالكسر۔

(۲).....تحصل ذکاة الجنین بذکاة امہ ویستحب ذبحہ وان کان میتة۔

(۳).....الاصل فی کل شیء الحل ولا یحرم الا ما حرّمہ اللہ ورسولہ وما سکتا عنہ

فہو عفو۔

کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو وغیرہ حلال ہیں۔ اسی طرح تمام دریائی جانور بھی حلال ہیں  
(ص 185، 186) (۱)

بلکہ غیر مقلدین کے مفتی و شیخ الحدیث مناظر اسلام محمد رفیق صاحب پسروری فتاویٰ رفیقیہ حصہ اول صفحہ 16 پر فرماتے ہیں تینوں آیات دریا، پانی اور تری میں رہنے والی ہر چیز کے کھانے کی اجازت دیتی ہیں اور اس فتویٰ کے صفحہ 18 پر ہے کہ دریا کی ہر چیز حلال ہے مُردہ ہو یا زندہ، خود بخود باہر آجائے یا کسی طریقہ سے پکڑی جائے۔

**بھائی !** میری ایک گزارش ہے اہل حدیث حضرات کو چاہیے کہ مہنگائی سے ستائی مخلوق خدا کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اپنے ان مسائل کو عام کریں تاکہ جن لوگوں کے پاس کاروبار کرنے کے وسائل نہیں ہیں وہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں کہ دریائی کتے، دریائی خنزیر، دریائی گدھے، دریائی گھوڑے، دریائی انسان، مگر مجھ، دریائی مینڈک، دریائی سانپ، بچھو، کچھوے، کیڑے بلکہ تری میں رہنے والے سب کیڑے غرضیکہ پانی میں رہنے والی جو چیز بھی ہاتھ لگ جائے یا پھر ہاتھی، گیدڑ، لومڑی، بچو، سیہہ بلکہ درندوں اور گھریلو گدھوں کے علاوہ خشکی میں رہنے والے چوپاؤں کی جو جنس بھی دستیاب ہو جائے یہ بھی میسر نہ ہو تو حشرات الارض یعنی زمین کے چھوٹے کیڑے مکوڑے مثلاً سانپ، چوہے، گوہ، نیلو، کن کھجور، چکوهنڈرو غیرہ قسمت یاوری نہ کرے اور ان میں سے کوئی چیز

(۱)..... فیحرم ما فی کتاب اللہ اعنی المیتة والدم المسفوح ولحم الخنزیر وما اهل به لغير الله والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذکیتہ ..... وحرم رسول اللہ ﷺ علینا کل ذی ناب من السباع ..... وکل ذی مخلب من الطیر والحمير الانسية ويحل ما سواها من ذوات القوائم والطیور وحشرات الارض ..... کل ما یعیش فی البحر ..... یحل اكله بلا ذبح ۔

دستیاب نہ ہو تو پھر مردار پر جمع ہونے والے گدھ، غرضیکہ غیر مقلدین کے خوان یغماء کی ان نعمتوں میں سے جو بھی میسر ہو اس کو مارکیٹ میں لا کر یا ریڑھی لگا کر اپنی مالی پریشانی کو نہایت آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے)

- 105۔ مضطر آدمی کے لئے حرام کھانا جائز ہے اگرچہ پیٹ بھر کر ہو (ص 187) (۱)
- 106۔ جو آدمی کھجوروں کے ایسے باغ کے ساتھ گذر جس پر دیوار ہے نہ نگران تو درخت پر چڑھنے اور پتھر مارنے کے بغیر شاخوں کے پھل توڑ کر کھائے تو جائز ہے اور اگر اس پر دیوار ہو تو پھر گرا ہوا پھل بغیر اجازت کے کھانا جائز ہے (ص 187) (۲)
- 107۔ چھترے، بکرے بلکہ ہر حلال جانور کا ہر عضو کھانا حلال ہے (ص 187، 234) (۳)

**بھائی جان!** آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ اہل حدیث حضرات بکرے کے کپورے پوری رغبت اور شوق سے کھایا کرتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنے مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھا رہے ہیں کیونکہ بات صرف بکرے کے کپوروں کی نہیں بلکہ اہل حدیث مذہب میں ہر حلال جانور کا ہر عضو حلال ہے

- (۱).....من اضطر جاز له اكل المحرم ولو الى الشبع -
- (۲).....ومن مر بتمرة بستان لا حائط عليه ولا ناظر فله ان ياكل منه مجانا ولو غير مضطر ولو عن غصونه من غير ان يصعد على شجرة او يرميها بحجر.....اما اذا كان البستان محوطا فانه لا يباح الاكل الا باذن مالكة الا ما سقط من الثمرة فيحل اكلها بغير اذنه -
- (۳).....يوكل من الغنم كل شئ وكذا من كل ما يوكل لحمه.....ولا يكره من اعضاء الشاة شئ -

تو انہیں چاہیے کہ وہ چھترے، بکرے کے کپوروں کی طرح نیل، بھینسے، گھوڑے کے کپورے بھی کھایا کریں اس سے قصابوں کا مالی فائدہ ہو جائے گا اور غیر مقلدوں کی قلت والی شکایت دور ہو جائے گی۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ حلال جانور کے ہر عضو میں کپوروں کے ساتھ والا عضو بھی داخل ہے اور کسی مرفوع حدیث سے اس خاص عضو کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مرفوع حدیث میں صراحتاً منع کیا گیا ہے اس لئے اہل حدیث حضرات کو چاہیے کہ وہ آئندہ چھوٹے بڑے ہر حلال جانور کا پورا پورا سیٹ بھون کر کھایا کریں اور کھا کر ایک زوردار نعرہ لگایا کریں ”مذہب اہل حدیث زندہ باد“ مذہب اہل حدیث زندہ باد۔“

### لطیفہ:

ایک دفعہ غیر مقلد نے خفی کو دیکھ کر کہا آؤ بھائی پٹے والے (اشارہ تھا کہ تم نے تقلید کا پٹہ ڈال رکھا ہے حالانکہ پٹہ کتے کی گردن میں ہوتا ہے) خفی نے فوراً جواب دیا آؤ بھائی کپورا اہل حدیث (اشارہ تھا ان کی کپورا خوری کی طرف) غیر مقلد صاحب کا منہ لٹک گیا۔

108۔ سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں مگر تیل، سرمہ وغیرہ جیسی ضرورتوں میں استعمال کرنا جائز ہے نیز گھر میں زیب وزینت کے طور پر سونے، چاندی کے برتنوں کو رکھنا جائز ہے (ص 190) (۱)

109۔ خمر کے ساتھ آٹا گوندھ کر روٹی پکانے، کھانے میں کوئی حرج نہیں (ص 191)، (233) (۲)

(۱).....و يحرم الاكل والشرب في آنية الذهب والفضة لا غير فيجوز استعمالها لحوائح اخرى كالادهان والاكتحال ونحوهما واتخاذها ووضعها في البيت للزينة والتجمل -

(۲).....ولا باس بنخب خلط بعجينه الخمر.....وكذلك اذا خلط العجين بالخمر ثم طبخ الخبز واحترقت حل اكله -

110۔ سب گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کافی ہے اس سے زیادہ قربانی محض فخر ہے (ص 193) (۱)

111۔ اونٹ اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوتی ہے (ص 193) (۲)

112۔۔ بکرا شنی (جو ایک سال کا ہو چکا ہو) اور گائے، بھینس دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں داخل ہو اور اونٹ پانچ سال کا ہو تب قربانی جائز ہوگی۔ اس سے کم عمر کے ہوں تو جائز نہیں (ص 193) (۳)

113۔ نافرمانوں اور سرکشوں کے نام پر بچوں کے نام رکھنا مکروہ ہے جیسے یزید، ولید بن مغیرہ اور عقبہ (ص 196) (۴)

114۔ تعویذ عربی زبان میں ہو اور اس میں شرکیہ الفاظ اور کفار و شیاطین کے نام نہ ہوں تو مکروہ نہیں ہے (ص 197) (۵)

115۔۔ لونڈی اور بیوی کے ہر عضو میں وطی کرنا حلال ہے (ص 197) (۶)

116۔ فقیہ، متقی عالم، عادل بادشاہ کے چہرہ، ہاتھ، پاؤں چومنا جائز ہے امام مسلم نے

(۱).....وتجزئ عن کل رجل و اهل بيته و عياله و الزيادة عليها للتفاخر مكرهه -

(۲).....وتجزئ البدنة و البقرة عن سبعة -

(۳).....وتجزئ الجذع من الضان و الشئ من المعز لا ما دونه و التي طعنت في الثالثة

من البقر و الجاموس و لا يجوز ما دون خمس سنين من الابل -

(۴).....وتكره.....باسماء العصاة الطغاة كيزيد و ولید و عقبه -

(۵).....ولا (يكره) التميمية اذا كانت بالعربية ولم تتضمن الفاظ الشرك و الكفر و لا

اسماء الكفار و الشياطين -

(۶).....ومن عرسه و امته الحلال له و طيها الى كل عضو منهما -



امام بخاری کو کہا مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دوں (ص)  
(199)(۱)

117۔ مصافحہ ایک ہاتھ کے ساتھ مسنون ہے اور دو ہاتھوں کے ساتھ ثابت نہیں (ص)  
(199)(۲)

118۔ قرآن مجید کو مزین کرنا، اس پر اعراب لگانا، سورتوں کے نام لکھنا، آیات کی تعداد لکھنا، علامات وقف لگانا جائز ہے اور کتب فقہ اور کتب تفسیر کی جلد بنوانا جائز ہے (ص)  
(201)(۳)

119۔ قرآن، حدیث، فقہ اور تفسیر کے اوراق میں چیز لپیٹنا ناجائز ہے اور منطق، طب، اخلاق، تاریخ و قصص اور اخبار کے اوراق میں کوئی شے لپیٹنا یعنی لفافہ بنانا جائز ہے (ص 202)(۴)  
120۔ دعائیں یہ کہنا مکروہ نہیں ہے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ“ یا ”اَسْأَلُکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ“ یا ”اَسْأَلُکَ بِمُوسٰی نَجِیِّکَ“ یا ”بِحَقِّ رُسُلِکَ وَانْبِیَائِکَ وَاَوَّلِیَائِکَ وَمَلَائِکَتِکَ“ (ص 203)(۵)

(۱).....جواز کتقبیل وجہ فقیہ او عالم ورع او زاہد متشرع او سلطان عادل او تقبیل  
راسہ او یدہ او رجلہ وقد قال مسلم بن الحجاج لمحمد بن اسماعیل البخاری دعنی  
اقبل یدیک ورجلیک -

(۲).....کالمصافحة فانها تسن بید واحدة.....اما المصافحة بالیدین فلم تثبت بالدلیل -  
(۳).....و جاز تحلیۃ المصحف وتعشیرہ واعرابہ ولا باس بكتابة اسمی السور وعدد الآی  
وعلامات الوقف ولا باس بجعل الغلف وتجلید کتب الفقہ والحديث والتفسیر وغیرہا -  
(۴).....ولا يجوز لف شئ فی ورقة القرآن والحديث والتفسیر والفقہ ويجوز فی  
اوراق المنطق والطب والاخلاق والتاریخ والقصص والاخبار -

(۵).....لا یکرہ قوله فی الدعاء اللهم انی اسالک بمعاقد العز من عرشک او اسالک  
بمحمد نبیک او بموسى نجیک او بحق رسولک وانبیائک واولیائک وملائکتک -

- 121۔ جمعہ کے دن ناخن کٹوانا نماز سے پہلے مستحب ہے اور ناخن کٹوانے میں انگلیوں کی ترتیب ثابت نہیں (ص 204) (۱)
- 122۔ جس آدمی کا نماز جمعہ پڑھنے کا ارادہ ہو اس پر غسل کرنا فرض ہے (ص 204) (۲)
- 123۔ مونچھیں منڈوانا بدعت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے (ص 204) (۳)
- (یہ دونوں قول حدیث میں دکھائیں۔ ناقل)
- 124۔ سفید بال اکھڑنے میں اور داڑھی کے اطراف سے بال لینے میں کوئی حرج نہیں مگر ایک قبضہ سے کم نہ کرے (ص 204) (۴)
- 125۔ فضائل اعمال میں احادیث ضعیفہ بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں (ص 209) (۵)
- 126۔ مفرد ذکر اللہ، اللہ کے بارے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اس پر اُجڑ دیا جائے گا۔ (ص 210) (۶)
- 127۔ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے (ص 224) (۷)
- 128۔ احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ ائمہ کے اقوال کو احادیث پر مقدم کرتے ہیں (ص 228) (۸)

- (۱).....وَيَسْتَحِبُّ تَقْلِيمُ أَظْفَارِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِي تَرْتِيبِ الْأَصَابِعِ شَيْءٌ۔
- (۲).....وَيَجِبُ الْغَسْلُ عَلَى مَنْ ارَادَ الْجُمُعَةَ۔
- (۳).....وَحَلَقُ الشَّارِبِ بَدْعٌ وَقَبِيلُ سُنَّةٍ۔
- (۴).....وَلَا بَأْسَ بِنَتْفِ الشَّيْبِ وَاحْذِ اطْرَافَ اللَّحْيَةِ وَلَا يَنْقُصُهَا مِنَ الْقَبْضَةِ۔
- (۵).....يَجُوزُ بَيَانُ الْإِحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ۔
- (۶).....وَاخْتَلَفُوا فِي اللَّهِ وَاللَّهِ وَالصَّحِيحِ أَنَّهُ ذَكَرُ يَثَابَ عَلَيْهِ۔
- (۷).....وَدِيَّةُ الْمَرَاةِ نِصْفُ دِيَّةِ الرَّجُلِ۔
- (۸).....وَالْأَحْنَافُ الَّذِينَ يَقْدُمُونَ اجْتِهَادَ أَبِي حَنِيفَةَ عَلَى اجْتِهَادِ سَائِرِ الْأَئِمَّةِ وَكَذَا الشُّوَافِعُ وَالْمَالِكِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ۔

129۔ محدث وہ ہے جس نے صحاح ستہ پڑھا ہو اور پورے طور پر سنن اور دوسری مسانید کے ساتھ مشغول ہوا اور حدیث کو فقہاء کی رائے پر مقدم کرے اور روایت کو درایت پر مقدم کرے۔ (ص 228) (۱)

130۔ مجتہد وہ ہے جو نصوص سے احکام کی استنباط کی قدرت رکھتا ہو اور آیات احکام اور احادیث احکام کے ضبط پر بھی قدرت ہو اور استنباط اور قیاس کے طریقوں کو جانتا ہو۔ (ص 228) (۲)

131۔ اگر صرف لفظ ”السلام“ کا تلفظ کرے ”علیکم“ نہ کہے تب بھی نماز سے نکل جائے گا (ص 232) (۳)

132۔ جن لوگوں کو بیت المال سے حصہ ملتا ہے جیسے علماء۔ ان کو جب موقع مل جائے وہ دیانت داری کے ساتھ بقدر حق بیت المال سے لے لے (ص 233) (۴)

133۔ روزہ دار نے اپنے محبوب یا غیر محبوب کا تھوک نکل لیا تو اس پر قضاء ہے کفارہ نہیں (ص 233) (۵)

- (۱).....والمحدث من قرأ الصحاح الستة وجل اشتغاله بالسنة المسانيد الاخرى ويقدم الحديث على رأى الفقهاء ويقدم الرواية على الدراية -
- (۲).....”وَالْمُجْتَهِدُ مَنْ قَدَّرَ عَلَى اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ مِنَ النُّصُوصِ وَضَبَطِ آيَاتِ الْأَحْكَامِ وَأَحَادِيثِهَا وَعَرَفَ طُرُقَ اسْتِنْبَاطِ الْقِيَاسِ“
- (۳).....ويخرج من الصلاة بمجرد التلفظ بالسلام ولو لم يقل عليكم -
- (۴).....ومن له حظ في بيت المال كالعلماء اذ وجد ظفرا عليه فله اخذه ديانة بقدر حقه المتعارف -
- (۵).....ولو ابتلع الصائم بصاق محبوبه يقضى ولا يكفر وكذا في غير محبوبه -

### اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

دیکھئے جناب! آپ نے کہا تھا کہ آج ہم آپ کو مطمئن کر کے چھوڑیں گے۔ میرے اطمینان کی ایک ہی صورت ہے کہ اگر یہ مسائل صحیح ہیں تو ہر مسئلہ کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے صریح دلیل پیش کر دیں بس میں مطمئن!

### غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ -- (غیر مقلدین اپنی گستاخانہ عادت کے مطابق جواب دیتے ہیں) یہ جھوٹ ہے یہ مسئلے لکھنے والا کوئی سکھ بے ایمان ہے۔

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س -- آپ لکھ دیں کہ اہل حدیثوں کی ان کتابوں میں جھوٹ بولا گیا ہے اور نواب وحید الزمان سکھ اور بے ایمان ہے۔

غ -- میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ سارا جھوٹ ہے۔ اس کا لکھنے والا سکھ، بے ایمان ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ بات لکھ کر نہیں دوں گا۔

س -- بھائی جب آپ ایک بات زبان سے کہتے ہیں، لکھ کر نہیں دیتے تو کیا اعتبار! یہ تو محض دفع وقتی والی بات ہوئی۔ اگر آپ زبان کے سچے قول و اقرار کے کچے اور مخلص ہیں تو یہ بات لکھ دیں۔

غ -- میں بالکل لکھ کر نہیں دوں گا۔ آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے لکھوانے والے؟ ہم تبادلہ خیال کے لئے آئے ہیں لکھنے لکھانے کے لئے نہیں آئے۔

س -- جناب غصہ تھوک دیجئے اور تحمل اور بردباری سے تبادلہ خیال کیجئے۔ اس کا لکھنے والا کوئی سکھ یا بے ایمان آدمی نہیں بلکہ اہل حدیثوں کے ایک بہت بڑے محدث نواب وحید

الزمان ہیں یہ وہی آپ کے عالم اور محدث ہیں جن کے صحاح ستہ کے اردو تراجم آپ حضرات خود پڑھتے ہیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

غ -- بے شک وہ اہل حدیث عالم اور محدث ہیں لیکن انہوں نے مسائل تو سکھوں والے لکھے ہیں!

س -- میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ آپ جلد بازی کر کے اتنی سخت بات نہ کہا کریں اور ادب سے بولا کریں آپ نے انجام سوچے بغیر اور کتاب کے نام پر غور کئے بغیر ان مسائل کو جھوٹ اور لکھنے والے عالم کو بھی بہت کچھ کہہ دیا ہے یہ بڑی زیادتی ہے کتاب کا نام ہے ”کنز الحقائق من فقہ خیر الخلائق“، یعنی تمام مخلوق میں سے بہترین شخصیت کی فقہ کے سچے مسائل کا خزانہ، آپ کے محدث علامہ وحید الزمان تو ان مسائل کو نبی پاک ﷺ کی سچی اور پاک فقہ بتاتے ہیں اور آپ ان کو جھوٹ اور سکھوں والے مسائل کہتے ہیں اور آپ ہیں دونوں اہل حدیث۔ کیا اہل حدیث وہی ہوتا ہے جو ہمیشہ نبی پاک ﷺ کے نام پر جھوٹ بولے یا نبی پاک ﷺ کے مسائل کو جھوٹ کہے اگر واقعی یہ جھوٹ ہے تو اس کو نبی پاک ﷺ کی فقہ کہنا غلط ہے اور اگر نبی پاک ﷺ کی فقہ ہے تو اس کو جھوٹ کہنا غلط۔ آپ بتائیں اصل حقیقت کیا ہے؟

غ -- میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ جھوٹ ہے بالکل جھوٹ، اور کہنے والا بھی جھوٹا۔

س -- مجھے اس بات پر حیرانی ہے کہ آپ کے علماء جب بھی جھوٹ بولتے ہیں ہمارے نبی پاک ﷺ پر ہی جھوٹ بولتے ہیں پھر اس سے بھی زیادہ حیرت اور تعجب اہل حدیث عوام پر ہے کہ وہ اپنے علماء کو سکھ، بے ایمان، جھوٹے تک کہہ دیتے ہیں۔ یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں لیکن جب ان کو حنفی عالم حدیث دکھاتے ہیں تو لا جواب ہو کر فوراً کہہ دیتے ہیں جی، ہم تو جاہل ہیں اپنے علماء سے اس کی تصدیق کریں گے

اور جب اہل حدیث علماء کے مسائل ان کے سامنے رکھے جاتے ہیں تو اپنے علماء سے زیادہ محقق بن کر اپنی افتاد طبع کے مطابق ان کے مسائل بھی رد کر دیتے ہیں اور ان کو گالیاں بھی دیتے ہیں اہل حدیث عوام کی مثال شتر مرغ والی ہے اگر شتر مرغ کو کہا جائے کہ تیرے پر ہیں پرواز کرو تو کہتا ہے میری ٹانگیں دیکھ لو میں اونٹ ہوں اور اگر کہا جائے کہ تو اونٹ ہے بوجھ اٹھا تو کہتا ہے یہ دیکھو میرے پر ہیں میں پرندہ ہوں۔

### اہل حدیث جاہل بھی محقق ہوتا ہے

غ -- یہی تو اہل حدیث مذہب کی خوبی اور کمال ہے کہ ہمارے ہاں جاہل اجہل عام اہل حدیث جس نے قرآن و حدیث کو نہ پڑھا ہو وہ بھی اپنی جاہلیت و جہولیت کے باوجود قرآن و حدیث اور مسائل کو سمجھتا ہے۔ اس لئے جب آپ لوگ ہمارے علماء کے مسائل ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں تو ہمارے علماء نے خواہ ان کو فقہ النبی ﷺ کا عنوان دیا ہو یا فقہ محمدی نام رکھا ہو ہم اپنی سمجھ سے کام لے کر ان کو پرکھتے ہیں اگر سمجھ آجائے تو قبول کرتے ہیں ورنہ رد کر دیتے ہیں بلکہ ہم تو بڑے بڑے ائمہ مجتہدین کی بات بھی ٹھنکا، ٹھنکا کر، جانچ پرکھ کر قبول کرتے ہیں ویسے قبول نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے علماء پر اعتماد ہی اسی لئے ہے کہ وہ مسئلہ بتاتے وقت ہمیں کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہمارا مسئلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو تو قبول کرو ورنہ بے شک رد کر دو۔ ہمارے اوپر اپنی شخصیت، بزرگی، علمیت کا پریش نہیں ڈالتے۔

### غیر مقلد علماء کی دوہری چال

س -- قربان جائیے آپ کے اعتماد پر۔ اپنے علماء پر لعنتیں بھی کر رہے ہوں کہ نہ جانے کن کن القاب سے نوازا رہے ہو اور پھر ان پر اعتماد بھی ہے پھر جب آپ نے مسائل کے رد و قبول کے لئے اپنی سمجھ کو معیار بنایا ہوا ہے تو آپ اہل رائے ہوئے نہ کہ اہل حدیث۔

یا آپ خود اللہ اور رسول ﷺ ہیں اور آپ کی سمجھ اللہ اور رسول ﷺ والی سمجھ ہے اس لئے آپ نے اپنی سمجھ کو قرآن وحدیث بنا رکھا ہے ورنہ آپ مسائل کے رد و قبول کے لئے اپنی سمجھ کی بجائے قرآن وحدیث کو معیار بناتے۔

آپ لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ آپ کے علماء کی آپ لوگوں کے ساتھ دوہری چال ہے وہ آپ کو ایک طرف تو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ بدعتی مولویوں کے وعظ نہ سنا کریں اور یہ خیال کہ ”بدعتی مولویوں کے وعظ کے اندر جو باتیں قرآن وحدیث کے خلاف ہوں ان کو سامعین خیال میں نہ لاویں اور باقی باتوں کو خیال میں لاویں“ صحیح نہیں کیونکہ ہر شخص کو اس کی تمیز نہیں کہ کونسی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور کونسی موافق۔ (فتاویٰ نذیریہ صفحہ 391 جلد 1) لیکن دوسری طرف اپنے اوپر اعتماد قائم رکھنے کے لئے مسائل کو پرکھنے کا اختیار بھی آپ کو تفویض کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں اہل حدیث کے نزدیک ہر سمجھ دار مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ (خواہ وہ صحابہ کافتویٰ کیوں نہ ہو) کو کتاب وسنت پر پیش کریں جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ان کو جواب دے دے (فتاویٰ ثنائیہ ص 21 ج 1)..... عجیب تضاد ہے کہ ایک واعظ کے وعظ میں غلط اور صحیح، موافق قرآن اور خلاف قرآن میں امتیاز نہ کر سکیں لیکن فتاویٰ جو قانون اسلام کا اہم حصہ ہیں اس کو کتاب وسنت پر پیش کر کے پرکھ سکیں کتنا بڑا دھوکہ ہے۔

### صحابہ کرامؓ کے بارے غیر مقلدین کا نظریہ

غ۔۔ ہم تضاد مضاد نہیں جانتے ہمارا تو صاف ستھرا عقیدہ ہے کہ سوائے آمنہ کے لعل ﷺ کے دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی بات کو بغیر جانچے پرکھے قبول کیا جائے۔ خواہ وہ ابوبکر ہو یا عمر، عثمان ہو یا علی، ائمہ اربعہ ہوں یا کوئی اور امام ہو۔

س۔۔ جہاں تک صحابہ کرامؓ کا معاملہ ہے ان کو پرکھنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ کیونکہ وہ

معیار حق ہیں یعنی حق کی کسوٹی۔ سوان کے ذریعے دوسروں کو پرکھا جائے گا لیکن یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے کہ غیر مقلدین صحابہ کرام کو معیار حق نہیں مانتے۔ مگر خود ان کے لئے معیار حق بنتے ہیں کہ اگر صحابہ کرام کا فتویٰ و مسئلہ ان کی سمجھ کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ رد کر دیتے ہیں۔

غ۔۔ حدیث کے مطابق ہو تو قبول ورنہ مردود۔

### سنی نوجوان کا عقیدہ

س۔۔ ایک عام اہل حدیث کو کیا پتہ کہ صحابی کا قول کا حدیث کے مطابق ہے یا نہیں۔ اس لئے اس کو تو اپنے مذہب کے مطابق نہ قبول کرنے کا حق ہے نہ رد کرنے کا۔ رہے اہل حدیث علماء وہ صحابی کا قول بظاہر اس لئے رد کرتے ہیں کہ وہ حدیث کے خلاف ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ اس حدیث کا ایک مفہوم صحابی نے سمجھا اور اپنے اس سمجھے ہوئے مفہوم کے مطابق فتویٰ دیا۔ دوسرا مفہوم غیر مقلد عالم نے سمجھا وہ عالم اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کو حدیث کہتا ہے۔ اب اگر کسی جلیل القدر صحابی کا قول و فعل اس کے خلاف ہو تو وہ اس کو رد کر دیتا ہے یعنی وہ اپنے مفہوم کو حدیث کہتا ہے اور صحابی کے مفہوم کو غلط و باطل۔ آپ ذرا سوچیں کہ حدیث کو غیر مقلد عالم زیادہ سمجھ سکتا ہے یا صحابی رسولؐ؟ البتہ صحابہ کرام کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہو تو اس کے قول و فعل اور فتویٰ و مسئلہ کو پرکھا جائے گا لیکن پرکھے کون؟ یاد رکھئے مجتہد کی بات کو مجتہد پرکھ سکتا ہے، غیر مجتہد کو خواہ عالم ہو یا غیر عالم پرکھنے کا کوئی حق نہیں آپ اپنے ایمان کو حاضر کر کے دل پر ہاتھ رکھ کر انصاف سے بتائیں عوام تو اپنی جگہ رہے کیا اہل حدیث علماء بھی مجتہدین کے مسائل کو پرکھنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟

غ۔۔ آپ علماء اہل حدیث کی بات کرتے ہیں اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا ایک عام اہل حدیث بھی بڑے سے بڑے مجتہد کے مسائل کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھے بغیر



قبول نہیں کرتا ہمیشہ ہمارے علماء ہمیں اسی چیز کی تلقین کرتے ہیں۔  
**س**۔ کیا تم نے علماء کی اس تلقین کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھا ہے کہ یہ غلط ہے یا صحیح؟

کیا غیر مجتہد کو اختیار دیا جاسکتا ہے کہ وہ مجتہد کے مسائل کو پرکھے؟  
 کیا عوام الناس کو یہ اختیار تفویض کیا جاسکتا ہے کہ وہ کتاب و سنت کے ذریعے ان مسائل کو پرکھیں؟

جب آپ کو قرآن و حدیث کا علم ہی نہیں تو پرکھیں گے کیسے؟  
 واللہ، مذاہب عالم میں واحد مذہب اہل حدیث ہے جن کا نظریہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایم۔ اے کا پرچہ پرائمری پاس، پرائمری کا پرچہ انگوٹھا ٹیک اور ڈاکٹر کا نسخہ خود مریض چیک کیا کرے۔ کسی نے بچھوسے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا جس کی دم پہ ہاتھ رکھو وہی سردار ہے۔ تمہارا بھی ہر آدمی مجتہد ہے اور ایسا مجتہد کہ صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال اور ان کے فتاویٰ کو بھی چیک کرتا ہے لیکن ہے انگوٹھا ٹیک۔ آپ کہتے ہیں اہل حدیث مذہب میں آجاؤ لیکن مجھے تو اہل حدیث مذہب کی حالت اندھیر نگر جیسی معلوم ہوتی ہے میں اس مذہب میں کیسے آجاؤں؟

**غ**۔۔ اندھیر نگر والی حالت کا کیا مطلب؟

### لطیفہ

**س**۔۔ ایک شہر تھا اندھیر نگر جس میں ہر چیز مکہ سیر تھی۔ دال بھی مکہ سیر، گوشت بھی مکہ سیر، تیل بھی مکہ سیر، گھی بھی مکہ سیر، آٹا بھی مکہ سیر، اخروٹ بھی مکہ سیر، بادام بھی مکہ سیر، پستہ بھی مکہ سیر، پیاز بھی مکہ سیر، سیب بھی مکہ سیر۔ ایک دفعہ گرو اور چیلہ چلتے پھرتے اس شہر میں پہنچ گئے چیلہ نے ہر چیز مکہ سیر کی نوید سن کر کہا گرو جی ہم تو یہاں رہیں گے اخروٹ، بادام، پستہ

اور فروٹ خوب کھائیں گے خوب طاقت ہوگی۔ گرو نے سمجھایا مگر چیلہ نہ مانا۔ ایک عرصہ تک وہاں رہے۔ کھا کھا کر چیلہ خوب پل گیا اور پھول گیا۔ اتفاقاً وہاں عدالت میں فیصلہ ہوا کسی آدمی کو پھانسی دینے کا لیکن پھندا بڑا تھا اس کی گردن میں فٹ نہ آیا تو عدالت سے حکم صادر ہوا کہ ایسا آدمی تلاش کیا جائے جس کی گردن میں پھندا فٹ آجائے چنانچہ پھولا اور سو جا ہوا چیلہ مل گیا پھندا جو گردن میں ڈالا تو فٹ۔ فیصلہ ہوا کہ اسی کو پھانسی چڑھا دو۔ اب گرو نے اپنی نصیحت یاد دلائی میں نے کہا نہیں تھا کہ ہر چیز نکلے سیر ہے تو یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔

تمہارے مذہب اہل حدیث میں بھی ہر آدمی مجتہد ہے تو یہ بھی اندھیر نگر ہے اور جیسے ہر چیز نکلے سیر سے چیلے نے دھوکہ کھایا تو اس کی جان برباد۔ اسی طرح تمہارے مذہب میں ہر آدمی مجتہد ہے لہذا اگر میں تمہارے قرآن و حدیث کے دعوے سے دھوکہ کھا کر اہل حدیث مذہب میں آ گیا تو میرا ایمان برباد۔ بھائی اس اندھیر نگری والے مذہب سے میری توبہ۔ یہ بھی کوئی مذہب ہے جس میں ایک جاہل سے جاہل آدمی بھی مجتہد ہے۔ ایک پاس بیٹھے ہوئے دانا شخص نے ساری بات سن کر کہا کہ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مقلدین حضرات میں علماء تو بہت ہیں مجتہد ایک بھی نہیں اور غیر مقلدین مجتہد تو سارے ہیں عالم ایک بھی نہیں۔

### منصف مزاج غیر مقلد کا تجزیہ

غ۔۔ منصف مزاج غیر مقلد جو اپنے غیر مقلد احباب کے غیر معقول جوابات، گستاخانہ روش اور زبان درازی کی وجہ سے پریشان تھا اس نے کہا اصل حقیقت میں بتانا ہوں۔ غیر مقلدین مجتہد تو سارے ہوتے ہیں البتہ ان میں عالم کوئی کوئی ہوتا ہے۔

س۔۔ اس صورتحال میں میرا مطالبہ معقول ہے کہ جب آپ لوگ ائمہ مجتہدین کے

مسائل کو قرآن و حدیث کے ساتھ پرکھ سکتے ہیں تو اپنے علماء کے مسائل کو بھی پرکھیں پس ان میں جو مسئلہ صحیح ہے اس کے صحیح ہونے کا، اور جو غلط ہو اس کے غلط ہونے کا قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کریں۔

غ -- یہ سب خرافات ہیں ان کا قرآن و حدیث سے کوئی واسطہ ہی نہیں اس لیے ان کو قرآن و حدیث سے پرکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

س -- خرافات اور غلط مسئلوں کا قرآن و حدیث سے کوئی واسطہ ہوتا بھی نہیں لیکن ان کو خرافات اور ان کو غلط ثابت کرنے کے لیے بھی تو قرآن و حدیث کا ثبوت ہونا چاہئے۔ آپ اپنے قرآن و حدیث والے دعوے کے مطابق کسی مسئلہ کو بھی قرآن و حدیث کے ثبوت کے بغیر نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غلط ورنہ آپ کا یہ دعویٰ جھوٹا ہو جائے گا۔ ”اہل حدیث کے دواصول، فرمان خدا فرمان رسول“۔

غ -- میں ان کتابوں کا اور ان کے مسئلوں کا ذمہ دار نہیں۔ بس ہمارا مذہب قرآن اور حدیث ہے۔

### سنی نوجوان کا مطالبہ

س -- آپ کا مذہب اور دعویٰ چونکہ قرآن و حدیث ہے اسی لئے تو میں بار بار آپ سے مطالبہ کر رہا ہوں کہ آپ قرآن و حدیث کے ثبوت سے ان مسئلوں کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کریں۔ اگر صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر ثبوت پیش کریں۔

غ -- آپ ان مسائل کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ آپ کو ہمارا دعویٰ قرآن و حدیث اور ہمارا نعرہ ”اہل حدیث کے دواصول۔ فرمان خدا فرمان رسول“ اچھا نہیں لگتا؟ کیا یہ دعویٰ اور نعرہ غلط ہے؟

**س۔۔** بھائی! ہیرے کا قیمتی ہار کسی انسان کے گلے میں ہو تو صحیح، خنزیر کے گلے میں ہو تو غلط۔ اسی طرح قرآن مجید عظیم الشان کتاب ہے۔ پاک آدمی پڑھے تو صحیح، ناپاک (جنبی) آدمی پڑھے تو غلط۔ اسی طرح قرآن وحدیث کا دعویٰ اگر کوئی سچا انسان کرے تو صحیح، جھوٹا آدمی کرے تو غلط۔

**غ۔۔** کیا ہم جھوٹے ہیں؟

**س۔۔** اس میں کیا شک ہے؟ آپ ان مسائل کو غلط بھی کہتے ہیں لیکن اپنے دعوے کے مطابق ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث کا ثبوت بھی پیش نہیں کرتے اور نہ ہی آپ کے دوسرے علماء ثبوت پیش کرتے ہیں تو میں اہل حدیثوں کو سچا کیسے مان لوں؟

**غ۔۔** اگر نواب وحید الزمان نے چند باتیں غلط لکھ دی ہیں تو کیا اس سے اہل حدیث مذہب غلط ہو گیا؟

### اہلحدیث مذہب کی چند دیگر کتب کا تعارف

**س۔۔** یہ تو میں نے چند باتیں آپ کے سامنے بطور نمونہ ذکر کیں ورنہ ان کی کتابوں میں ایسے سینکڑوں مسائل موجود ہیں جن کے غلط ہونے سے تمہارا دعویٰ ضرور غلط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح قرآن وحدیث کے مدعی تھے لیکن مسئلے ایسے لکھے جن کو سن کر اہل حدیثوں کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں اور توبہ توبہ کراٹھتے ہیں اور ان کو غلط غلط کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اچھا! اگر یہ تمہارے نزدیک غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث کا ثبوت پیش کرو تو وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کرتے۔ اس سے ان سب کا اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا ہے چلو اب میں آپ کے اس شکوے کو دور کرنے کے لئے آپ کے دوسرے معتبر علماء کی مندرجہ ذیل معتبر کتابوں سے پورے ثبوت کے ساتھ کچھ اور مسائل گوش گزار کرتا ہوں۔

دیکھئے اس کتاب کا نام ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“ ہے۔ اس کے صفحہ نمبر 49 پر ”عرف الجادی“ (مؤلفہ السید نواب نور حسن خان) کا صفحہ نمبر 66 پر ”بدور الابلہ“ (مؤلفہ السید نواب صدیق حسن خان) کا صفحہ 67 پر، ”الروضۃ الندیۃ“ (مؤلفہ السید نواب صدیق حسن خان) کا صفحہ 205 پر، ”فتاویٰ نذیریہ“ (مجموعہ فتاویٰ شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین) کا صفحہ 214 پر، ”فتاویٰ ستاریہ“ کا جو محدث و مفتی عبدالستار صاحب دہلوی، امیر و امام ”جماعتِ غرباء“ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے اور ”فتاویٰ ثنائیہ“ (شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری) کا اندراج ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے اکابرین اور مذہب اہل حدیث کے بانیان کی یہ ایسی معتبر کتابیں ہیں کہ جن پر اہل حدیث حضرات کو ناز ہے اس لئے ان کتب کو علماء اہل حدیث کے بہت بڑے علمی کارنامے اور علمی خدمات کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

## عرف الجادی من جنان ہدی العادی

﴿نبی پاک ﷺ کے ہدایت کے باغات میں سے زعفرانی باغ کی خوشبو﴾

اس زعفرانی باغ کی معطر خوشبو سے آپ بھی لطف اندوز ہو جائیے۔

1۔ جناب نور الحسن خان عرف الجادی کے دیباچہ میں فرماتے ہیں.....

۱۔ اس رسالہ میں مسائل اجماعیہ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

۲۔ ضروری ہے کہ اجماع کے چہرے سے پردہ ہٹا کر عوام و خواص کے دلوں میں اجماع کی ہیبت اور خوف نکال دیں۔

۳۔ اجماع کوئی چیز نہیں۔

۴۔ جب اجماع کوئی چیز نہیں تو قیاس اصطلاحی جس کو چوتھی دلیل بنا لیا گیا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں رہتی (عرف الجادی ص 3) (۱)

۵۔ پھر ص 4 پر لکھتے ہیں ”پس حق یہی ہے کہ اجماع ممنوع ہے“۔ (۲)

کیا ان پانچ امور پر کوئی صریح دلیل موجود ہے؟

2۔ از روئے سنت رائج مذہب یہ ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، مستعمل ہو یا غیر مستعمل نجاست

(۱)..... دریں رسالۃ سلالۃ و مقاتلۃ علالتہ قطع نظر است از احتجاج بمسائل اجماعیہ مصطلحہ اہل خلاف پس

ضرورت شد کہ پردہ از روئے اجماع کہ ہیبت و خشیت آل در دلہاے خاصہ و عامہ بسیار است بر اندازیم

وانچہ در ممکن بطون است بر منصفہ شہود جلوہ گرسازیم و بعد از انکہ اجماع چیزے نیست قیاس مصطلح کہ آنرا

دلیل رائج قرار دادہ اند خود مکفی المؤنۃ شد

(۲)..... ”پس حق ہمیں است کہ اجماع ممنوع است“۔

گرنے سے تب نجس ہوگا کہ بو، مزہ یا رنگ بدل جائے ورنہ پاک ہے (ص 9، فتاویٰ ثنائیہ

ص 614 ج 1) (۱)

3۔ بلی ناپاک نہیں ہے لہذا اس کے پانی میں منہ ڈالنے سے پانی نجس نہ ہوگا

(ص 9) (۲)

4۔ دباغت سے چڑا پاک ہو جاتا ہے (ص 9) (۳)

5۔ منی پاک ہے (ص 10، بدورالابہ ص 15) (۴)

6۔ 'ہر نجس حرام ہے لیکن ہر حرام نجس نہیں ہے لہذا کتا خنزیر وغیرہ حرام ہیں مگر نجس

نہیں کہ ان کے نجس ہونے پر شرعی دلیل نہیں ہے (ص 10) (۵)

7۔ اگر لڑکا پیشاب کر دے تو دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس پر پانی چھڑک

دیں (ص 10) (۶)

(۱)..... آب باراں و دریا و چاہ طاہر و مطہر است بلید نمی گردد مگر نجاستی کہ بویا مزہ یا رنگ اورا برگرداند

-- رائج عدم فرق است در قلیل و کثیر و مستعمل و غیر مستعمل و این رائج مذہب است

(۲)..... و اگر بہ پلید نیست کہ آب بدہان انداختن او نجس گردد۔

(۳)..... چم مدبوغ پاک است۔

(۴)..... و منی ہر چند پاک است۔

(۵)..... پس دعویٰ نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردار نا تمام است

آری اکل لحم لہا و آشامیدن خمر حرام است و نیست ملازمت میان حرمت و نجاست آری ہر نجس حرام

است نہ ہر حرام نجس۔

(۶)..... در بول غلام رش آمدہ۔

8- حیوانات اور آدمی کے بدن سے جو کچھ نکلتا ہے وہ اصل کے اعتبار سے پاک ہے اللہ یہ کہ ان کے نجس ہونے پر شرعی دلیل قائم ہو جائے اس لئے گوہر اور آدمی کا پیشاب پاخانہ اصلاً ناپاک نہیں ہے بلکہ ان کی ناپاکی کا حکم محض دینی ضرورت کی وجہ سے ہے اور ان کے علاوہ جانوروں اور آدمی کے بدن سے جو کچھ نکلتا ہے وہ پاک ہے (ص 10) (۱)

9- چونکہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے اللہ یہ کہ اس کے نجس ہونے پر شرعی دلیل قائم ہو جائے بغیر شرعی دلیل کے کسی چیز کو نجس قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ پس کتا، خنزیر، خمر، دم مسفوح، مردار سب پاک ہیں ان کے ناپاک ہونے کا دعویٰ نامتتام یعنی بے دلیل ہے۔ (ص 10، بدور الابلہ ص 15) (۲)

کنوئیں وغیرہ میں گر جائیں تو پانی پاک رہتا ہے..... ناقل

10- تمام کفار کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ وہ کافر بوقت ذبح یا کھانے والا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے (ص 11) (۳)

11- ناپاک جوتی کے ساتھ زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتی ہے لہذا جوتی سمیت مسجد میں آنا اور جوتی میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن شیطان لعین نے جب دیکھا کہ نمازی لوگ

(۱)..... ثبوت نجاست بول و غلط آدمی بضرورت دینیہ است و در ماعدایں ہر دو کہ از آدمی بیرون آید خلاف است و چہ نہیں در خارج از حیوانات و تحقیق بقبول حکم نجاست چیز است کہ پلید بونش بضرورت دینیہ ثابت شدہ و در ماعدائے آں حاجت بور و دلیل دال بر نجاست است

(۲)..... در آنچہ دلیل نیامدہ بر انت اصلیہ در نفی تعبد نجس بودن آں کافی است چہ اصل در ہمہ اشیاء طہارت است ---- پس دعویٰ نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردار نامتتام است۔

(۳)..... ذبايح اہل کتاب و دیگر کفار نزد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آں حلال است حرام و نجس نیست۔



شراب خوری اور فسق و فجور کے قریب نہیں بھٹکتے تو اس نے جوتی پہن کر مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کو جوتی اتار کر مسجد میں آنے اور جوتی اتار کر نماز پڑھنے پر لگا دیا (ص 11) (۱)

12- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن نبی پاک ﷺ نے اس مکروہ کام کو جواز بیان کرنے کے لئے کیا ہے اور شرعی حکم بیان کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کے لئے مکروہ کام کرنا جائز تھا (ص 11) (۲)

13- استنجاء میں ڈھیلے اور پانی دونوں استعمال کرنا بہت اچھا ہے اور تنہا پانی کے ساتھ استنجاء کرنا تنہا ڈھیلے سے بہتر ہے (ص 11) (۳)

14- راستہ میں پھل دار درخت کے سایہ اور نہر کے کنارے پر پانچخانہ کرنے سے نہی ضعیف حدیث میں وارد ہے (ص 11) (۴)

**سوال** - اس حدیث پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ حدیث ضعیف ہے۔ اور جو لوگ عمل کر رہے ہیں انکی قولاً و فعلاً تردید کی جائے یا نہ؟

(۱)..... طہارت پاپوش آلودہ نجاست ہمیں سونش بزمین است و بس و در آں نماز گزاردن و بمسجد در آمدن روا است و لیکن شیطان لعین و ابلیس رجیم از برائے عصاة مہتہکین و آہنمین مستترین شکوک و خیالات بے سرو پارا دام شکار خود ساختہ و چون دید کہ نفوس ایں قوم طموح بسوئے شرب ثمور و ارتکاب فجور نمی کند لاجرم ایں ضحیرہ را شہکہ گرفتاری ایشان گردانید۔

(۲)..... استادہ شاشیدن مکروہ است و فعل ایں مکروہ از آنحضرت ﷺ از برائے بیان حکم شرعی جائز باشد (۳)..... و جمع میان سنگ و آب احسن و آب تنہا افضل از تنہا سنگ است۔

(۴)..... از تخلی در راہ و زیر سایہ درعت میوہ دار و کرانہ نہر رواں در حدیث ضعیف نہیں آمدہ۔

15- وضو سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب (

فرض) ہے (ص 12) (۱)

**سوال**۔ یہ فرق کس حدیث میں ہے؟ ناک جھاڑنے کا حدیث میں حکم ہے وہ

مستحب ہے یا فرض؟

16- وضو میں پیشانی پر مسح کر لینے سے وضو ہو جاتا ہے (ص 12) (۲)

17- داڑھی میں خلال کرنے کی قوی اور فعلی احادیث ضعیف ہیں (ص 12) (۳)

18- اس میں کوئی شک نہیں کہ ’وارجلکم‘ میں قرأت نصب وجر سے پاؤں کا

دھونا اور مسح کرنا دونوں ثابت ہیں۔ جو لوگ صرف دھونے یا صرف مسح کے قائل ہیں انہوں

نے زبردستی سے کام لیا ہے۔ اگرچہ احادیث کے اعتبار سے پاؤں دھونا واجب ہے (

ص 12، 13) (۴)

19- گردن پر مسح کرنے کی احادیث میں حجت بننے کی صلاحیت ہے (ص 13) (۵)

20- خون اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا (ص 14) (۶)

21- بیٹھ کر سونے والا اگرچہ خراٹے مارتا رہے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا (ص 14) (۷)

(۱)..... تقدیم سواک براں مستحب ---- و آب در دہن گرداند و اندرون بینی رساند و ایں واجب است۔

(۲)..... مسح بر پیشانی و بردستار ہم بصحت رسیدہ۔

(۳)..... احادیث فعل تحلیل لحدیہ خالی از مقال نیست و اما امر تحلیل پس خود احدی بجانب تصحیحش زفرت۔

(۴)..... شک نیست کہ قرات نصب وجر در آیہ کریمہ افادہ جواز غسل مسح ہر دو می کند و برائے ہر یکے

قائلین تعسف بسیار کردہ اند لکن رسول خدا ﷺ بیان فرمودہ کہ فرض بر است غسل است نہ مسح رجلیں۔

(۵)..... در مشر و عیت مسح رقبہ فی الجملہ روا یا تیکہ صالح التمسک می تواند شد آمدہ۔

(۶)..... نمی هکند از بر آمدن خون وقتی۔

(۷)..... نہ شکندہ وضو نشستہ اگرچہ غطیط کنند۔

22- سنگی لگوانے والے کے لئے غسل سنت ہے۔ جمعہ کے لئے واجب ہے۔ نو مسلم کے لئے مستحب ہے (ص 14) (۱)

**سوال** سنت واجب اور مستحب کی تعریف پر حدیث صحیحہ پیش کریں؟

23- بے وضو آدمی کے لئے قرآن کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔ کیونکہ ”لایمس القرآن الا طاهر“ ضعیف ہے (ص 14، 15) (۲)

**سوال** تو کیا قرآن کا حکم ”لایمسہ الا الموطہرون“ بھی ضعیف ہے؟

24- اگر غسل کے بعد منی خارج ہو تو اس کی وجہ سے غسل کو واجب بتانا جنون ہے (ص 15) (۳)

25- پانی کے نہ ہونے کا گمان ہو تو تیمم کرے اور پانی کے متعلق تلاش و تحقیق کی ضرورت نہیں (ص 15) (۴)

26- تیمم میں ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مار کر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ اور چہرے پر پھیر لے (ص 16) (۵)

27- اگر چہ پٹی پر مسح کی حدیثیں بہت ہی ضعیف ہیں تاہم پٹی پر مسح اور باقی اعضاء کو وضو میں دھونا جائز ہے (ص 16) (۶)

(۱)..... سنت است غسل از برائے حجامت و برائے جمعہ واجب ست و برائے نو مسلم مستحب۔

(۲)..... محدث را مس مصحف جائز باشد..... حدیث لایمس القرآن الا طاهر معلول است۔

(۳)..... آنچہ از منی و بول و جز آن بعد از غسل بر آید موجب اعادہ غسل نیست و ناقض شمر دن آن از برائے غسل جنون است۔

(۴)..... معتبر در اہل علم یا ظن بعدم وجود ماء است و بحث و کشف و احواء سوال۔۔۔۔۔ معتبر نیست۔

(۵)..... تیمم یک ضرب است بر زمین یا مسح شمال بر زمین مسح روئے۔

(۶)..... مسح بر جیرہ و غسل باقی اعضاء وضوء جائز است اگر چہ حدیثش واہی و ضعیف ست۔

- 28- حیض کی اقل و اکثر مدت متعین نہیں ہے (ص 16) (۱)
- 29- جو آدمی پانچ نمازیں چھوڑ دے اس سے توبہ کرانا ہم پر واجب ہے اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ اس کو حکم خدا قتل کر دیں گے (ص 17) (۲)
- 30- نماز چھوڑنے والا بلا تاویل حقیقتاً کافر ہے (ص 17) (۳)
- 31- اگر کوئی شخص ایک نماز بھی قصداً چھوڑ دے تو وہ توبہ کرے یا اسے قتل کر دیا جائے کہ اس کی جان مال مباح ہے (ص 17) (۴) یعنی حکومت اس کو قتل کر دے اور اس کی جائیداد و مال ضبط کر لے
- سوال** مسئلہ نمبر ۲۹ میں پانچ نمازوں کی قید پر حدیث مطلوب ہے؟
- 32- علم نجوم سے شریعت میں نہیں آئی ہے اور اس کے اعتبار کرنے کو مطلقاً کفر قرار دیا ہے۔ بعض فقہاء نے اس کا اعتبار کیا ہے (ص 18) (۵)
- سوال** وہ فقہاء کون ہیں؟ کافر ہیں یا مسلمان؟

- (۱)..... نیست مدت برائے اقل و اکثر حیض۔
- (۲)..... ہر کہ ادا نیم کر دے نمازی را از پنج نماز ترک کر دایدان او بتوبہ بر ما واجب باشد اگر توبہ کر دے فبہا ورنہ اور انکشم بحکم خدا۔
- (۳)..... اما اطلاق اسم کفر بروی پس در احادیث صحیحہ ثابت شدہ داد تعالیٰ تاویل این احادیث بر ما واجب نساختہ و نہ مارا بدان اذن دادہ۔
- (۴)..... ہر کہ بجانیار د خون و مال اور اعصمت نیست بلکہ ما ماموریم بقتال او چنانکہ رسول خدا ﷺ ہداں مامور شدہ ولیکن توبہ مقبول است۔
- (۵)..... تعداد نجوم و فقہیر منازل کہ بعض فقہاء کر دند..... در شرع ازیں علم (علم نجوم) نبی آمدہ و اعتبار آن را مطلقاً کفر گردانیدہ۔

- 33- سخت گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم ہے (ص 18) (۱)
- 34- عین زوال کے وقت نماز جمعہ مکروہ نہیں ہے (ص 19) (۲)
- 35- مباح کام میں مشغولیت کے عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں حقیقتاً جمع کرنا غیر مسافر کے لئے، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جو شیعہ، رافضی ہے اور جو اس درجہ کو پہنچ جائے وہ خطاب کے لائق نہیں اور جو حضور نے مدینہ میں نمازیں جمع کی تھیں وہ جمع صوری تھیں (ص 19، 20) (۳)
- 36- شوریلی تر زمین میں سواری کی پیٹھ پر فرض نماز جائز ہے اس پر قیاس ہوگا دخانی کشتی کا کہ اس میں بھی فرض نماز جائز ہے (ص 20) (۴)
- 37- مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں حسب مراتب باقی مساجد سے ان میں نماز کا ثواب زیادہ ہے۔ باقی سب مساجد باعتبار مسجد کے برابر ہیں وہاں ثواب کم زیادہ ہوتا ہے جماعت کی قلت و کثرت کے اعتبار سے (ص 21) (۵)

(۱).....در اشد احترام و تکریم ظہر آمدہ۔

(۲).....نماز جمعہ در عین زوال مکروہ نیست۔

(۳).....ہر کہ مجوز مطلق جمع از برائے غیر مسافر و من یلتحق بہ است بدستش دلیلی نیست و مسوغ جمع از برائے مشغول بمباح مفرط است.....ہر کہ حظی از تشیع دارد معتقد این جمع ست و ہر کہ باین منزلت بود مستحق خطاب نیست.....حدیث ابن عباس در جمع صلاتین بدینہ منورۃ محمول بر جمع صورت است

(۴).....تا دیہ فریضہ را در ارض ندیہ بر ظہر را حله مسوغ کردہ و بریں قیاس ست حکم تا دیہ فرانس در عجلہ دخانی

(۵).....نماز در مسجد حرام برابر صد ہزار نماز ست و در مسجد مدینہ برابر ہزار نماز.....ایں ہر سہ مسجد افضل

مساجد روئے زمین ست.....و بعد ازینہا تفضیل مر مسجد جماعت را باشد و ہر مسجد کہ جماعت آنجا بیشتر ست بہتر از مسجد قلیل الجماعت ست۔

38- ”لَا صَلَوةَ لِحَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ“ ضعیف ہے لیکن اس کی

اسناد بہت ہیں (ص 21) (۱)

39- صحت نماز کے لئے طہارت مکان شرط نہیں ہے (ص 21) (۲)

40- پختہ اور مزین مساجد ممنوع ہیں (ص 22) (۳)

41- دو رکعت تحیۃ المسجد واجب ہے (ص 22) (۴)

42- کپڑا ناپاک ہو یا ستر کھلا ہو اور نماز پڑھ لے تو نماز صحیح ہے، اعادے کی ضرورت

نہیں۔ (ص 22) (۵)

43- اگر کندھوں پر کپڑا نہ ہو تو نماز جائز نہیں ہے (ص 22) (۶)

44- نماز میں آواز کے ساتھ رونا جائز ہے (ص 22) (۷)

45- جوتی کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کو زمین پر گرٹ لیں پھر مسجد کے اندر جا کر

اسی جوتی کے ساتھ نماز پڑھ لیں (ص 22) (۸)

(۱)..... اگرچہ حدیث لا صلاۃ لِحَارِ الْمَسْجِدِ ضعیف ست لیکن طریقہ بھائے بسیار دارد۔

(۲)..... طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز۔

(۳)..... تشہید و زخرفت مساجد ممنوع ست۔

(۴)..... از نشستن در مسجد نزد در آمدن بدون دو رکعت تحیت نبی آمدہ پس واجب باشد۔

(۵)..... ہر کہ چیزے از عورتش در نماز نمایاں باشد یا در جامہ ناپاک نماز گذارد نمازش صحیح ست۔

(۶)..... بیک جامہ کہ چیزی از آن بردوش نباشد نماز نباید کرد۔

(۷)..... و گریستن مشروع اگرچہ آواز باشد۔

(۸)..... ہر کہ بمسجد در آمد نظر بتعل خود بکند اگر در آن اذی یافتد ربیند مسح نعل کند و در آن نماز بگذارد۔

46- نماز کے دوران منبر سے اترنا اور چڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح نماز میں سانپ،

بچھوکو قتل کرنا جائز ہے (ص 22، 23) (۱)

47- بھول کر کلام کرنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے (ص 23) (۲)

48- جو آدمی نمازی اور سترہ کے درمیان گزرے اس کے ساتھ قتال جائز ہے (ص 23) یعنی نمازی اس کے ساتھ قتال کرے کوئی حرج نہیں (۳)

49- اذان میں ”حی علیٰ خیر العمل“ پر اعتراض جائز نہیں (ص 24) (۴)

50- نمازی دوران نماز بلغم، تھوک، فضلہ ناک قدم کے نیچے یا بائیں جانب ڈالے،

سامنے یا دائیں جانب نہ ڈالے (ص 24) (۵)

51- جیسے اکہری تکبیر کے ادلہ موجود ہیں اسی طرح دوسری تکبیر کے دلائل بھی موجود ہیں مگر اخیر

میں ”لا الہ الا اللہ“ ایک بار ہے اور چونکہ ان حدیثوں میں مقدم و مؤخر معلوم نہیں اس لئے زیادہ

بہتر یہ ہے کہ اذان دوسری ہوتا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے ”پس اس صورت میں اقامت

دوسری ہونی چاہیئے یہی قول مناسب ہے اصول کا تقاضا بھی یہی ہے (ص 24، 25) (۶)

(۱)..... قتل مارو کثرت عمل کثیر نیست..... طلوع و نزول اواز منبر در حالت نماز..... در حکم غیر کثیر دارد۔

(۲)..... کلام سہی مفسد صلاۃ نیست۔

(۳)..... رواست مقاتلۃ باکے کہ میان سترہ و مصلیٰ بگذرد۔

(۴)..... برہج کی از منکر و مثبت (حی علیٰ خیر العمل) تکبیر نیست۔

(۵)..... بصاق انگندن اگر روا باشد زیر قدم و جانب شمال ست نہ رو برو جانب راست۔

(۶)..... چنانکہ ادلہ بایتا اقامت آمدہ بچنان تنفیج آن نیز وارد گشتہ مگر تہلیل در آخر کہ یک بار بیش نیست

..... و متقدم از متاخر معلوم نیست پس جمع میان ہر دو متوجہ شود عمل بزیادت واردہ از وجہ صحیح ثابت ست پس

برین تقدیر اقامت ثنی ثنی باید چر تہلیل در آخر ہذا هو الذی ینبغی القول بہ علی ما یقتضیہ الاصول

- 52- اذان میں آہستگی اور اقامت میں تیزی مستحب ہے (ص 25) (۱)
- 53- شروع میں کانوں تک یا کندھوں تک ہاتھ اٹھانا ان میں سے ہر ایک سنت ہے (ص 25) (۲)
- 54- شروع کے رفع یدین کی احادیث متواتر ہیں (ص 25) (۳)
- 55- ہاتھ باندھنے کے تین طریقے ہیں سینے پر، ناف کے نیچے یا دونوں کے درمیان یا ناف کے اوپر (ص 25) (۴)
- 56- ثنا اور تعوذ کے مختلف صیغے صحیح طور پر ثابت ہیں سب درست ہیں (ص 26) (۵)
- 57- بسم اللہ جہری نماز میں جہراً اور دوسری نماز میں سرّاً پڑھیں (ص 26) (۶)
- 58- مدرک رکوع مدرک رکعت نہیں (ص 26، 37) (۷)
- 59- اگرچہ ایک فعل کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہ کیا ہو پھر بھی وہ امتیوں پر لازم نہیں ہوتا جب تک وجوب کی الگ دلیل نہ ہو (ص 28) (۸)

- (۱)..... مستحب ست ترسل در اذان و تغیل در اقامت
- (۲)..... نزدائیں تکبیر ہر دو دست خود تا ہر دو گوش یا دوش بردارد و الکل ستہ
- (۳)..... و احادیث ہذا الرفع متواترہ
- (۴)..... دست راست بردست چپ بر بند خواہ بر سینہ نہد یا زیر ناف یا میان ہر دو۔
- (۵)..... دعائے افتتاح بخواند و درین دعا صیغہا بصحت رسیدہ و ہمہ مجز نیست..... و در تعوذ ہم صیغہا آمدہ۔
- (۶)..... در نماز جہریہ تکبیر و در سریہ بسر باید خواند۔
- (۷)..... بی فاتحہ نہ نماز صحیح ست و نہ ادراک رکعت معتد بہ۔
- (۸)..... ہر چند در حدیثی از احادیث حاکیہ فعل نبوی ﷺ ترک تشہد ہیچ گاہ ثابت نشدہ لیکن این قدر مثبت وجوب آن نیست۔



- کیا اطاعت رسول اسی کا نام ہے؟ یہ وضاحت حدیث میں دکھائیں؟
- 60۔ مقتدی فاتحہ امام کے ساتھ پڑھے امام کے سکنت میں یا امام کے فاتحہ ختم کرنے کے بعد پڑھنا کوئی چیز نہیں (ص 26) (۱)
- 61۔ سجدوں میں رفع یدین نہیں ہے۔ تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہو کر بھی رفع کرے اور یہ رفع یدین نماز کے آداب میں سے ہے۔ آنحضرتؐ نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا پس کرنے والے کو ثواب ہوگا اور چھوڑنے والے پر کوئی ملامت نہیں۔ (ص 26) (۲)
- 62۔ جو چیز حدیث مسنیٰ میں مذکور ہے وہ واجب ہے اور جو مذکور نہیں وہ واجب نہیں (ص 27) (۳)
- 63۔ سجدہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ (ص 27) (۴)
- 64۔ جب نمازی منفرد ہو تو طویل نماز پڑھنا سنت ہے۔ امام ہو تو جلدی نماز پڑھنا سنت ہے (ص 27، 28) (۵)

- (۱)..... خواندن فاتحہ در سکنت امام یا بعد ختم قرائت فاتحہ از امام چیزی نیست۔
- (۲)..... در سجود رفع یدین نیست و نزد قیام بہ رکعت سوم ہم رفع یدین بکند و این از ان بینات ست کہ باری آنحضرت ﷺ کرد و باری نکرد پس فاعل آن مثاب باشد و تارک آن غیر ملام۔
- (۳)..... مرجع جملہ واجبات صلاۃ ہمین حدیث مسنیٰ ست ہر چہ را آنحضرت ﷺ در ان حدیث ذکر کردہ واجب ست و انچہ ذکر نہ کردہ واجب نیست۔
- (۴)..... از بینات سجود این ست کہ ہر دور کہہ پیش از ہر دو دست بر زمین نہد۔
- (۵)..... تطویل در نماز یکے از سنن ثابت ست ما دام کہ مصلی امام نباشد و اگر امام ست نماز در رنگ سبکترین ایشان بگذارد۔

- 65۔ سب سے زیادہ صحیح تشہد ابن مسعودؓ ہے (جو احناف پڑھتے ہیں) اس کے بعد تشہد ابن عباسؓ اور تشہد عمرؓ ہے (ص 28) (۱)
- 66۔ نماز میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تشہد میں چوکڑی مار کر بیٹھنا، سرین پر بیٹھنا، بائیں پاؤں پر بیٹھنا جائز ہے ائمہ کے درمیان اختلاف سنت میں ہے۔ صحیح یہ ہے یہ سب طریقے سنت ہیں (ص 28) (۲)
- 67۔ قعدہ میں تشہد واجب نہیں کیونکہ نبی پاک ﷺ سے اگرچہ تشہد کا ترک ثابت نہیں لیکن صرف دوام سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اگرچہ بعض حدیثوں میں ”قولوا“ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے لیکن تشہد کا حدیث مسیٰ الصلوٰۃ میں ذکر نہیں اور جو چیز حدیث مسیٰ میں غیر مذکور ہے وہ واجب نہیں نیز یہ امر تعلیم کے مقام میں ہے اور تعلیم کے مقام میں جوامر ہو اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا (ص 28) (۳)
- 68۔ پہلے تشہد میں تخفیف ہے دوسرا طویل ہے (ص 28) (۴)
- 69۔ آمین سرّاً اور جہراً ہر دو کی احادیث صحیح ہیں (ص 29، 30) (۵)

- (۱)..... اصح آن تشہد ابن مسعودؓ پستہ تشہد ابن عباسؓ و عمرؓ۔
- (۲)..... از بینات قعدہ آن ست کہ برپائے چپ بنشیند و پائے راست استادہ کند..... وبالجملة بہر صفت کہ بنشیند از تریج و تورک و افتراش جائز باشد و اختلاف ائمہ در سنیت ست و اشبہ آن می نماید کہ مؤدی بر صفت مرویہ ہر صفت کہ باشد مؤدی سنت ست۔
- (۳)..... ہر چند در حدیثی از احادیث حاکیہ فعل نبوی ﷺ ترک تشہد ہچگاہ ثابت نشدہ لیکن این قدر مثبت وجوب آن نیست..... احادیث صحیحہ تشہد کہ در ان لفظ قولوا آمدہ ہر چند کہ اصل امر از برائے وجوب ست لیکن این امر بحدیث مسیٰ تصرف تا ز حقیقت خویش و نیز امر در بعض تشہد از برائے تعلیم کیفیات ست و تعلیم کیفیات اگرچہ بلفظ امر باشد دال بر وجوب نیست۔
- (۴)..... در تشہد اوسط تخفیف خوب ست چنانکہ دلیل بدان وارد گشتہ۔
- (۵)..... آثار در خفض و رفع آمین ہر دو وارد شدہ و بصحت رسیدہ۔

- 70- جو قرأت پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ یہ کلمہ کہے ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“ (ص 30) (۱)
- 71- ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں کبھی کوئی آیت اوپچی پڑھنا جائز ہے (ص 30) (۲)
- 72- تشہد کے بعد نماز میں جو دعا زیادہ پسند ہو وہ پڑھے۔ خواہ وہ ماثور ہو یا غیر ماثور ہو (ص 30) (۳)
- 73- نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ وبرکاتہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے (ص 31) (۴)
- 74- سجدہ تلاوت واجب نہیں (ص 32) (۵)
- 75- وتر واجب نہیں مگر ان کی قضاء ہے (ص 33) (۶)
- 76- تین رکعت وتر کی حدیث ضعیف، بلکہ غیر ثابت ہے بلکہ اس کی نہی آئی ہے (ص 33) (۷)
- 77- اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نماز بلا عذر شرعی چھوڑی گئی ہو اس کی قضا واجب ہے (ص 35) (۸)

- (۱)..... غیر قادر بر قرأت قرآن گفتن سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم مجزیست۔
- (۲)..... در ظہر و عصر در دو رکعت اولیٰ اسماع آید احیاناً..... جائز باشد۔
- (۳)..... بعد تشہد و صلاۃ دعای خوش آئندہ تر خواندن خواہ ماثور باشد یا غیر ماثور ثابت شدہ۔
- (۴)..... در تسلیم زیادت وبرکاتہ با سند صحیح ثابت گشتہ۔
- (۵)..... این سجدہ (سہو) واجب نیست و ہوا الحق۔
- (۶)..... وتر حق ست بر مسلم لیکن واجب نیست معہذا قضاے آن ثابت ست۔
- (۷)..... حدیث اتینار بسہ رکعت ضعیف بلکہ غیر ثابت ست بلکہ ازان نہی آمدہ۔
- (۸)..... دلالت نمی کند دلیلی بروجوب قضای نمازی کہ بغیر عذر شرعی متروک گشتہ۔

- 78- ہر نمازی دوسرے نمازی کے پیچھے اقتداء کر سکتا ہے (اگرچہ دونوں کی نماز جدا جدا ہو) (ص 36) (۱)
- 79- عورت صرف مردوں کی امامت کرے یا مرد صرف عورتوں کی امامت کرے۔ اس کی ممانعت پر کوئی صریح، صحیح حدیث نہیں (ص 37) (۲)
- 80- امام کے لئے بالغ اور عادل ہونے کی شرط ثابت نہیں اس لئے نابالغ بچے کی امامت صحیح ہے (ص 37) (۳)
- 81- ترک قراءۃ خلف الامام والی حدیث، جابر کا قول ہے اور صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا (ص 38) (۴)

- 82- صحابی کا قول حجت نہیں ہے (ص 38) (۵)
- 83- سفر میں قصر کرنا واجب ہے (ص 39) (۶)
- 84- جمع تقدیم و تاخیر سفر میں ثابت ہے حضر میں ثابت نہیں (ص 40) (۷)
- 85- سفر طاعت و سفر معصیت میں فرق نہیں لیکن قصر عزیمت ہے (ص 40) (۸)

- (۱)..... اصل صحت اقتداءے ہر مصلیٰ بہر مصلیٰ ست۔
- (۲)..... دلیل صحیح صریح کہ مانع از امامت زن از برائے مرد باشد نیامده..... و اما منع رجل از امامت نماز کہ ہمراہ شان مرد نباشد پس دلیلی دال بر عدم جوازش معلوم نیست۔
- (۳)..... صحیح ست امامت طفل نابالغ و نیست دلیل بر اعتبار بلوغ و عدالت در امامت۔
- (۴)..... وحدیث جابر دریں باب قول جابر ست و قول صحابی حجت نباشد۔
- (۵)..... قول صحابی حجت نباشد۔
- (۶)..... وحق وجوب قصر ست۔
- (۷)..... جمع در سفر نہ در حضر بتقدیم و تاخیر ہر دو ثابت شدہ۔
- (۸)..... عدم فرق میان سفر طاعت و سفر معصیت ست و لیکن قصر عزیمت ست۔

- 86۔ ایک میل سے زیادہ سفر کرنے کا ارادہ ہو تو وہ مسافر ہے۔ قصر کرے (ص 40) (۱)
- 87۔ چو کڑی مار کر نماز پڑھنا نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے (ص 40) (۲)
- 88۔ چار دن اقامت ہو تو نماز پوری پڑھے (ص 40) (۳)
- 89۔ جمعہ میں خطبہ محض سنت ہے، نہ واجب ہے نہ شرط (ص 41) (۴)
- 90۔ اگر کسی کا گھر مسجد سے قدرے فاصلے پر ہو تو اس پر جمعہ کی نماز واجب نہیں اگرچہ وہ اذان کی آواز سنتا ہو، زیادہ مشقت کی وجہ سے (ص 41) (۵)
- 91۔ اذان سننے والے پر جمعہ فرض ہے اس سے اذان بوقت خطبہ مراد ہے (ص 41) (۶)
- 92۔ مصر جامع، مسجد جامع وغیرہ کی شرائط خرافات ہیں (ص 41) (۷)
- 93۔ دو آدمی بھی جمعہ پڑھیں۔ ایک امام ہو دوسرا مقتدی (ص 41) (۸)
- 94۔ جمعہ کا خطبہ نہ سنت ہے نہ واجب ہے نہ صحت نماز کے لیے شرط ہے (ص 41) (۹)

- (۱)..... مرید سفر زائد بر میل نہ کمتر اذان مصداق مسافرست۔
- (۲)..... چہارزانوشستہ گذاردن از آنحضرت ﷺ ثابت گشتہ۔
- (۳)..... در اقامت چارروز اتمام نماز لازم۔
- (۴)..... خطبہ سنتست نہ واجب ونہ شرط صحت۔
- (۵)..... بر بعد المکان واجب نیست اگرچہ ندابشود بنا بر مزید مشقت دران۔
- (۶)..... این نماز از فروض اعیانست لکن بر کسیکہ سامع نداست..... مراد باین ندانند نیست کہ رو برو امام کنند۔
- (۷)..... اشتراط امام ومصر جامع ومسجد جامع..... حدیث خرافہ پیش نیست۔
- (۸)..... رواست بدو کس یکے امام شود دیگر مؤتم۔
- (۹)..... خطبہ سنتست نہ واجب ونہ شرط صحت۔

- 95۔ جو بوقت خطبہ دوسرے کو کہے خاموش ہو جا اس کا جمعہ نہیں ہوتا (ص 42) (۱)
- 96۔ زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے اور یہی حق ہے (ص 41، بدور الابلہ ص 71) (۲)
- 97۔ خطبہ میں حمد و صلوٰۃ، قرأت قرآن مشروعیّت خطبہ کی غرض سے خارج ہے (ص 41) (۳)
- 98۔ خطبہ چھوٹا اور نماز طویل ہو (ص 42) (۴)
- مگر غیر مقلدین کا پہلا خطبہ (تقریر) نماز سے طویل ہوتا ہے۔
- 99۔ تحیّۃ المسجد واجب ہے اگرچہ خطبہ کے وقت ہو (ص 42) (۵)
- 100۔ جمعہ سے پہلے سوائے تحیّۃ المسجد کے کوئی سنت اور نفل نہیں (ص 42) (۶)
- 101۔ غسل نماز جمعہ کے لئے نہیں بلکہ روز جمعہ کے لئے ہے (ص 42) (۷)
- 102۔ عید و جمعہ جمع ہو جائیں تو جمعہ چھوڑ دینا جائز ہے امام و مقتدیوں میں سے کسی پر بھی واجب نہیں (ص 42، 43، 46) (۸)

- (۱)..... ہر کہ دیگرے را گوید خاموش شو اور اجمعہ نباشد۔
- (۲)..... کفایت نماز جمعہ قبل از زوال و ہوا الحق۔
- (۳)..... اشتراط حمد و صلاۃ یا قرائت چیزے از قرآن خارج از غرض شریعت خطبہ باشد۔
- (۴)..... فرمود طول نماز مرد و قصر خطبہ او دلیل فہم اوست۔
- (۵)..... دلیل ست برو جو ب تحیّۃ اگرچہ در جلیں خطبہ باشد۔
- (۶)..... و پیش از ان (جمعہ) جز تحیت تطوع نیست۔
- (۷)..... این غسل از برائے روز جمعہ ست نہ از برائے نماز جمعہ۔
- (۸)..... جمعہ رخصت ست از برائے عید..... چون جمعہ و عید فراہم آیند در یک روز جمعہ رخصت باشد و ظاہر آنست کہ این رخصت عام ست از برائے امام و سائر مردم۔

**103-** حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ جمعہ کے لئے چالیس یا اس سے زیادہ آدمی ہوں ضعیف ہے اس کے باوجود دو آدمیوں کی نماز جمعہ کی صحت کے منافی نہیں ہے (ص 43) (۱)

**104-** غلام، عورت، بیمار، بچہ اور مسافر کے علاوہ ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اور کم از کم دو آدمی ہوں (ص 43) (۲)

**105-** صحابہ کرام کے اقوال حجت نہیں ہیں (ص 44، 57) (۳)

**106-** عید کے روز غسل کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں (ص 46، بدور الابلہ 32) (۴) (لہذا غیر مقلدین کے نزدیک عید کے دن غسل کرنا بدعت ہوگا)

**107-** نماز کسوف و خسوف سنت ہے کہ اس کے وجوب کی دلیل موجود نہیں اور محض فعل نبی ﷺ سے سنت ثابت ہوتی ہے وجوب ثابت نہیں ہوتا (ص 47) (۵)

**108-** زندہ آدمی کا دعائیں وسیلہ پکڑنا جائز ہے (ص 48) (۶)

**109-** سونے، چاندی کے برتنوں کو کھانے پینے کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال

(۱)..... حدیث جابرؓ کہ درجہ کس یا زیادہ جمعہ ست با آنکہ ضعیف ست منافی صحت جمعہ در دو کس نیست  
(۲)..... جمعہ حق واجب ست بر ہر مسلمان در جماعت کہ کمتر آن دو نفر اندگر بندہ وزن و بیمار و کوک و مسافر ۔

(۳)..... واقوال صحابہ حجت نیست ..... حجت بدان غیر قائم ۔

(۴)..... در غسل عید حدیث بدرجہ صحت یارتہ حسن زسیدہ ۔

(۵)..... این نماز سنت ست بنا بر عدم ورود دلیل بر ایجابش و مجرد فعل مفید زیادت بر سنت نمینو اندشد ۔

(۶)..... استنقای عمر فاروق بعاس بن عبدالمطلب در بخاریست گفت اللهم انا کننا مستقی الیک بنینا فتسقینا وانا ننوسل الیک نعم بنینا فاسقنا ۔

- کرنا ممنوع نہیں کہ ممانعت کی دلیل موجود نہیں اور اصل ہر چیز میں حلت ہے (ص 50) (۱)
- 110- تصویروں کی ممانعت کے ادلہ میں حیوان اور غیر حیوان کا فرق نہیں کیا گیا (ص 51) (۲) لہذا غیر حیوان کی تصویر بھی منع ہے۔
- 111- اجنبیہ عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اور پردے کا حکم ازواج مطہرات کے ساتھ مختص ہے (ص 52) اسی طرح عورت اجنبی مرد کا چہرہ دیکھ سکتی ہے (ص 52) (۳)
- 112- محرمہ عورت کے قبل و دبر (یعنی مخصوص اگلے و پچھلے حصہ) کے سوا بدن کے ہر حصہ کو دیکھنا جائز ہے (ص 52) (۴)
- 113- شہیدوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنا سنت ہے (ص 54، الروضة الندیۃ ص 170 ج 1) (۵)
- 114- پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور سورۃ، نماز جنازہ میں سنت ہے ابن عباسؓ سے بخاری میں روایت ہے (ص 55) (۶) (بخاری میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے: ناقل)
- 115- نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر دعا میں مشغول ہو جانا کافی ہے (ص 55) (۷)

- (۱)..... منع استعمال این ہر دو در غیر خورد و نوش دلیل دلالت نکرده..... چہ اصل ہمہ جاہل ست۔
- (۲)..... بظاہر ادلہ عدم فرق میان تمثال حیوان و غیر او ست۔
- (۳)..... آیہ دلیل بر تحریم مجرد نظر بسوئے وجہ اجنبیہ نباشد..... آیۃ حجاب مختص بازواج رسول خداست۔ حدیث انعمیاء ان انتما مختص بزواج نبی ﷺ ست۔
- (۴)..... و ظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماعدای قبل و دبر۔
- (۵)..... نماز نکلزارندو این سنت ست در شہداء۔
- (۶)..... خواندن فاتحہ و سورۃ بعد از تکبیر اولی در جنازہ سنت ست بخاری روایتش از ابن عباس کردہ۔
- (۷)..... پس اقتضای بر ماورد از فاتحہ و سورۃ متوجہ باشد و مابعد کہ اشتغال بحض دعا کافی ست۔



- 116- جنازہ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں چلنا برابر ہے اور پیچھے چلنے کی حدیثیں ضعیف ہیں اور اقوال صحابہ اس بارے میں مختلف ہیں اور اقوال صحابہ حجت بھی نہیں ہیں (ص 56، 57) (۱)
- 117- دفن کے بعد قبر کے پاس میت کو تلقین کرے کہ اے فلاں ”لا الہ الا اللہ“ کہہ اور تین بار کہے فلاں کہہ دے ”ربی اللہ و دینی الاسلام و نبی محمد“ یہ تلقین موقوف اور مرفوع حدیث سے ثابت ہے (ص 57) (۲)
- 118- روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں اور عورتوں پر تو زیارت کے ارادہ سے سفر کرنا موجب لعنت ہے (ص 57) (۳)
- 119- بغیر اضطراری حالت کے مردہ کو رات کے وقت دفن کرنا ممنوع ہے (ص 58) (۴)
- 120- بدگوئی کی فتنہ ترین قسم افاضل امت اور ائمہ سلف کے بارے بدگوئی ہے خواہ وہ صحابہ ہوں یا تابعین یا تبع تابعین اور خواہ امت کے مجتہدین ہوں یا محدثین۔ (ص 58) (۵)

- (۱)..... پیش رفتن و ازیمین و یسار رفتن ہمہ جائز و برابرست ..... در فضیلت مشی در پس جنازہ حدیثی صحیح یا حسن نیامدہ و اقوال صحابہ مختلف ست و حجت بدان غیر قائم۔
- (۲)..... ضمیرہ بن حبیبؓ گفتہ صحابہؓ دوست می داشتند کہ بعد از تسویہ قبر و انصراف مردم نزد گور استادہ چنین گویندای فلاں بگو لا الہ الا اللہ و این سہ بار گویدای فلاں بگو ”ربی اللہ و دینی الاسلام و نبی محمد ﷺ“، لیکن این موقوف ست نہ مرفوع اما طبرانی رفع آن از حدیث ابی امامہ مطولاً روایت نمود۔
- (۳)..... درین امر فرمان بسفر از برائے زیارت نیست خواہ زیارت پیغمبر باشد یا غیر او..... و بر زوارات قبور..... لعنت آمدہ۔
- (۴)..... دفن موتی در شب منہی عنہ ست مگر نزد اضطرار۔
- (۵)..... اشنع سباب سب افاضل است و ائمہ سلف است از صحابہ و تابعین و تبع ایشان و مجتہدین و محدثین ملت

121۔ اگرچہ مؤمن کی بدگوئی فسق ہے لیکن صحابہ کرام کی بدگوئی علامت کفر ہے قرآن

میں ہے ”لیغیظ بہم الکفار“۔ (ص 58) (۱)

122۔ اگرچہ میت کے منہ بند کرنے پر کوئی دلیل نہیں پھر بھی منہ بند کرنا مستحب ہے۔

(ص 59) (۲)

123۔ نماز جنازہ میں جماعت ضروری نہیں ہے (ص 59) (۳)

124۔ روضہ اطہر کو گرانادا واجب ہے۔ (ص 60، الروضۃ الندیۃ 178) (۴)

125۔ مردہ کے مواضع سجود پر خوشبو لگانا حدیث سے ثابت نہیں مگر پھر بھی برا نہیں بلکہ

اچھا ہے۔ (ص 59) (۵)

126۔ اجماع سکوتی حجت نہیں ہے۔ (ص 60) (۶)

127۔ کفار پر زکوٰۃ دینا واجب ہے (ص 61) (۷)

128۔ اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ کوئی دلیل نہیں جو اس کے

وجوب پر دلالت کرے اور اس پر اجماع کا دعویٰ کرنا عجیب جسارت ہے علاوہ ازیں اجماع

(۱)..... ہر چند سبب مؤمن فسق ست لیکن سب صحابہ امارات کفر باشند لیغیظ بہم الکفار۔

(۲)..... مستحب است..... ہندوستان دہن کشادہ اگرچہ دلیلی برآں وارد نیست۔

(۳)..... جماعت در نماز جنازہ شرط نباشد۔

(۴)..... از بناء بر قبر نبی آمدہ..... و برابر ساختنش بخاک واجب ست بر مسلمین بدون فرق در آنکہ گور پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا غیر او۔

(۵)..... در تطہیب مساجد مردہ مرفوعی نیامدہ و لکن اگر از برائے ستر رواج بکنند بدنہست بلکہ خوب ست۔

(۶)..... این اجماع سکوتی خواهد بود..... اتجہین اجماع بخت بر نبی نیزد۔

(۷)..... اسلام شرط وجوب زکوٰۃ نیست۔

اسی کے لئے دلیل بن سکتا ہے جو اجماع کو حجت مانتا ہو نہ کہ غیر پر اور عموم بلوی کی وجہ سے وجوب کا قول کرنا خدا پر جرات اور رسول خدا ﷺ پر جھوٹ ہے (ص 65) (۱)

129۔ اہل ذمہ، غنی، فقیر، متوسط پر جزیہ کی ایک جیسی مقدار ہے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ان میں فرق بے دلیل ہے۔ اور صحابہ کرام کا فعل حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا (ص 68) (۲)

130۔ سنیل اللہ کا اہم مصداق علماء ہیں اگرچہ وہ دولت مند ہوں پھر وہ زکوٰۃ کا مصرف ہیں (ص 69) (۳)

131۔ دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ اپنے اصول (والدین) و فروع (اولاد) کو زکوٰۃ دینا جائز ہے (ص 72) (۴)

132۔ گندم سے ایک صاع افضل ہے اور نصف صاع بھی کافی ہے (ص 74) (۵)

(۱).....دلیلی دال بر وجوب زکوٰۃ در اموال تجارت نیست.....حکایت اجماع بر ایجابش کردہ جسارت عجیب ست و اگر گیریم پس حجت بر قائل نجیت اجماع خواهد بود نہ بر غیر وے.....در نہج تو تکلیف عام البلوی قول با یجاب بلا برہان ساطع و حجت تیرہ تجری بر خدا و تقول بر رسول ﷺ اوست۔  
(۲).....ظاہر عدم فرق ست در غنی و فقیر و متوسط را استوای جواز اخذ این مقدار از انہا و تفرقہ در اخذ این مقدار میان این ہر سہ بی دلیل ست و فعل صحابہ صالح احتجاج نیست۔  
(۳).....سبل خدا صرف صدقہ در اہل علم ست.....خواہ تو نگر باشند یا گدا بلکہ صرف آن درین جہت از اہم امور ست.....

(۴).....ادلہ عموماً و خصوصاً ناطق باشند بجواز دفع زکاۃ بسوئے اصول و فروع۔

(۵).....بالجملہ صاع افضل ست و نصف صاع مجزی۔

133۔ جس کے پاس عید الفطر کے ایک دن کا ادنیٰ سے ادنیٰ گھریلو خرچہ موجود ہو اور اس سے زائد صدقہ الفطر کی مقدار بھی موجود ہو تو وہ غنی ہے اس پر صدقہ الفطر واجب ہے اور اس کے لئے لینا حرام ہے (ص 74) (۱)

134۔ جس آدمی کو زیادہ بھوک پیاس لگتی ہو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں (ص 80) (۲)

135۔ حدیث کے مطابق سفر میں روزہ رکھنا عزیمت ہے اور نہ رکھنے کی رخصت ہے اور یہ حدیث کہ ”سفر میں روزہ رکھنے والا ایسے ہے جیسے حضر میں افطار کرنے والا“ موقوف ہے صحابہ پر۔ اور احادیث موقوف حجت نہیں ہیں (ص 80) (۳)

136۔ جو لوگ روزہ رکھنے سے معذور ہوں ان پر نہ روزہ واجب ہے نہ فدیہ واجب ہے اور وجوب فدیہ کی کوئی دلیل موجود نہیں اس لئے حق عدم وجوب ہے اور آثار صحابہ حجت نہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو ان کا پابند کیا ہے اور بندہ کا اصل کے اعتبار سے بری ہونا بھی اس کا مؤید ہے (ص 80) (۴)

137۔ میت کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے ولی روزے رکھے اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو (ص 81) (۵)

(۱)..... ہر کہ بمقدار کفایت خود و عیال خود در روز فطر موجود دارد و واجد یک صاع زائد بر مقدار کفایت مذکورست بروی اخراج آن لازمست..... و مفرش کسے ست کہ واجد این مقدار نیست۔

(۲)..... پس مستعطش و مستاکل را صوم واجب نبود۔

(۳)..... در حدیث لیس من البر الصیام فی السفر بروایت نسائی زیادت علیکم برخص اللہ الہی رخص الکم فاقبلوا آمده واین تصریح بر رخصت مشعر بعزیمت صومست و ہوا لمطلوب و حدیث الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر موقوفست در ان حجت نباشد۔

(۴)..... درایت کریمہ دلالت بر وجوب اطعام بر تارک صوم غیر مطبق نیست..... پس حق عدم وجوب اطعام ست۔ و حجت بآثار صحابہ قائم نیست و نہ ارحدی را او تعالیٰ از عباد خود بایں آثار مجعہ ساختہ و براءۃ اصلیہ مستحبست

(۵)..... ہر کہ بمیرد و بروی صیام باشد از طرف او ولی اوروزہ نہند..... عدم فرقست میان آنکہ میت وصیت کردہ باشد ہداں یا نہ۔

138۔ شوال کے چھ روزہ متفرق یا لگاتار رکھنا ایسے ہے جیسے ساری زندگی روزے رکھنا

(ص 81) (۱)

139۔ رمضان کے اخیر میں نبی پاک ﷺ ہمیشہ اعتکاف کرتے وفات تک (

ص 83) (۲)

140۔ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں۔ اور آنحضرتؐ کا اعتکاف میں روزہ رکھنا

امراتفاق ہے (ص 83) (۳)

141۔ حق بات یہ ہے کہ قیام رمضان سے کبار بلا تو بہ معاف ہو جاتے ہیں کہ گناہ کا

لفظ عام ہے صغیرہ، کبیرہ دونوں کو شامل ہے (ص 84) (۴)

142۔ بیس یا بیس سے زیادہ تراویح سے منع کرنا درست نہیں (ص 84) (۵)

143۔ تراویح کا موجودہ معتاد طریقہ عہد نبوت میں نہ تھا یہ حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے (

ص 84) (۶)

144۔ تراویح کا کوئی عدد معین نہیں (ص 84) (۷)

145۔ انبیاء و اولیاء کی قبور کی طرف سفر کرنا صحیح نہیں، ہم مانتے ہیں کہ حدیث ”لا تشد

الرحال“ کا تعلق صرف مساجد کے ساتھ ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ

(۱)..... ہر کہ بعد از رمضان شش روز از شوال روزہ گرفت گویا صوم دہر گرفت برابرست۔

(۲)..... این اعتکاف در عشرہ اواخر رمضان می فرمود تا آنکہ بمیرد۔

(۳)..... دلیلی کہ دال باشد بر آنکہ اعتکاف جز بصوم راست نمی آید نیامدہ..... اعتکاف آنحضرتؐ با صوم

امراتفاق است۔

(۴)..... لفظ گناہ شامل صغیرہ و کبیرہ ہر دوست پس مفید مغفرت کبار بلا تو بہ باشد و ہوا الحق۔

(۵)..... پس منع از بست وزیادہ چیزے نیست۔

(۶)..... اما تراویح بطوریکہ الآن معتادست در عہد آنحضرتؐ واقع نشدہ بلکہ ایجاد حضرت عمرؓ

(۷)..... عددے معین در مرفوع نیامدہ۔

کسی مسجد کی طرف شدر حال یعنی سفر کرنا ممنوع ہے مگر انبیاء و اولیاء کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے (ص 85) (۱)۔

**سوال** یہ حدیث ”كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها“ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو بطور دلیل کافی نہیں؟ اور کیا اس سے انبیاء و اولیاء کی قبروں کے استثناء کی دلیل موجود ہے؟ کیا کسی حدیث میں انبیاء و اولیاء کی قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا گیا ہے؟ ناقل

**146** - آنحضرت ﷺ نے حج قرآن کیا ہے تاہم حق بات یہ ہے حج کے انواع میں سے تمتع افضل ہے (ص 87) (۲)

**سوال** پھر تو امتی کا حج تمتع اپنے نبی کے حج قرآن سے افضل ہوگا؟

**147** - ارادہ حج و عمرہ کے بغیر آفاقی آدمی حرم میں داخل ہو تو اس کے لئے احرام ضروری نہیں ہے اور اس پر بغیر احرام کے داخل ہونے پر کوئی دم نہیں ہے ایسے آدمی پر احرام لازم کرنا پھر بغیر احرام کے داخل ہونے کی وجہ سے دم واجب کرنا محض رائے اور اجتہاد ہے۔ اور آثار صحابہ حجت نہیں ہیں۔ اور انسان کا اصل کے اعتبار سے بری الذمہ ہونا بھی اس کے لئے مؤید ہے (ص 89) (۳)

(۱)..... پالان بستن جز بسوئے سہ مسجد کہ ان مسجد حرام و مسجد نبوی و مسجد اقصیٰ باشند منہی عنہ ست..... گرفتیم کہ مستثنیٰ منہ درین حدیث اخص ست نہ عام تاہم دلیلی جدا از براہیچو از شدر حل بسوئے قبور انبیاء و اولیاء در کار ست و دلیل موجود نیست۔

(۲)..... آنحضرت ﷺ حج قرآن کرد..... حق ہمین ست کہ تمتع افضل انواع ست۔

(۳)..... پنجمین ایجاب احرام برداخل حرم بدون ارادہ حج و عمرہ بے برہان جلی ست..... ولزوم دم بر مجاوزش در غیر نسلکین معتمد بر متمسکی نیست رای و اجتہاد ست و آثار صحابہ حج نہ باشند..... و برائت اصلہ مستحب ست۔

148۔ حلالی یعنی غیر محرم اگر حرم مکہ میں شکار کرے یا درخت وغیرہ کاٹ لے تو وہ گناہ

گار ہے مگر اس پر کوئی چیز بھی واجب نہیں (ص 91) (۱)

149۔ محرم ہونے کے لئے دل میں حج کے احرام کی نیت کر لینا کافی ہے نیت کے

ساتھ تلبیہ کہنے یا قلا دہ ڈالنے کی شرط بے دلیل ہے (ص 96) (۲)

150۔ طواف کے لئے وضو شرعاً ثابت نہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کا طواف سے پہلے

وضو کرنا محض آپ کا فعل ہے جو وجوب کی دلیل نہیں ہے (ص 97) (۳)

151۔ مزدلفہ میں ذکر واجب ہے بلکہ فرض ہے کیونکہ قرآن میں امر کا صیغہ ہے اور

حدیث میں ہے ”خذوا عتی مناسککم“ یہ بھی امر کا صیغہ ہے اور استحباب کا قول وادی تقلید کا

نتیجہ ہے (ص 98) (۴)

152۔ حج کے بعض مناسک کی وجہ سے دم واجب، بعض کی وجہ سے نہ کرنا اس فرق پر کوئی

دلیل موجود نہیں۔۔۔ پس طالب حق کے لئے لائق یہ ہے اگر بعض میں وجوب دم اور بعض

میں عدم وجوب دم کی دلیل مل جائے تو فیہا ورنہ ہمارے قول پر ٹھہر جائے۔ وہ قول یہ ہے کہ ”

(۱).....تجنہن بر حلال در صید و شجر حرم مکہ ہیج واجب نیست مگر مجردا شتم۔

(۲).....ظاہر ادلہ آن ست کہ واجب نیست مگر نیت احرام نج و ورائیان امرے دیگر نیست و اشتراط مقارنت این نیت با تلبیہ یا تقلید بی دلیل ست۔

(۳).....کضوء قبل از طواف ثابت نشدہ.....و وضوء آنحضرت ﷺ مجرّد فعل است، منہض بروجوب نیست۔

(۴).....احق چنان می نماید کہ ذکر نزد مشعر حرام واجب باشد بل نسک بود زیرا کہ با وجود بودنش مفعول

آنحضرت ﷺ و مندرج زیر حدیث خذوا عنی مناسککم نص قرآنی بصیغہ امر ہم دران وارد گشتہ و اذکروا اللہ عند المشعر الحرام و قول بندب آن از را دی تقلید آخربا دل ست۔

بہت سے مسائل حج میں ایک نے دوسرے کی تقلید کی ہے اور امت کا اخیر پہلے لوگوں کی رائے میں جکڑا ہوا ہے حالانکہ اس کی بناء ایک گرنے والے کنارے پر ہے۔ لہذا تقلید کو چھوڑ کر میری بات مان لے (ص 100) (۱)

**153۔** طے شدہ اصول ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے (ص 101) (۲)

**154۔** اور اس بارے میں مرسل روایت ہے مگر حق بات یہ ہے کہ مرسل کے راوی ثقہ ہوں اور وہ تب بھی حجت نہیں اور ”فلارفٹ“ قرآنی آیت میں رفٹ سے جماع مراد ہوتا زیادہ سے زیادہ جماع کی ممانعت ہے مگر وہ مفسد حج نہیں ہے۔ جو آدمی وقوف عرفہ سے پہلے یا وقوف عرفہ کے بعد نیز رمی اور طواف زیارت سے پہلے بیوی کے ساتھ جماع کرے وہ گناہ گار و مستحق عقوبت ہے وہ توبہ کرے مگر اس کا حج باطل نہیں ہوتا اور اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔ اور مؤطا میں اگرچہ ابن عباسؓ کا قول موجود ہے کہ ابن عباسؓ نے اس آدمی کو جس نے طواف زیارت سے پہلے جماع کیا تھا اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا مگر ابن عباسؓ کا یہ قول نہ دلیل بن سکتا ہے نہ مطلق کو مقید کر سکتا ہے نہ مجمل کی تفسیر بن سکتا ہے پھر براءۃ اصلہ سے بھی ہمارے مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ اصل کے اعتبار سے آدمی احکام سے بری ہوتا ہے لہذا

(۱)..... حکم بحج بعض مناسک بدم و عدم جبر بعض بان احوج ست بسوے دلیل و دلیلے کہ افادہ این معنی کند موجود نیست..... پس لائق حال طالب حق آنست کہ در اصل این تشریع عام البلوی نظر فرماید اگر دلیلی مفید این معنی یابد در وجہ اختصاص بعض مناسک بدم نہ بعض دیگر در وجہ ایجابش در مثل ترک ترتیب و موالات در بعض اعمال حج بکند اگر دلیلی یافت فیہا ورنہ وقوف بر قول ما کند و آن قول این ست کہ در بسیارے از مسائل حج یکے تقلید دیگرے کردہ و آخر امت مقید بآرائے اول ملت گشتہ با آنکہ بنائش بر شفا جرف ہارست۔

(۲)..... و در اصول منقر رشده کہ قول صحابی حجت نیست۔



و جو بدم سے بھی بری الٰہیہ کہ دلیل موجود ہو وہ یہاں نہیں ہے (ص 101) (۱)  
**155-** اور ظاہر یہ ہے کہ اگر محرم بحالت احرام شکار کو قتل کر دے تو اس شکار کے مثل کا سلف میں جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ خلف پر لازم نہیں کیونکہ قرآن میں ہر قتل صید میں دو عادل ثلثوں کا فیصلہ کرنا ثابت ہے (ص 102) (۲)

**156-** محصر پر قضاء لازم نہیں۔ باقی عمرۃ القضاء، عمرہ حدیبیہ کی قضاء نہ تھا بلکہ قریش کے ساتھ معاہدہ کے تحت ہوا۔ ان کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ آئندہ سال مسلمانوں کو عمرہ کرنے دیں گے اور اس عمرہ کو عمرۃ القضاء اس لئے کہتے ہیں کہ باقاعدہ قریش کے ساتھ معاہدہ اور فیصلہ کے تحت ہوا (ص 102) (۳)

**157-** دو تین حدیثیں ایسی ہیں جن کی سند پر کوئی اعتراض نہیں وہ نبی پاکؐ کی قبر مبارک کی زیارت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں (ص 102) (۴)

**158-** النکاح کا حقیقی معنی وطی و جماع ہے اور عقد نکاح پر لفظ نکاح کا بولنا مناسبت کی بناء پر مجازاً ہے کیونکہ عقد ذریعہ وطی ہے اس لئے عقد کو نکاح کہا جاتا ہے جیسے خمر کو اشم (گناہ)

(۱)..... و مرسل علی ما ہو الحق حجت نیست گور جالش ثقات باش و مراد برفٹ در آیت کریمہ اگر جماع دارند غایتش منع از وقاع باشد نہ آنکہ مفسد حج ست..... و آنکہ در موطا از ابن عباس امر بنحر بدنہ بمردیکہ در منی بیش از افاضہ وقاع کرد آمدہ تقیید مطلق و تفسیر مجمل بدان صحیح نیست حاصل آنکہ برائت اصلہ مستحب ست جز ناقل صحیح کہ حجت بدان قائم شود از ان نقل نمی تواند کرد و در بیجا این چنین ناقل موجود نیست پس واطی قبل یا بعد وقوف پیش از رمی یا قبل طواف زیارت عاصی مستحق عقوبت ست و با توبہ درخور مغفرت و بخش غیر باطل و بیجائی لازم او نیست -

(۲)..... و ظاہر آنست کہ حکم در سلف لازم خلف نیست چہ تحکیم عدلین در ہر حادثہ قتل صید ثابت ست  
 (۳)..... بر محصر قضا نیست..... و عمرہ حدیبیہ قضا نبود بلکہ شرط بود بر قریش در اعتماد مسلمانین در سال آئندہ و تسمیہ اش عمرہ قضیہ بنا بر وقوع مقاضاۃ بود بر ان میان آنحضرت ﷺ و میان قریش۔  
 (۴)..... دوسہ حدیث کہ سندش لا باس بہ ست و دلالتش بر فضل زیارت (قبر اطہر مقدس نبوی ﷺ) ست۔

کہتے ہیں کیونکہ خمر سب گناہ ہے اور قرآن کریم میں نکاح بمعنی وطی مستعمل ہے قرآن کریم میں ہے ”حتی تنکح زوجاً غیرہ“ اس نکاح سے وطی مراد ہے (ص 103) (۱)

**سوال** اسی طرح ”ولا تنکحوا ما نکح آباءکم“ میں نکح کا معنی وطی ہو کہ جن عورتوں کے ساتھ تمہارے آباء نے وطی کی ہے عام ازیں کہ حلال ہو یا حرام تو وہ عورتیں تمہارے بیٹوں پر حرام ہیں ان سے نکاح نہ کرو۔ غیر مقلدین اس کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ ناقل

**159-** نکاح کرنے کا امر ہے جو مقتضی وجوب ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں فرض ہے جمہور کہتے ہیں امر ندب کے لئے ہے۔ حنفیہ کے نزدیک نکاح سنت ہے شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے بعض صورتوں میں مباح، بعض میں مکروہ (ص 103، 104) (۲)

**سوال** وجوب، فرض، سنت، ندب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ کی تعریفات حدیث میں دکھائیں؟

**160-** ہر وہ چیز جو ذی قیمت ہو وہ حق مہر بن سکتی ہے (ص 105) (۳)

(خواہ ایک ٹائی ہو)

**161-** عورت کا کفول کیا عورت بھی راضی ہے مگر ولی غائب ہے اگرچہ وہ قریب ہو مگر اس عورت اور مرد کے شہر سے باہر ہے تو وہ ولی کا عدم ہے اب بادشاہ یعنی حاکم اس کا ولی

(۱)..... معنی حقیقی این لفظ وطی ست و تسمیہ عقد بدان بنا بر ملا بست ست زیرا کہ عقد را ہے بسوئے وطی ست چنانکہ خمر را اثم نامند زیرا کہ سبست در اقرار اثم..... در حتی تنکح زوجاً غیرہ ہرگز عقد مراد نمی تواند شد۔  
(۲)..... بہ بابت امر کردہ..... امر مقتضی وجوب ست با قدرت بر تحصیل مؤن نکاح و ابن حزم گفتہ فرض ست و جمہور گویند امر برائے ندب ست و نزد حنفیہ سنت و نزد شافعی مستحب..... ہر کہ محتاج نکاح نیست و نہ فعل آن اولی ست از برائے او بچو حضور و عنین پس در حق وی مکروہ باشد..... اگر از شغل از طاعات بی نیاز ست و زن ترک جماع غیر منضر و در نکاح لفعلاً راجع بسوئے بابت حاصل نیست پس ظاہراً است کہ مباح باشد۔  
(۳)..... ہر چہ قیمت دارد مہر بودنش صحیح ست۔

ہے بے شک نکاح کر دے الایہ کہ مرد و عورت دونوں اس ولی کے انتظار پر راضی ہوں اور اگر انتظار پر راضی نہ ہوں تو اس کا انتظار ضروری نہیں خصوصاً جبکہ حکم ہے کہ تین چیزوں کو مؤخر نہ کیا جائے (ص 107) (۱)

**162-** عورت کے متولی وہ تمام قرابت دار ہیں جن کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے عار اور ذلت لاحق ہوتی ہے خواہ وہ عصبیات ہوں یا ذوی الارحام یا ذوی الفروض ہوں۔ اور جو آدمی ان میں سے بعض کو ولی مانتا ہے بعض کو نہیں مانتا وہ دلیل پیش کرے اور اگر اس کے پاس متقدمین سلف (صحابہ و تابعین) کے اقوال ہیں تو ان پر ہمیں اعتماد نہیں (ص 107) (۲)

**163-** اگر حدیث صحیح ہوتی تو گواہ نکاح میں شرط ہوتے۔ مگر یہ حدیث صحیح نہیں اس سے استدلال نہیں ہو سکتا (ص 107) (۳)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک نکاح میں گواہ شرط نہیں۔ ناقل

(۱)..... ہر کہ غائب ست نزد حضور کفو و رضا بمکلفہ بدان اگرچہ در جائز قریب باشد و میکہ خارج از بلد زن و مرید نکاح بود پس آن ولی در حکم معدوم ست و سلکان ولی اوست مگر آنکہ بانوے و شوے راضی بانظارش گردند کہ درین صورت انتظار قدم آن غائب حق این ہر دوست اگرچہ مدت دراز گردد و با عدم رضا و جمعی از برائے ایجاب انتظار نیست و لایسما با وجود حدیث ثلاث لا یؤخرون اذا جاءت واز آنجملہ ایم ست چون کفوش بہم رسد۔

(۲)..... در اعتبار ولایت نکاح قرابت قریبہ زن ست کہ نزد زوج زن با غیر کفو غضا ضے لاحق ایشان گردد و مزوج او غیر ایشان باشد و این مختص بعصبیات نیست بلکہ در ذوی السہام یافتہ می شود..... و بر زاعم اختصاص بعض دون بعض آ و ردن حجت ست و اگر بدستش ہذا اقوال من تقدم نیست مارا بران تعویل نباشد۔

(۳)..... حدیث لائکاح الا بولی و شاہدی عدل اگر ثابت شود و بصحت رسد دلیل باشد برانکہ اشہاد شرطی از شرط نکاح ست..... لکن در حدیث مقال ست پس منتہض از برائے استدلال نشود۔

164۔ شیبہ اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے (ص 108) (۱)

**سوال۔** غیر مقلدین کے نزدیک تو جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانیہ ہے اس کا نکاح باطل ہے تو وہ زیادہ حق دار کیسے ہے؟ ناقل

165۔ نکاح شغار سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بٹہ سٹہ کی شادی ہو اور دونوں عورتوں کے لئے حق مہرنہ ہو اور اس طرح بطریق مبادلہ بغیر مہر کے نکاح کرنا حرام اور باطل ہے اس کے باوجود مفسد عقد نہیں بلکہ ان دونوں عورتوں کا حق مہر پورا دینا واجب ہے اور نکاح شغار سے نہی قباح اور حرام کا تقاضا کرتی ہے فساد عقد کا تقاضا نہیں کرتی (ص 108) (۲)

166۔ محرم بحالت احرام نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے نہ پیغام نکاح دے۔ اس بارے میں ایک حدیث حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میمونہؓ کے ساتھ نکاح کیا بحالت احرام جبکہ خود میمونہؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا حلال ہونے کی حالت میں اول حدیث متفق علیہ ہے دوسری مسلم میں ہے اور مسلم کی حدیث رائج ہے (ص 108) (۳)

دیکھئے! غیر مقلدین بوقت ضرورت مسلم کو بخاری پر اور مسلم کی منفرد روایت کو متفق علیہ روایت پر ترجیح دیتے ہیں۔ ناقل

(۱)..... شیبہ حق است نفس خود از ولی خویش۔

(۲)..... از نکاح شغار نبی آمدہ و آنچه باشد کہ یکی دختری خود را بنکاح دیگرے بشرط نکاح خود با دخترش بدہد و میان ہن ہر دو مہر نباشد..... نکاح شان بی مہر بطریق مبادلہ حرام و باکل ست و معہذا مفسد عقد نیست بلکہ واجب بر ہر یکے از زوجین تو فی مہر از برائے زوجہ ست..... نبی از شغار مقتضی قح و تحریم ست نہ مقتضی فساد عقد۔

(۳)..... محرم را از نکاح و انکاح و خطبہ و مخطوبہ شدن نبی آمدہ ابن عباس گوید نکاح میمونہ در حالت احرام کرد و میمونہ گفتہ نکاح در حالت احلال بود و اول در حدیث متفق علیہ ست و ثانی در مسلم و ہمین ست رائج۔

167- نکاح متعہ کی حرمت ابدی ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں متعہ سے منع کیا

ہے (ص 109) (۱)

168- جمہور اہل اصول کہتے ہیں منسوخ قطعی ہو تو اس کے لئے نسخ بھی قطعی ہو لیکن

اس میں ہمیں جمہور کے ساتھ موافقت نہیں (ص 109) (۲)

یعنی ہمارے نزدیک قطعی کے لئے نفی بھی نسخ ہو سکتا ہے..... ناقل

169- غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا وہ اس عورت

کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے اور اس کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہو

(ص 109، 110) (۳)

170- کفائۃ میں نسب کا اعتبار نہیں ہے۔ کفائۃ میں نسب کا اعتبار چار سو سال بعد میں

کیا گیا۔ (ص 110) (۴)

171- اہل فروع یعنی فقہاء و مجتہدین نے کفائۃ میں جن شروط کا اعتبار کیا ہے وہ

اجتہادات نہیں خرافات ہیں (ص 111) (۵)

(۱)..... دران دلالت ست بر نسخ نکاح متعہ تا ابد..... چہ این نہی در حجۃ الوداع بود۔

(۲)..... نسخ و منسوخ ہر دو قطعی اندواین بر تقدیر است کہ نسخ قطعی جز قطعی نباشد چنانکہ جمہور اہل اصول گویند ورنہ مارادرین قول باجمہور موافقت نیست۔

(۳)..... نیست وجہ او برائے منع نکاح با دختر یکہ این کس با مادرش زنا کردہ زیرا کہ تحریم بحورم محرمات بشرع ست نہ بعقل و شرع تحریم بنت شرعی آمدہ و این دختر شرعی نیست۔

(۴)..... و کفائۃ در نسب غیر معتبر بود..... خلاف احدی دران معلوم نشد مگر بعد از گذشتن چہار صد سال از ہجرت نبویہ۔

(۱)..... شروط اہل فروع در باب کفائۃ یکدگر از برائت زوج و تزویج اشبہ خرافات ست نسبت با اجتہادات

**172-** چار بیویوں کی حد مقرر نہیں اس سے زیادہ بھی بیک وقت جائز ہیں قرآن اور فعل مصطفوی سے یہی ثابت ہے خصوصیت نبوت کا دعویٰ بھی بے دلیل ہے اجماع کا دعویٰ بھی درست نہیں۔ (ص 111، 112) (۱)

**173-** مرد و عورت میں عیب کا ہونا موجب فسخ نہیں حتیٰ کہ مرد کا عین ہونا بھی سبب فسخ نہیں (اس بارے میں حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کے آثار موجود تھے ان کے متعلق فرماتے ہیں) یہ سب موقوفات ہیں اگر ان کی سندوں کے راوی ثقہ ہیں پھر بھی حجت کے لائق نہیں اور عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کے بارے کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں۔ (ص 112، 113) (۲)

**174-** عورت کے ساتھ دہر زنی کرنے پر ایک حدیث میں لعنت ہے۔ دوسری حدیث میں قیامت کے دن اس کی طرف رب تعالیٰ کے نظر نہ کرنے کی وعید ہے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث مرسل ہے دوسری موقوف ہے اور یہ دونوں حجت نہیں بن سکتیں لیکن چونکہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے متعدد اسناد کے ساتھ یہ وعید ثابت ہے اس لئے بالفرض اگر اس آیت کا معنی یہ ہو ”فَاَوْحِرْكُمْ اَنْ تَنْتُمْ“، آؤ تم اپنی کھیتی کے پاس جس جگہ سے چاہو۔ تو اس کے خلاف یہ آثار حجت بن سکتے ہیں (ص 113) (۳)

(۱)..... آیہ کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع..... دران تعرضی از برائے مقدار عدد زنان نیست..... ہم قرآن کریم و فعل رسول رحیم کہ نہ زن یا زیادہ در بعض اوقات فراہم آورده ہلاف اجماع مذکورست ودعوی خصوصیت مفتقر بدلیلست..... از دلیل قرآنی و فعل مصطفوی می تواند شد۔  
(۲)..... پنجہین در فسخ بعنت دلیلی صحیح نیامده..... از علی مرتضی ہم نحو آن بزیادت قرن آمدہ وقضائے عمر در عینین تا جیل یک سالست ولیکن ایں ہمہ موقوفاتست نہجکت نمی ارزد گواہانیش رجال ثقات باشند..... ودر بارہ فسخ نکاح از عیوب جتنے نیرہ نیامده و مرفوع ثبوت نرسیده۔

(۳)..... ملعونست آنکہ در دہر زن بیاید بلکہ او تعالی بسوئے چنین کس نظر نمی فرماید واول مرسلست وثانی موقوف ولیکن چون بطرق چند از جماعۃ از صحابہ آمدہ بمحوش منتہضست بر فرض ایں معنی کہ مراد ازانی شتمم ایں شتمم باشد۔

**نوٹ :** عرف الجادی بھری پڑی ہے کہ آثار صحابہ کی اسناد قوی ہوں تو وہ بھی حجت نہیں لیکن جب دل چاہا تو کمزور اسناد والے آثار کو بھی قرآن کے خلاف حجت مان لیا۔ یہ ہے اس فرقہ کی بے اصولی۔ ناقل

**175۔** جس عورت کا شوہر غائب ہو وہ اس کے واپس آنے سے پہلے استرہ کے ساتھ بال صاف کرے (ص 113) (۱)

**176۔** عزل جائز ہے کراہت تنزیہ کے ساتھ اور عزل سے منع کی تمام احادیث کراہت تنزیہ پر محمول ہیں نہ کہ حرام پر (ص 114) (۲)

**سوال** یہ تو نور الحسن صاحب کی رائے ہے۔ کیا غیر مقلدین کے نزدیک شرعی مسئلہ میں رائے شامل کرنا جائز ہے؟ اور ایسا کرنے والا کون ہے؟ حرام اور کراہت تنزیہ کی تعریف اور یہ دونوں طرح کے الفاظ حدیث میں دکھائیں؟ ناقل

**177۔** حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ پھر ابن عمرؓ کے قول کا حدیث سے تعارض پیدا کر کے لکھتے ہیں پس ابن عمر کا قول اس کے معارض نہیں ہو سکتا کیونکہ ابن عمرؓ کی روایت حجت، مگر ابن عمرؓ کی رائے حجت نہیں ہے (ص 119) (۳)

**مہربان!** یہ مسئلہ بخاری کے خلاف ہے، بخاری میں ہے واقع ہو جاتی ہے۔ ناقل

(۱)..... مغبیہ استرہ بکار برد۔

(۲)..... عزل جائز ست و کراہت تنزیہ را بٹن منافات نیست واحادیث قاضیہ بر منع محمول ست بر مجرد کراہت فقط نہ بر تحریم۔

(۳)..... آنچہ خلاف شرع خدا و رسول ست مردود باشد..... پس قول ابن عمر معارضش نمی تواند شد چه حجت در روایت اوست نہ در رائے۔

178۔ ابورکاتہ کی تین طلاق والی حدیث کے مقابلہ میں طلاق البتہ والی حدیث زیادہ قوی ہے (ص 120) (۱)

**سوال** مگر غیر مقلدین ابورکاتہ کی تین طلاق والی روایت کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ ناقل

179۔ طلاق قبل الدخول ہو یا بعد از دخول دونوں میں کوئی فرق نہیں (ص 120) (۲)

180۔ خاوند نے بیوی کو طلاق کے الفاظ کہے اگر طلاق والے معنی کی نیت کرے گا تو طلاق ہوگی ورنہ اس کی بیوی ہے اور اس کے نکاح میں باقی ہے (ص 120) (۳)

181۔ بحالت نشہ دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی (ص 123) (۴)

182۔ خلوت صحیحہ (یعنی خاوند و بیوی کے درمیان ایسی تنہائی ہو جائے کہ وہاں ان کے ملاپ میں کوئی مانع نہ ہو لیکن وہ ملاپ نہ کریں) ہونے کے باوجود پورا حق مہر لازم نہیں ہوتا (ص 123، 128) (۵)

183۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ قرآنی حکم کی وجہ سے چار ماہ سے کم ایلاء نہیں ہوتا لیکن نور الحسن صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایلاء کے لئے چار ماہ کی مدت شرط نہیں بلکہ ایک ماہ کا ایلاء بھی معتبر ہے (ص 124) (۶)

(۱)..... لفظ احمد چنین آمدہ کہ ابورکاتہ این طلاق در یک مجلس داد و غمگین شد آنحضرت ﷺ فرمود این ہر سہ یک طلاق باشد و در سندش محمد بن اسحاق ست و در وی مقال کردہ اند و راجع عدم قدح در اوست و ابوداؤد در روایتش بوجہ احسن ازین طریق کردہ و لفظ این ست کہ ابورکاتہ زن خود سہیمہ را طلاق البتہ داد۔

(۱)..... در طلاق تفاوت حال قبل از دخول و بعد از ان نیست ۔

(۲)..... پس اگر قصد مدلول کردہ است مطلقہ شد ورنہ زن زن اوست و باقی زیر نکاح و یست ۔

(۳)..... و طلاق سکران صحیح نیست ۔

(۴)..... دلیل صحیح کہ دلالت کند بر آنکہ خلوت بہچود دخول ست در ایجاب مہر موجود نیست پس حکمش حکم غیر مدخول باشد..... گذشت کہ مجرد خلوت بی وطی موجب مہر وعدت نیست ۔

(۵)..... از ابن عباس نزد ہیبتی آمدہ..... او تعالیٰ توقیتش چہار ماہ فرمود پس آنچہ کمتر از چہار ماہ باشد ایلاء نیست گویم چون ایلاء نبوی بہ یک ماہ ثابت شدہ پس عدم صدق اسم ایلاء بر کمتر از چہار ماہ یعنی چہ ۔



184۔ عورت کا بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہو

جائے۔ (ص 130) (۱)

185۔ ضعیف حدیث پر عملاً اجماع ہو جائے اور تلقی بالقبول ہو جائے تو وہ حجت بن سکتی

ہے جیسے نہی عن بیع الکالی بالکالی (آپ ﷺ نے ادھار کی ادھار کے بدلے یعنی ثمن اور بیع دونوں ادھار ہوں اس طرح بیع کرنے سے منع کیا۔ ناقل) ضعیف ہے مگر اس پر اجماع ہے اور تلقی بالقبول بھی ہے اس لئے حجت ہے (۱۳۹) (۲)

**سوال** عبداللہ بن عباسؓ کی بیس تراویح والی مرفوع حدیث پر اجماع بھی ہے اور اس کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے وہ پھر بھی مردود ہے۔ آخر کیوں؟ ناقل

186۔ ہم قیاس کی نفی نہیں کرتے لیکن وہ قیاس مانتے ہیں جس کی علت منصوص ہو یا جو

اسلوب کلام سے سمجھا جائے اس کے ماسوا سے منع کرتے ہیں (ص ۱۴۴) (۳)

**سوال** فقہاء بھی اسی قیاس کے قائل ہیں تو ان کو اہل قیاس اور اہل رائے کہہ کر کیوں بدنام کیا جاتا ہے؟

187۔ جناب نور الحسن صاحب خان نے بیع سلم کے مسائل میں عبدالرحمن بن ابی اوفیؓ

اور عبدالرحمن بن ابی بزیؓ کا ایک اثر بحوالہ بخاری نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غنیمت میں شام سے عجمی غلام ملے ہم نے ان کے عوض جو، گندم اور کشمش

(۱).....ارضاع کبیر بناء بر تجویز نظر جائز ست۔

(۲).....حدیث نبی از بیع کالی بکالی اگرچہ ضعیف ست.....وحکایت اجماع بر ان شاد عضداوست چہ متلقی بالقبول گشتہ۔

(۳).....وہی گویم کہ قیاس منٹھی ست و لکن منع از تعبد بقیاس در ماعدائے علت منصوصہ یا آنچہ طریق ثبوتش فوای خطاب ست منع نمی کنیم۔

خرید کی جس کی ادائیگی کی بائع نے مدت متعین کردی لوگوں نے پوچھا ان کی کھیتی تھی یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کے متعلق ہم نے ان سے نہیں پوچھا تھا۔ یہ لکھ کر نواب نور الحسن فرماتے ہیں کہ اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت عقد میں جو، گندم وغیرہ معدوم ہو تو بھی اس کی بیع مسلم درست ہے کیونکہ بیع مسلم کرتے وقت صحابہؓ نے ان کے موجود ہونے کی تحقیق نہیں کی اس کے بعد فرماتے ہیں۔ لیکن یہ استدلال صحابی کے فعل بیع یا ترک تحقیق سے ہے اور وہ تب حجت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے علم میں وہ فعل آیا ہو پھر نبی پاکؐ نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو ورنہ حجت نہیں ہوتا (153) (۱)

**سوال** اے غیر مقلدین حضرات! جب فعل صحابی بغیر تقریر نبوی کے حجت نہیں تو حضرت معاذ بن جبلؓ جو نبی پاک ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے ہاں جا کر اپنی قوم کو جماعت کراتے۔ اس فعل صحابی سے بغیر تقریر نبوی کے کیوں استدلال کرتے ہو؟ ناقل

**188۔** جناب نور الحسن صاحب نشہ کرنے والے کو بحالت نشہ کئے گئے فعل کی سزا سے بری قرار دیتے ہوئے قیاس کرتے ہیں مجنون پر۔ فرماتے ہیں۔ ‘‘احکام شرعیہ کا دار و مدار عقل پر ہے جب عقل ختم ہو گئی تو اس سے احکام شرعیہ کا خطاب ساقط ہو گیا اور اس حالت میں اگر وہ مجنون نہیں تو قیاس کے مطابق مجنون کی طرح ہے۔‘‘ (ص 163) (۲)

(۱).....عبداللہ بن ابی اوفیٰ و عبدالرحمن بن ابی اہزی گفتہ کہ با آنحضرت ﷺ ہم غانمی رسیدیم و زود ما انباط شامی آمدند با ایشان در جو گندم و زہیب تا اجل معلوم اسلاف می کردیم و در لفظی زیت آمدہ پرسیدند کہ ایشان را زرع بود یا نہ گفتند از آنہا ازین معنی نمی پرسیدیم رواہ البخاری و این دلیل ست بر صحت سلف در معدوم در حال عقد زیرا کہ ترک استفصال در مقام احتمال نازل بمنزلہ عموم در مقال ست و لیکن این استدلال بفعل یا ترک صحابی ست و آن حجت نیست تا تقریر نبوی براں بعد از علم ثابت نشود۔

(۲).....مناط احکام شرعیہ عقل ست و چون عقل برفت گویا خطاب ازوئے برفت و وے دریں حال اگر مجنون نیست باری ہم چو مجنونست بقیاس صحیح۔

**189-** موت کے بعد میت کے ترکہ میں سے حقوق اللہ (نماز، روزہ) اور حقوق العباد دونوں کا ادا کرنا برابر طور پر ضروری ہے۔ ان کے درمیان فرق کرنا بے دلیل اور محض خیالات باطلہ ہیں نیز بعض حقوق کا ادا کرنا ثلث سے اور بعض کا اصل مال سے، یہ بھی درست نہیں نیز بعض حقوق کی ادائیگی کو بعض پر مقدم خیال کرنا بھی صحیح نہیں۔ ہاں اگر کوئی ”فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى“ (اللہ کا دین ادا نیکی کا زیادہ حق دار ہے) کے مطابق حقوق اللہ کو حقوق العباد پر مقدم سمجھے تو یہ درست ہے الا یہ کہ حدیث میں تاویل کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی قریبی خود اس کی طرف سے حج کرے اور روزے رکھے نہ یہ کہ ان کے بدلے مال دے (ص 185) (۱)

**190-** ایصال ثواب کے بارے مختلف اقوال میں سے بہترین قول یہ ہے کہ انسان کی موت کے بعد ثواب و عقاب کا تعلق صرف اسی عمل کے ساتھ ہوتا ہے جس کا اپنی زندگی میں وہ خود سبب بنا جیسے صدقہ جاریہ، علم نافع، یا نیک اولاد کی دعا اور ان کے نیک عمل یا اس نے جو سنت حسنہ جاری کی اس کے علاوہ

(۱)..... اما گردانیدن بعض حقوق واجبہ الہی از ثلث بعض از اس مال پس بی اصل ست و جز مجرد خیالات مختلفہ نیست و ظاہر نزد ما آنست کہ میان حقوق واجبہ خدا و حقوق آدمیان در مخرج آن از ترکہ فرق نیست و نہ تقدیم حقوق آدمی بر حقوق خدا واجب بلکہ جملہ حقوق یکسان ست..... زیرا کہ مشترکست در وجوب بر میت و لا فرق بین واجب و واجب و ہر کہ زعم کند کہ بعض حقوق اقدم از بعض ست بروی دلیل آوردن واجب با آنکہ اگر کیے گوید کہ حقوق خدا اقدم از حقوق بنی آدم ست و بقول علیؑ فدين الله الحق ان يفتنى استدلال نماید بعید از صواب نیست اگر نہ این می بود کہ مراد بہ یفتنى یفعله الفاعل ست بچوقریبی کہ از طرف قریب خود حج بکند و از وی صوم نہد نہ آنکہ مال از برائے این کار کردن بدہد۔

دوسروں کی نیکیوں کا ثواب نہیں پہنچتا۔ (ص 186) (۱)

191۔ اہل السنۃ والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ باہمی اختلاف میں دونوں مخلص اور نیک نیت تھے اس کے باوجود حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ کی خطا اجتہادی تھی جو موجب ثواب ہے موجب عذاب نہیں۔ لیکن غیر مقلدین کے ترجمان اعظم جناب نور الحسن خان کیا لکھتے ہیں ذرا وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) معاویہؓ میں حضرت علیؓ کے مقابلہ کی صلاحیت نہ تھی لیکن اس نے طلب حکومت اور حب جاہ اور طلب دنیا کی خاطر سب کچھ کیا۔ (ص 197) (۲)

(۲) معاویہؓ نے چند ایسے لوگوں کو ساتھ ملایا جو جاہل تھے معروف کو پہچانتے نہیں تھے اور منکر پر انکار نہیں کرتے تھے پھر دھوکہ دینے کے لئے خون عثمان کا مطالبہ ظاہر کر کے پیش رفت کی۔ اس قوم نے بھی اس کے سامنے جان و مال کو خرچ کر ڈالا اور اس کی خیر خواہی کی۔ (ص 197، 198) (۳)

(۳) معاویہ نے اعلان کیا کہ میرا دوست وہ ہے جو ایک شامی کے بدلے دس عراقیوں کے سر لے آئے جیسا کہ ایک دینار کے بدلے دس درہم۔ (ص 198) (۴)

(۱)..... و احسن اقوال آنست کہ تعلق ثواب و عقاب بعد از موت انسان جز بسبب ازوے نباشد پس در ثواب ہجو صدقہ جاریہ و علم نافع و ولد صالح ست و شک نیست کہ این ہر سہ چیز سعی آدمی ست و ظاہر شقوق ہر براز ولد بوالد ست دعا باشد یا جز آن نہ مجرد دعا چنانکہ لفظ یدعو اللہ بران دال ست و مجملہ سعی انسان یکی سنت حسنہ ست کہ آنرا جاری کردہ۔

(۲)..... و معاویہ را صلاحیت معارضہ علیؓ نبود لکن وے طلب ریاست و جاہ و دنیا کرد۔

(۳)..... و در میان قومی اغنام کہ نہ معروف می شناختند و نہ منکر را انکاری کردند و معاریہ با ایشان راہ مخاصمت رفت و طلب دم عثمان ظاہر نمود کار او از پیش رفت و این قوم رو بروئے او بذل دماء و اموال کرد و خیر خواہی او نمود۔

(۴)..... حضرت امیر باہل عراق می گفت کہ دوست دارم آنکہ دہ کس از انہا عوض یک کس از اہل شام ہجو صرف در اہم بدینار بکار آیند۔

(۴) اس معاملہ میں مجھے اہل شام پر کوئی تعجب نہیں، تعجب ہے ان بعض صحابہ اور فضلاء تابعین پر جو بصیرت رکھتے تھے اس کے باوجود انہوں نے معاویہ کا ساتھ دیا کاش ہم جان سکتے کہ کونسا معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا تھا جسکی وجہ سے انہوں نے اہل باطل کی مدد کی اور اہل حق کی مدد نہ کی۔ حالانکہ اللہ سبحانہ کا حکم موجود ہے کہ اگر دو جماعتوں میں سے ایک باغی جماعت ہو تو اس کے ساتھ قتال کرو یہاں تک کہ وہ بغاوت سے بعض آجائے اور انہوں نے اپنے ان کانوں کے ساتھ یہ احادیث متواتر سنی تھیں کہ ائمہ امت کی نافرمانی حرام ہے الا یہ کہ ان سے حکم کھلا کفر ہونا ظاہر ہو۔ اور حضور ﷺ کا یہ قول بھی سنا تھا جو حضرت عمارؓ کے حق میں فرمایا کہ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ (ص 198) (۱)

(۵) سچی بات یہ ہے کہ اگر صحابہؓ کا عظیم مرتبہ اور خیر القرون کی بلند فضیلت مانع نہ ہوتی تو ہم کہتے کہ سلف کے حب جاہ و مال نے اس امت کو فتنہ میں ڈالا ہے جیسا کہ خلف فتنوں میں مبتلا ہیں۔ (ص 198) (۲)

(۶) باغیوں کے ساتھ قتال کے دوران قرآن کو بلند کرنا نہ سنت مطہرہ تھی نہ سنت خلفاء راشدین تھی۔ دھوکہ دہی کے لیے اس بدعت کے موجد اول معاویہؓ ہے اور اس کو اس دھوکہ کے راستہ پر عمرو بن العاصؓ نے لگایا۔ (ص 198) (۳)

(۱).....درین معاملہ از اہل شام پہنچب نیست عجب از کسے ست کہ بصیرت دارد ہجو بعض صحابہ و فضلاء تابعین کہ میل بمعویہ کردند کاش می دانستیم کہ کدام امر بر ایشان مشتبہ شد تا آنکہ بنصر مبطلین و خذل مخفین پرداختند حالانکہ قول او سبحانہ فان بغت احدیہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تنفی الی امر اللہ بگوش ایشان رسیدہ و احادیث متواترہ در تحریم عصیان ائمہ ست مدام کہ کفر بواج نکلند شنیدہ و قول آنحضرت ﷺ بحق عمار کہ ترا فتنہ باغیہ بکشد بصماخ ہوش خوردہ۔

(۲).....و راست این است کہ اگر عظیم قدر صحابہ و رفیع فضل خیر القرون نمی بود می گفتیم کہ حب شرف و مال سلف این ست را در فتنہ انداختہ چنانکہ خلف را مفتون خود ساختہ۔

(۳).....و نشر مصحف کہ در قتال باغیان بودہ از سنت مطہرہ ثابت نیست و نہ سنت خلفاء راشدین ست بلکہ محدث اول او معاویہ ست کہ براہ خدیعت این کار کردہ و عمرو بن العاص اور ابرین حرکت برداشتہ۔

(۷) اس کے باوجود صحابہؓ نے اس پر اجماع کر لیا کہ باغیوں کی حدیثیں قبول کی جائیں اور یہ فائدہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ اجماع اس لیے ہوا تا کہ حضرت علیؓ کے باغیوں کی روایت پر حقیقت نہ جاننے والے لوگوں کا اعتراض اٹھ جائے (ص 198) (۴) حقیقت نہ جاننے والے اس لیے کہا کہ حقیقت شناس لوگ جیسا کہ جناب نور الحسن و دیگر غیر مقلدین ان کا اعتراض تو اس اجماع صحابہؓ سے بھی ختم نہ ہوگا۔ نتیجہ یہ کہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ جتنے صحابہ و تابعین تھے ان سب کی روایات غیر مقلدین کے نزدیک مردود ہیں۔ ناقل

192- حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث ہے جو اپنے دین کو تبدیل کرے اس کو قتل کر دو (بخاری) اس میں دو احتمال تھے۔ 1..... کہ اس مرتد کو مہلت دے کر توبہ کا موقع دے کر پھر اگر وہ ارتداد پر قائم رہے تو اس کو قتل کر دو۔ 2..... بغیر مہلت دیئے اس کو فوراً قتل کر دو۔ نواب نور الحسن کی رائے یہ ہے کہ یہ امر مہلت دینے اور اس کو توبہ کا وقت دینے کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ اس کو بغیر مہلت دینے کے فوراً قتل کرنے کا حکم ہے جبکہ بعض صحابہؓ نے مرتدین کو بغیر توبہ طلب کرنے کے قتل کرنے پر انکار کیا اور اس انکار پر کسی دوسرے صحابی نے اعتراض نہ کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام متفق ہیں کہ مرتد کو فوراً قتل کر دینا اور توبہ کا موقع نہ دینا درست نہیں۔ جب نور الحسن صاحب غیر مقلد کی رائے صحابہؓ کی رائے سے مختلف ہو گئی تو موصوف اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ اپنی رائے کا نام حدیث رکھ کر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے خلاف صحابہؓ کی رائے بلکہ صحابہ کا اجماع حجت نہیں۔

(۴)..... معہذا صحابہ اجماع کردہ اند بر قبول اخبار بغاۃ و این فائدہ درخور یادداشتی ست تا اعتراض غیر عارف بخلاف بر روایت از بغاۃ علی کرم اللہ وجہہ بر خیزد..... اجماع برین معنی نموده۔

عرف الجادی کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔ چونکہ مرتد کو قتل کرنے کا امر مطلق ہے مہلت دینے کے ساتھ مقید نہیں بلکہ طلبِ توبہ کے ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ جو کچھ صحیحِ ادلہ میں آیا ہے وہ فوراً قتل کرنے کا امر ہے اور بعض صحابہؓ کا توبہ طلب کرنے سے پہلے مرتد کے قتل کرنے پر اعتراض کرنا حجت کے لائق نہیں اور شارع کی مطلق حدیث کو مقید کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور باقی صحابہؓ کے انکار پر سکوت کی بناء پر اجماع صحابہؓ کا دعویٰ باطل ہے۔ (ص 200) (۱)

**193۔** قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں ڈاکوؤں کی حد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں یعنی ڈکیتی کرتے ہیں ان کی سزایہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں خلاف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ قید کر دیے جائیں۔ اس آیت میں لفظ ”أو“ استعمال ہوا ہے اور عربی لغت میں یہ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ 1۔ برائے تنویع یعنی ایک چیز کے مختلف اقسام اور ان کے احکام بیان کرنے کے لئے۔ 2۔ برائے تخییر یعنی مختلف چیزوں کے درمیان اختیار دینے کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر بعض صحابہ کرامؓ کے نزدیک اس آیت میں لفظ ”أو“ کا پہلا استعمال مراد ہے کیونکہ چار قسم کی حالتیں ہیں 1۔ صرف قتل کیا۔ 2۔ قتل بھی کیا مال بھی لوٹا۔ 3۔ صرف مال لوٹا قتل نہیں کیا۔

(۱)..... از مرتد توبہ خواہند اگر کردنہا ورنہ فی الفور بکشد و مہلت سہ روز و نحو آن بی دلیل ست و حدیث مرفوع ابن عباس کہ ہر کہ دین خود تبدیل کرد اور اکشید رواہ البخاری مؤید اوست زیرا کہ مطلق غیر مقید بہ مہلت ست بلکہ باستنابت۔ بلکہ آنچہ درادلہ صحیحہ آمدہ امر بقتل ست و امر بفور۔ و انکار بعض صحابہ بر قتل مرتدین قبل از استنابت درخور حجت نیست و صالح تقیید حدیث ثابت از شارع نمی تواند شد و دعویٰ اجماع بواسطہ عدم انکار باطل ست۔

4۔ نہ مال لوٹا نہ قتل کیا بلکہ صرف ڈرایا دھمکایا اور خوفزدہ کیا..... پہلی حالت میں ان کو قتل کیا جائے گا۔ دوسری میں سولی پر لٹکایا جائے گا۔ تیسری میں خلاف جانب سے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ چوتھی حالت میں قید کیا جائے گا۔ ہر حالت کے مطابق اس کا حکم بتایا گیا ہے جبکہ نواب نور الحسن کی رائے یہ ہے کہ ’اؤ‘ کا لفظ تخییر کے لئے ہے کہ اختیار ہے کہ ڈاکوؤں کو ان چار سزاؤں میں سے جو چاہیں سزا دیں۔ لیکن نواب صاحب نے اپنی رائے کے متعلق لکھا کہ قرآن کریم کا ظاہر یہی ہے اور صحابہ کرامؓ کی مذکورہ بالا رائے چونکہ ان کی رائے کے خلاف ہے تو وہ اس کو یوں نہیں کہتے کہ صحابہ کرامؓ کی رائے میری رائے کے خلاف ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی رائے نظم قرآن کے ظاہر کے خلاف ہے اس لئے وہ حجت نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”تخییر تو نظم قرآن کا ظاہر ہے اور وہ احوال کی تفصیل جو اہل علم نے ذکر کی ہے..... اگر وہ محض ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ و تابعین کا اجتہادی قول ہے تو ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ و تابعین کا اجتہادی قول کسی پر حجت نہیں ہے۔ (ص 202) (۱)

194۔ غیر شادی شدہ زانی کی حد کے بارے دو قسم کی حدیثیں تھیں۔ بعض حدیثوں میں فقط سو کوڑے لگانے کا ذکر ہے جبکہ بعض حدیثوں میں سو کوڑوں کے ساتھ ایک سال قید یا علاقہ بدر کرنے کا ذکر بھی ہے اس کے متعلق صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ تغریب عام حد کا لازمی حصہ نہیں بلکہ کنوارے زانی کے لئے حد سو کوڑے ہیں البتہ اس میں شدت پیدا کرنے

(۱)..... ’مقتول قتل یا صلب یا قطع از خلاف یا نفی از ارض ست خواہ کشتہ یا نکشتہ و ظاہر عدم جمع میان این ہمہ انواع یا دونوع و عدم جواز ترک یک نوع ست و این معنی ظاہر نظم قرآنی ست و تفصیل کے بعض اہل علم ذکر کردہ اند..... اگر ہمیں مجرّد قول ابن عباسؓ و دیگر صحابہؓ ست پس اجتہادوئے دیگر صحابہؓ و من بعدہم بر احدی حجت نیست۔



کے لئے بطور تعزیر کوئی اور سزا بھی شامل کی جاسکتی ہے جیسے تغریب عام (جلا وطن کرنا، قید کرنا)۔ پس اگر کنوارے زانی کو سو کوڑے لگائے جائیں اور تغریب عام نہ کیا جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ پوری حد جاری نہیں ہوئی اور اگر سو کوڑوں کے ساتھ ایک سال قید کر دیا جائے تو یہ نہیں کہیں گے کہ حد میں اضافہ کر دیا کیونکہ حد تو وہی سو کوڑے ہیں البتہ تغریب عام تعزیر ہے جس کو حد کے ساتھ شامل کر کے زیادہ شدت پیدا کی گئی ہے لیکن غیر مقلدین کی رائے یہ ہے کہ تغریب عام بھی حد کا لازمی اور وجوبی حصہ ہے لہذا سو کوڑوں کی طرح یہ ضروری ہے اور جن حدیثوں میں فقط سو کوڑوں کا ذکر ہے ان میں اختصار ہے دوسری حدیثوں کی طرف دیکھتے ہوئے ان میں بھی تغریب عام کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ اس کو مزید پختہ کرنے کے لئے صحابہ کرام پر جھوٹ بولا کہ ”صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے نزدیک بھی تغریب عام واجب ہے“۔ (ص 203) (۱)

195۔ حالانکہ کسی صحابیؓ سے بھی وجوب کی صراحت نہیں آتی جنہوں نے تغریب عام کا ذکر کیا ہے وہ بطور تعزیر ہے جبکہ بعض صحابہ کرامؓ نے صراحت کی ہے کہ کنوارے زانی کے لئے حد فقط سو کوڑے ہیں۔ غیر مقلد نور الحسن خان اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں بعض صحابہؓ کے اقوال کے ساتھ حجت پکڑنا کوئی چیز نہیں کیونکہ ہم ان کے اقوال کے پابند اور مطیع نہیں ہیں۔ (ص 203) (۲)

(۱)..... احادیث قاضیہ بوجوب تغریب بطریق صحیحہ از جماعۃ از صحابہ آمدہ و این متضمن زیادت بر جلدست وغیر منافی اوست پس قبولش متختم باشد و معارضہ اش بعدم ذکر تغریب در بعض روایات غفلت از وجوب حمل مطلق بر مقیدست۔

(۲)..... ”و احتیاج باقوال بعض صحابہ مفید چیز نیست زیرا کہ ما معتبد باقوال شاہ نعیم۔“

**196-** کتب حدیث میں حضرت ماعزؓ کے رجم کرنے کا واقعہ معروف ہے کہ انہوں نے خود خدمت نبوی میں حاضر ہو کر اپنے زنا کرنے کا اقرار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے رخ انور دوسری طرف پھیر لیا انہوں نے پھر دوبارہ آپ ﷺ کے سامنے آکر دوبارہ اقرار کیا آپ ﷺ نے پھر بھی اعراض کیا تا آنکہ انہوں نے چار مرتبہ اقرار کیا ازاں بعد نبی کریم ﷺ نے رجم کرنے کا حکم فرمایا، واضح رہے کہ حد جب کسی پر فرض ہو جائے تو اس کا قائم کرنا حاکم پر فرض ہو جاتا ہے اس سے اعراض کرنا صرف یہی نہیں کہ ناجائز ہے بلکہ گناہ ہے لیکن ماعز کے واقعہ میں تین دفعہ ماعزؓ کے اقرار کرنے کے بعد آپ ﷺ نے رخ انور پھیرا اور اعراض کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تین مرتبہ اقرار سے حد قائم کرنا فرض نہیں ہوا تھا اور جب چوتھی مرتبہ اقرار کیا تو رجم کرنے کا حکم دیا کہ اب حد قائم کرنا فرض ہو گیا تھا لہذا اس حدیث کے مطابق چار مرتبہ زنا کا اقرار کرنا وجوب حد کے لئے شرط ہے صرف ایک یا دو مرتبہ اقرار کرنا وجوب حد کے لئے کافی نہیں ہے، حضرت انیسؓ کو نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کی طرف بھیجا اور فرمایا اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دینا۔ اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ کتنی مرتبہ اقرار کرے ایک مرتبہ یا چار مرتبہ لیکن حضرت ماعزؓ کی گذشتہ حدیث سے چار مرتبہ کی تعیین ہو جاتی ہے اور جب نبی کریم ﷺ حضرت انیسؓ کو تحقیق و تفتیش اور اجرائے حد کے لئے بھیج رہے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورا مسئلہ جانتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے اختصار سے کام لیا اور صرف اتنا فرما دیا اقرار کر لے تو رجم کر دینا حالانکہ چار مرتبہ اقرار کی شرط بھی ضروری ہے جیسا کہ حضرت ماعزؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت انیسؓ اس کو جانتے ہوں گے اور نبی کریم ﷺ کی حدود کے بارے ہدایات کا تقاضا بھی یہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ حتی المقدور حدود کو ساقط کرو۔ نیز فرمایا کہ حدود کو شبہ کی بناء پر ساقط کر دو۔ یہ بھی فرمایا کہ حد کے معاف کرنے میں غلطی

کرنا حد میں غلطی کرنے سے بہتر ہے لہذا ان تعلیمات و ہدایات نبویہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ چار مرتبہ اقرار شرط ہو کہ احتیاط اسی میں ہے۔ لیکن غیر مقلد نور الحسن صاحب کہتے ہیں حق بات یہ ہے کہ وہ اقرار جس کے بعد کوڑے اور رجم کرنا جائز ہو جائے وہ ایک بار سے زیادہ شرط نہیں (ص 204) (۱)۔

197 - انہوں نے اس کی بنیاد رکھی ہے ایک جھوٹ اور تائیل پر اور جھوٹ بھی نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر کہ آپ ﷺ نے حضرت انیسؓ کو کہا کہ اگر وہ ایک مرتبہ اقرار کر لے۔ حدیث میں صرف اتنا ہے کہ ”اگر وہ اقرار کر لے“ مگر انہوں نے اس میں اپنی طرف سے اضافہ کیا ”ایک مرتبہ اقرار کر لے“ اور اس کی نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف کردی کہ آپ نے فرمایا ”اگر وہ ایک مرتبہ اقرار کر لے“۔ اور حدیث ماعزؓ کی یہ تائیل کی کہ چار مرتبہ اقرار شرط کے طور پر نہیں تھا۔ (ص 204) (۲)

198 - اور حق یہ ہے کہ اگر سبب حد کا وقوع ایسی جگہ میں ہو جہاں تک اسلامی حاکم کی حکومت ابھی تک نہیں پہنچی یا اس کے زمانہ حکومت سے پہلے سبب کا وقوع ہوا ہو تو حد باطل نہیں ہوتی بلکہ جب حاکم کو سبب حد کے وقوع کا پتہ چلے اور وہ اس حد کے قائم کرنے پر قادر ہو تو اس حاکم پر فرض ہے کہ حد قائم کرے خواہ اس حد کا سبب اس کی حکومت میں

(۱)..... ”و حق آنت کہ اقرارے کہ بداں استباحث جلد و رجم می شود در اں زیادت بریک بار مشروط نیست۔

(۲)..... از آنحضرت ﷺ رجم و امر بدان و بجلد بجز اقرار یک بار ثابت شدہ۔..... سکوت وی ﷺ درین قصہ ماعز نہ واجب آنت کہ اقرار چار بار شرط باشد۔

واقع ہوا، اس سے پہلے واقع ہوا اور خواہ اس کے ملک میں ہوا ہو یا دوسرے ملک میں ہوا ہو

(ص 206) (۱)

**سوال :-** کیا خلافت راشدہ کے دوران مفتوحہ علاقوں میں اس کے مطابق حدود کا نفاذ ہوا تھا؟ ناقل۔

**199۔** اگر کوئی آدمی لواطت کا مرتکب ہو تو حدیث میں ہے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دینا قتل کرنا حد کے طور پر ہے یا تعزیر کے طور پر؟ اگر حد ہے تو یہی سزا متعین ہے اور اگر تعزیر ہے تو حاکم قتل بھی کر سکتا ہے اور اگر مناسب خیال کرے تو قتل کی جگہ کوئی اور تعزیر بھی لگا سکتا ہے۔ حدیث پاک میں کوئی وضاحت نہیں کہ یہ حد ہے یا تعزیر۔ البتہ صحابہ کرامؓ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قتل تعزیری ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ نے قتل کی جگہ اور سزائیں بھی ذکر کی ہیں تو صحابہ کرامؓ کی رائے اور ان کے اجتہاد کے مطابق لواطت میں تعزیر ہے یعنی حاکم جو مناسب خیال کرے وہ سزا دے خواہ قتل ہو یا کچھ اور۔ لیکن غیر مقلد نواب نور الحسن کی رائے میں یہ حد ہے جو متعین ہے اس سے اعراض کر کے کوئی اور سزا تجویز کرنا جائز نہیں ہے چونکہ غیر مقلدین کی رائے فقہاء کرامؓ اور صحابہؓ کی اجتہادی رائے سے ٹکرائی اس لئے نواب نور الحسن صاحب نے صاف صاف لکھ دیا اور صحابہ کرامؓ کا اجتہاد امت میں سے کسی ایک فرد پر (خواہ وہ جاہل اجہل ہو) بھی حجت نہیں ہے۔ (ص 207) (۲)

(۱).....حق آنست کہ حد بجز دو قوع سببش در غیر زمن امام یا مکان کہ آنجا ولایتش نمی رسد باطل نمی گردد بلکہ مراد آنست کہ چون امام را سبب حد برسد و دی قادر باشد بر اقامت آن واجب ست بروی اقامت آن حد خواہ در ایام ولایتش یا پیش از ان واقع شدہ و خواہ در جای ولایتش بودہ یا در غیر آن چہ معتبر نیست۔

(۲).....”واجتہاد صحابہ بر احدى از امت حجت نباشد۔“

**200-** جب خواہش پیدا ہو جائے تو ہاتھ یا کسی بھی بے جان چیز کے ساتھ منی خارج کرنا جائز ہے اور اگر فتنہ یا معصیت میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو جس کا ادنیٰ درجہ بد نظری ہے تو مستحب ہے اور اگر اس کے بغیر معصیت سے بچنا ممکن نہ ہو تو پھر واجب ہے اور جن حدیثوں میں مشیت زنی سے منع کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ صحابہ کرامؓ بھی اپنے اہل سے غائب ہونے کے وقت مشیت زنی کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ منی نکالنا ایسے ہی ہے جیسے بدن کے دوسرے مضر فضلات کو خارج کرنا۔ لہذا مشیت زنی کرنے والے پر حد یا تعزیر لگانا بلا وجہ ہے بلکہ اس کو ملامت کرنا بھی حرام ہے (ص 207، 208) (۱)

**201-** غلام اور لونڈی پر حد زنا میں پچاس کوڑے ہیں مگر حد قذف پوری ہے یعنی اسی کوڑے۔ (ص 209) (۲)

**202-** اور یہ حقیقت میں کندھے تک پورے بازو کو کہتے ہیں اور قرآن کریم میں ید کاٹنے کا حکم مذکور ہے (یعنی پورا ہاتھ کندھے تک کاٹنے کا حکم ہے) اور کوئی بھی ایسی صحیح دلیل موجود نہیں جس کی وجہ سے قرآن میں مذکور مطلق لفظ ید کو پینچے تک مقید کر دیں۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین سے ہاتھ کے پینچے تک کاٹنے کی روایات ہیں وہ بھی حجت بننے کے قابل نہیں ہیں (ص 212) (۳)۔

(۱)..... بالجملہ استنز ال منی کف یا پچیزی از جمادات نزد دعائے حاجت مباح ست لایسما چون فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوال نظر بازیت باشد کہ درین حین مندوب ست بلکہ گاہے واجب گردد و میکہ ترک معصیت جز بای حرکت ممکن نشود و احادیث واردہ در منع از نکاح بدست ثابت و صحیح شدہ ایں استثناء از صحابہ زو غیبیت از اہل خود کردہ اند و در ایں کار حرجے نیست بلکہ ہم چوں استخراج دیگر فضلات موزیہ بدن ست..... پس حکم بحد یا تعزیر مستثنیٰ بید با عصمت مسلم و تحریم ایلاش بی وجہ ست۔

(۲)..... آیہ کریمہ عام ست داعل ست زیر آن حرو عبد و غضا ضت بقذف عبد از برائے حرا شد تر از قذف حرجر ست و در حد قذف آنجہ دال بر تنصیف حد عبد باشد در کتاب و سنت نیامدہ و آیہ فعلین نصف ماعلیٰ الحسنات من العذاب در حد زنا ست و حد زنا غیر حد قذف ست۔

(۳)..... وید حقیقہ تمام ید است و در سنت از وجہ صحیح دلیل بر تقیید مافی القرآن بلوغ ثابت شدہ اگرچہ آنحضرت ﷺ و از خلفاء راشدین مرویت و لکن بروجہ کہ حجت بمثل آں ثابت نمی گردد۔

نتیجہ یہ کہ چور کا ہاتھ پہنچنے سے کاٹنے کی بجائے کندھے سے کاٹا جائے۔ ناقل  
**203۔** حدیث میں ہے کہ اگر شرابی کو تین دفعہ حد میں کوڑے لگائے گئے اس کے بعد اگر  
 چوتھی مرتبہ پئے تو اس کو قتل کر دو اس کے متعلق نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں، ”خلاصہ یہ ہے کہ  
 شرابی سے قتل کے حکم کا مرتفع و منسوخ ہونا ثابت ہے اور تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے مگر  
 بعض ظاہر یہ لوگ اس میں اختلاف رکھتے ہیں (ص 213) (۱)

**سوال** کوئی صریح ناسخ پیش کریں عجیب بات ہے کہ نور الحسن صاحب دلیل شرعی کو کتاب  
 و سنت میں منحصر مانتے ہیں اور اجماع کا انکار کرتے ہیں پھر اجماع کو دلیل میں پیش کرتے ہیں؟  
**204۔** خمر پینے والے پر تعزیر ہے حد نہیں ہے۔ (ص 213) (۲)

**205۔** شرابی پانچویں مرتبہ شراب پئے تو پہلے اس کو قتل کرنے کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ  
 ہو گیا اس پر سب اہل علم کا اجماع ہے مگر بعض ظاہر یہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں (ص  
 213) (۳)

**سوال** ناسخ کیا ہے؟ جب بعض ظاہر یہ اختلاف رکھتے ہیں تو غیر مقلدین کے نظریہ کے  
 مطابق یہ اجماع کیسے ہوا؟

(۱)..... وبالجملة رفع قتل از شارب ثابت است و جمیع اہل علم براں مجمع بودہ اند مگر بعض ظاہر یہ کہ در اں  
 خلاف در اند۔

(۲)..... و تقدیر حد شرب از آنحضرت ﷺ ہر وجہ معتبر بہشتاد تا زیانہ بصحت نرسیدہ و آنچہ مرویست جلد  
 شارب بجزید و نعال و ضرب باردیہ بدوں تقدیر معین ست و زدن بپا پوش تا چہل ضربہ ہم آمدہ و تقدیر بہشتاد  
 در زمن صحابہ بودہ پس حق آنست کہ جلد شارب غیر مقدار ست و آنچہ واجب باشد ہمیں ضرب بدست یا بچو  
 بدست یا نعل یا ثوب بر مقدار رأی امام ست از قلیل و کثیر و بریں تقدیر ایں حد من جملہ انواع تعزیر باشد۔

(۳)..... وبالجملة رفع قتل از شارب ثابت است و جمیع اہل علم براں مجمع بودہ اند مگر بعض ظاہر یہ کہ در اں  
 خلاف در اند۔

206- انبیاء بھی گالیاں دیا کرتے تھے اگرچہ ان کی گالیاں فحش نہ ہوتی تھیں۔ جیسے موسیٰ

علیہ السلام نے کہا اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مَّبِينٌ ، یوسف علیہ السلام نے کہا انتم شر مکانا ،

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّكَ اَمْرٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ (ص 215) (۱)

**سوال** ان جملوں میں انبیاء علیہم السلام کی طرف گالیوں کی نسبت کرنا کیا جائز ہے؟ ناقل۔

207- نور الحسن صاحب قیاس کرتے ہیں جیسے صدقہ کی مد میں کام کرنے والے کیلئے

مال صدقہ سے حصہ اجرت لینا جائز ہے۔ اسی طرح امام یعنی خلیفہ کے لئے بھی بقدر عمل

اجرت ہونی چاہئے (ص 220) (۲)

208- واقعات میں سے کسی واقعہ میں محض نبی کریم ﷺ کا فعل کسی بھی دعویٰ پر دلیل

بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا صلح حدیبیہ میں دس سال کا معاہدہ اس کی

دلیل نہیں بن سکتا کہ کفار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دس سال تک معاہدہ صلح ہو سکتا ہے اس

سے زیادہ نہیں ہو سکتا (ص 230) (۳)

(۱)..... از آنجملہ شتم بی فحش ست چنانکہ از موسیٰ علیہ السلام در قرآن حکایت نموده..... قال له موسیٰ

اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مَّبِينٌ وازین باب سمت قول یوسف باخوان خویش چون اورا منسوب بسرقتہ کردند انتم شر

مکانا و آنحضرت ﷺ بہ ابی ذر گفت اِنَّكَ اَمْرٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ ۔

(۲)..... او تعالیٰ عامل علی الصدقہ را اخذ نصیب از مال صدقہ جائز فرمود بچنین استحقاق اجرت بحسب عمل

از برائے امام ہم شود۔

(۳)..... صلح نبوی در حدیبیہ بردہ سال امر اتفاقیت..... و کیف کہ قرآن وحدیث مصرح اند بجاز صلح علی

الاطلاق پس تقیدش بہ مدت معین محتاج دلیل باشد و مجرد فعل در واقعہ از واقعات صالح انتہائش بر مدعا

نیست ۔

209- ہر کھانے پینے کی چیز میں اصل حلت ہے جب تک اس کے حرام ہونے کی صریح دلیل وارد نہ ہو وہ چیز حلال رہے گی (ص 234) (۱)

**سوال** لہذا غیر مقلدین ہاتھی، خچر، گدھ کے حرام ہونے پر صریح دلیل پیش کریں ورنہ یہ حلال ہیں ان کو اپنے اصول کے مطابق کھائیں؟۔ ناقل۔

210- بکجو، سیہ بلا کر اہت حلال ہے (ص 235) (۲)

211- گوہ کھانا شرعاً حلال ہے (ص 236) (۳)

212- جب کوئی آدمی عالم نہ ہو (بلکہ جاہل ہو) اس پر لازم ہے کہ مختلف قسم کے علماء میں سے جو باکمال عالم ہو اس سے خوب سوال کرے اور اس سے بحث بھی کرے اور اس بحث کرنے کے بعد جس عالم پر اعتماد و اطمینان حاصل ہو جائے اس کو اپنا رہبر بنا لے (ص 219) (۴)

**سوال** - جناب اسی کا نام تقلید ہے جس کو غیر مقلدین شرک کہتے ہیں اور کیا جاہل اور عالم کے درمیان بحث کا جواز ہے؟ کیا خیر القرون یعنی عہد نبوت، عہد صحابہ، عہد تابعین میں یہ طریقہ رائج تھا؟ ناقل۔

- (۱)..... اصل در ہر طعام و شراب حل است مادام کہ نصی بتخریم آں وارد نشدہ
- (۲)..... ابن ابی عمار گفتہ جابر را گفتم گفتار یعنی بجو صید ست گفت آری پرسیدم کہ آنحضرت ﷺ گفتہ ست گفت نعم..... چون از ابن عمر را از قنفذ یعنی خار پشت کہ بہند لیش سہای خوانند پرسیدند گفت قل لا اجد فیما وحی الی محرماً الا یہ الخ۔
- (۳)..... ابن عباس گفتہ خوردہ شدہ صب یعنی سوسار بر ماندہ آنحضرت ﷺ و ایں متفق علیہ ست و در روایات دیگر نبی از اکلش آمدہ..... مگر آنکہ در صحیحین از جماعت از صحابہ اذن نبوی با کل صب ثابت شدہ و فرمودہ گوہ فائے حلال۔
- (۴)..... چون بنفسہ عارف نبود لازم آنست کہ از اہل علم علی اختلاف انواعہم احتفای سوال از چنین عالم با کمال نماید و لا بد است کی بعد از بحث و تفتیش شخصے کہ برو اطمینان حاصل گرد و دست بہم دہد۔



**213۔** نجاست خور اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے گوشت اور دودھ سے نہی وارد ہوئی ہے اور ایک روایت میں اس پر سوار ہونے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ البتہ دودھ پاک ہے کیونکہ استحالہ مطہر ہے۔ استحالہ کا مطلب یہ ہے کہ نجس چیز میں اتنی تبدیلی آجائے کہ اس کا نام اور وصف بدل جائے۔ اتنی تبدیلی کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے جیسے غلاظت جب راکھ بن جائے تو وہ پاک ہے کیونکہ اب اس کا نام غلاظت نہیں رہا اسی طرح جلالہ کا خون جب دودھ بن گیا تو نام اور وصف بدل گیا اس لئے پاک ہے (ص 236) (۱)

**سوال:** یہ کس حدیث میں ہے کہ استحالہ مطہر ہے؟ جب عذرہ یعنی غلاظت راکھ بن گئی تو چونکہ غیر مقلدین کے نزدیک ہر چیز میں اصل حلت ہے تو راکھ بھی اصل کے اعتبار سے حلال ہوئی اس کی حرمت حدیث میں دکھائیں؟

**214۔** مٹی کھانے سے منع کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن مٹی کھانے سے سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جسم بھی کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قتل نفس سے منع کیا ہے اور مٹی کھانا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے لہذا ہم اس سے منع کرتے ہیں (ص 237) (۲)

**سوال:** جناب جب منع کرنے کی کوئی شرعی دلیل نہیں تو آپ کیوں منع کرتے ہیں اگر بلا دلیل شرعی آپ منع کریں گے اور لوگ مان لیں گے تو یہ تقلید ہوگی جو آپ کے نزدیک شرک ہے۔ بلا دلیل منع کرنا کیسا ہے؟ گناہ ہے یا نہیں؟

(۱)..... از ابن عمر آمدہ کہ نبی کریم ﷺ از جلالہ یعنی دابہ نجاست خوار و شیرا و اخرجہ اہل السنن الا للنسائی و حسنہ الترمذی و جلالہ عام ست از شتر و گاؤ و گوسفند و ماکیان دور وایتے نہی از رکوب جلالہ آمدہ و اختلاف ست در طہارت لبن جلالہ جمہور بر طہارت اند بنا بر آنکہ استحالہ مطہرست و اولی در تقریر طہارت استحالہ آنست کہ چنین گویند یعنی کہ شارع حکم نجاستش کردہ بود اسم و صفاتی نمائند پس طاہر باشد چہ حکم نجاست عذرہ مقید بعد از بودن اوست مثلاً چن رما دگشت عذرہ نمائند

(۲)..... واما اکل تراب پس منع از ان دلیلی نیامدہ و لکن چون از اسباب علل صعبہ ست و از ان انحلال بنیہ متاثر می گردد و تعالیٰ از قتل نفس نہی فرمودہ لہذا از ان منع می کنند۔

**215-** ہر حرام چیز نجس نہیں ہوتی لہذا خمر کو حرام ہونے کی وجہ سے نجس قرار دینا بے دلیل ہے خصوصاً جبکہ صدر اسلام میں خمر کو پاکیزہ چیزوں میں سے اطیب اور لذیذ اشیاء میں سے لذیذ ترین شمار کیا جاتا تھا۔ (ص 237) (۱)

**216-** کافر نے شکاری کتا چھوڑا تو اس کا شکار حلال ہے اس کی عدم حلت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ (ص 238) (۲)

**217-** حق یہ ہے کہ ہر بحری جانور حلال ہے وہ جس شکل و صورت پر بھی ہو۔ (ص 238) (۳)

**218-** دریا میں جو جانور مرا ہوا مل جائے اور اس کے مرنے کا جو بھی سبب ہو وہ حلال ہے مگر طافی مچھلی حرام ہے۔ (ص 238) (۴)

اور طافی وہ مچھلی ہے جو دریا میں مر کر لٹی ہو کر پانی کی سطح کے اوپر آجائے۔  
**219-** کافر جو اللہ کا نام لیتا ہو اس کا ذبیحہ حلال ہے خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو مگر اس پر اللہ کا نام ہے ناگزیر (وہ یہ کہ کھاتے وقت اللہ کا نام ذکر کریں۔ ناقل) نواب صاحب پہلے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا ایک قوم ہمیں گوشت دیتی ہے ہمیں معلوم نہیں کہ اس پر خدا کا نام ذکر کیا گیا ہے یا نہیں فرمایا کہ تم کھاتے وقت اللہ کا نام ذکر کر لیا کرو۔ اس کے بعد نواب صاحب اس

(۱)..... ”ہر محرم ر جس نیست حکم بنجاست خمر بناء بر حرمت بے دلیل باشد لا سیما نزدی نوشتان جاہلیت و در صدر اسلام مستطاب غیر مستحبت بود بلکہ آنرا از اطیب طیبات و احسن مستلذات می شمردند۔

(۲)..... ولیکن دلیل بر عدم حل صید کلب مرسل کافر قائم نیست۔

(۳)..... وحق آنست کہ ہر حیوان بحری حلال ست بر ہر صورت کہ باشد۔

(۴)..... و ہر چہ در بحر مردہ یافتہ شود ہر سبب کہ باشد حلال ست جز طافی۔

حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ اس حدیث عائشہؓ سے معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کرنا شرط نہیں ہے یہ نہیں کہ بالکل اللہ کا نام ہی نہ لیا جائے (ص 239، 10) (۱)۔

220۔ اگر مسلمان ذبح کرتے وقت تسمیہ بھول جائے تو بسم اللہ پڑھ کر کھالیں (ص 240) (۲)۔

221۔ نواب نور الحسن صاحب نے پہلے نبی پاک ﷺ کی قربانی کے متعلق ایک حدیث نقل کی کہ آپ ﷺ نے مینڈھے کی قربانی کی اور یہ دعا پڑھی ”اللھم تقبل من محمد وآل محمد وائتہ محمد“ یہ نقل کر کے نواب صاحب لکھتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک قربانی اس آدمی، اس کے تمام اہل اور دوسروں کی طرف سے بھی کافی ہے (ص 241) (۳)۔

222۔ پھر آگے جا کر لکھا، ”یہ گمان کرنا کہ بکری فقط ایک یا تین آدمیوں کی قربانی کے لیے کفایت کرتی ہے دلیل کا محتاج ہے۔“ (ص 243) (۴)۔

(۱)..... عائشہؓ گفتہ آنحضرت ﷺ را گفتند کہ تو مے مارا گوشتهای آرد نمیدانیم کہ بران نام خدا ذکر کردہ اند یا نہ فرمود شما نام خدا بروی برید و بخورید و این نزد بخاریست و این نصست برحلت ذبیحہ کافرو عدم اشتراط اسلام در ذابح خواہ ذمی باشد یا غیر او ناگزیرست از ذکر نام خدا بران..... و در حدیث متقدم عائشہ دلیل بر عدم اشتراط تسمیہ مطلقاً نیست بلکہ بر عدم اشتراطش نزد ذبحست۔

(۲)..... اگر نزد ذبح تسمیہ را فراموش کند بسم اللہ گوید و بخور۔

(۳)..... لفظ عائشہؓ نزد مسلم اینست کہ امر کرد بآوردن قچہا رشا خدا کہ پی سپری کند زمین را در سیاہی وی خسپ در سیاہی..... و آنرا بر پہلو انداختہ ذبح کرد و فرمود بسم اللہ اللهم تقبل من محمد وآل محمد وائتہ محمد وائیں دلیلست بر کافی بودن اضحیہ از طرف ابتکس و اہل او از طرف غیر۔

(۴)..... وائیں زعم کہ شاة جزا از یک کس یا سہ کس فقط مجزی نیست..... محتاج دلیلست۔

یعنی تین سے زیادہ آدمیوں کی طرف سے ایک بکری کفایت کر سکتی ہے۔ بدورالابلہ ص 341 میں ہے کہ ایک بھیڑ گھر کے سوا آدمیوں کی طرف سے کافی ہے عجیب بات ہے کہ گائے اونٹ میں تو سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں لیکن ایک بکری سوا آدمیوں کی طرف سے کفایت کر سکتی ہے۔ ناقل

223۔ نواب نور الحسن نے قربانی کے حکم کے متعلق تین قسم کی روایات نقل کی ہیں۔

(1) قربانی صاحب وسعت پر واجب ہے ہر ایک پر واجب نہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(2) ہر ایک پر بلا شرط قربانی واجب ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”علی کل اہل بیت اضحیہ فی کل عام“۔

(3) وہ احادیث جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی پر بھی قربانی واجب نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اذا اراد احدکم ان یضحی“ (الخ) جب تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بال اور ناخن کٹوانے سے رک جائے اس میں قربانی کو ارادہ پر موقوف کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کرنے اور نہ کرنے میں وسعت ہے ارادہ ہو جائے تو کر لیں نہ ارادہ ہو تو نہ کریں۔ (ص 241، 242) (۱)

**سوال** حدیثوں میں اختلاف ہے ان کے بارے میں نبی پاک ﷺ کا واضح فیصلہ کیا ہے؟

(۱)..... فرمود ہر کرا گنجائش باشد و قربانی نکند مصلای مارا نزدیک نشود رواہ احمد وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ صحیحہ الجامعہ..... واحادیث قاضیہ بوجوب مطلقاً نیز آمدہ مثل حدیث علی کل اہل بیت اضحیہ فی کل عام و آنچه دال بر عدم وجوب مطلقاً باشد نیز وارد شدہ مثل حدیث اذا اراد احدکم ان یضحی فلیسک عن شعرہ و اظفارہ اخرجه اہل السنن و مسلم۔

224۔ نماز عید سے پہلے قربانی نہ کرے بلکہ امام نماز عید پڑھا دے تو اس کے بعد ذبح

کرے۔ لہذا نماز عید پڑھ کر قربانی ذبح کرے (ص 242) (۱)

225۔ اگر کسی جگہ اکیلا آدمی ہو تو وہ بھی اکیلا عید نماز پڑھ سکتا ہے (ص 242) (۲)

226۔ غیر خصی جانور کے مقابلہ میں خصی جانور کی قربانی کے افضل ہونے کی کوئی دلیل

نہیں اور نبی کریم ﷺ کے خصی جانور کی قربانی کرنے سے اس کا جواز تو ثابت ہوتا ہے لیکن غیر خصی سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ (ص 243) (۳)

227۔ جو کوئی ختنہ کو واجب کہتا ہے اس کے ہاتھ میں کوئی صحیح دلیل نہیں ہے..... اور حق

یہ ہے کہ ختنہ سنت ہے۔ (ص 245) (۴)

**سوال** واجب اور سنت کی کیا تعریف ہے؟ اور کس حدیث میں ختنہ کے واجب ہونے کی نفی ہے؟

228۔ نواب صاحب آگے لکھتے ہیں، اور ہمارے نزدیک وجوب کا قول کرنا بھی بعید نہیں ہے۔“ (ص 245) (۵)

جناب! جب اس پر کوئی صحیح دلیل ہی نہیں تو بغیر دلیل کے وجوب کا قول کیونکر درست ہوگا؟

(۱)..... توقيت ذبح بعد از نماز امام..... ذبح قربانی پیش از نماز نباید۔

(۲)..... اگر تنہا یک کس ست پس اعتبار نماز اوست۔

(۳)..... و در فضل خصی بر غل دلیله نیامده و تضحہ نبوی بخصی مستلزم افضلیت از غیر خصی نیست غایتش اجزاء خصی ست و بس۔

(۴)..... ہر کہ ختان را واجب گفتہ بدستش کدام حجت صحیحہ نیست..... و حق آنست کہ سنت ست۔

(۵)..... و نزد ما قول بوجوبش ہم بعید نیست۔

**229۔** عربی کے علاوہ دوسری زبانیں جیسا کہ فارسی، ترکی، انگریزی، ہندی، وغیرہ میں خدا کا ذکر جائز نہیں اگرچہ ان زبانوں میں وہ اعلام ہوں۔ کیونکہ شریعت میں وہ نام وارد نہیں ہوئے لیکن مخلوق کا اور اہل اسلام کا تعامل یہی ہے کہ وہ غیر عربی نام خدا تعالیٰ کے لیے بولتے ہیں خواہ ان کا معنی وصفی ہو یا علمی اسی طرح متکلمین اور فقہاء بھی اللہ سبحانہ پر ایسے الفاظ کا اطلاق کرتے ہیں جن کا شارع نے اطلاق نہیں کیا جیسے واجب الوجود وغیرہ پس جو شخص دین و تقویٰ میں پختہ ہے وہ انہیں اسماء پر اکتفاء کرے جو شریعت میں وارد ہیں تو زیادہ احتیاط اس میں ہے اور مسلمان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ محدثات کے ساتھ تعلق اور بدعات کے ساتھ ملوث ہونے سے بچا رہے (ص 247) (۱)

**سوال** ذرا حدیث سے اس کی دلیل پیش کر دیں؟۔ ہم حیران ہیں کہ نور الحسن صاحب نے یہ مسئلہ لکھتے وقت فرمایا ”و ذکر خدا“ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے۔ دوسری زبان کا لفظ اللہ تعالیٰ پر بولنا ناجائز بتانا چاہتے ہیں۔ لیکن خود اسی ناجائز کام سے ابتداء کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر فارسی کا لفظ ”خدا“ بول بھی رہے ہیں۔

**لطیفہ:** تین آدمی نماز پڑھ رہے تھے ایک نے نماز میں بات کی۔ دوسرے نے کہا کہ نماز میں نہیں بولنا چاہیے اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تیسرا کہنے لگا شکر ہے میں نے بات نہیں کی۔ نواب صاحب بھی جس چیز کو ناجائز بتا رہے ہیں خود اسی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

(۱)..... ذکر خدا با اسماء السنۃ دیگر مثل فارسی و ترکی، و انگریزی و ہندی و ہر زبان کہ جز عربی ست روانبا شد اگرچہ در نفس الامر نزد اہل آن لسان از باب اعلام بود زیرا کہ شرع بدان وارد نکشتہ و لیکن تعامل خلق حتی تعامل اہل اسلام بدان آمدہ کہ اطلاق نامہای السنۃ غیر عربیہ بروی سبحانہ کنند بنا بر آنکہ معنی وصفی دارد یا علم باری تعالیٰ ست در زبان فرس و جز آن و کذلک متکلمین مذاہب فقہاء لفظہا بروی سبحانہ اطلاق کردہ اند کہ شارع آنرا اطلاق نکرده مثل واجب الوجود و نحو آن پس ہر کہ شیخ بدین خود و حرلیص بر تقویٰ باشد اورا قصر بر مورد احوط ست و در ان نجات مسلم ست از تعلق بمحدثات و ملوث بدعات۔

**230-** قبور انبیاء علیہم السلام کی زیارت منع ہے، قبور انبیاء علیہم السلام ہوں یا ان کے علاوہ اوروں کی ہوں ان کی طرف سفر کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کتاب و سنت، اجماع، قیاس سے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے اور سلف سے بھی ثابت نہیں اس کے علاوہ سلف کا محض فعل بلکہ قول حجت کے لائق نہیں ہوتا۔ خصوصاً احکام میں۔ خاص کر اس شخص کے نزدیک جس کے ہاں شرعی دلیل دو چیزوں میں منحصر ہے ایک کتاب اور دوسری سنت۔ اس کے علاوہ اس کے نزدیک کوئی تیسری دلیل ہے ہی نہیں (ص 249) (۱)

**231-** نور الحسن صاحب نے پہلے ایک حدیث لکھی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قاضیوں کی تین قسمیں ہیں (۱) حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرے یہ قاضی جنتی ہے (۲) حق کو پہچان لیا مگر اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا یہ قاضی دوزخی ہے (۳) حق کو نہ پہچان سکا مگر اپنی جہالت کے باوجود فیصلہ کر دیا یہ قاضی بھی دوزخی ہے یہ حدیث لکھ کر پھر لکھتے ہیں اور مقلد قاضی اپنے امام کے قول کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ قول حق ہے یا باطل۔ سو یہ مقلد اس جہالت کے باوجود لوگوں کے لیے قاضی بنا ہوا ہے اور ایسا جاہل قاضی دوزخی قاضیوں میں سے ہے۔ یہ وہ حق بات ہے جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ شبہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دکھایا ہے۔ لیکن مقلد قاضی اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی بجائے وہ اس کے مطابق

(۲).....وجہ منع از سفر زیارت خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشان آنتست کہ دلیلی بر جواز آن از کتاب و سنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست و از سلف ثابت نشدہ با آنکہ مجرد فعل بلکہ قول سلف بحجت نمی ارز و خصوصاً در تہجوا احکام لا سیما نزدیکیہ حجت پیش او منحصر در کتاب و سنت ست و بس۔

فیصلہ کرتا ہے جو اس کا مجتہد امام دکھاتا ہے۔ (ص 251، 252) (۱)

**سوال :** جناب گذشتہ زمانہ میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی جتنے قاضی گزرے ہیں وہ سارے کے سارے مقلد تھے تو کیا وہ سارے دوزخی ہیں؟ غیر مجتہد آدمی کیلئے مجتہد پر اعتماد حق و باطل معلوم کرنے کا ذریعہ ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو مقلد قاضی مجتہد پر اعتماد کر کے ذریعہ حق و باطل پہچان لیتا ہے اور حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو وہ دوزخی کیوں ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہے تو آپ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو کیوں یمن میں بھیجا؟ اور کیوں فرمایا کہ حلال و حرام کا مسئلہ معاذ بن جبلؓ سے اور وراثت کا زید بن ثابتؓ سے پوچھا کرو؟

**232۔** مقلد قاضیوں کے جواز پیدا کرنے کے لیے یہ کہنا کہ اس آخری زمانہ میں مجتہدین کم ہیں اگر مقلدین کو قاضی نہ بنایا جائے تو بہت سے احکام معطل ہو جائیں گے سو یہ عذر اور یہ بات انتہائی غلط اور باطل ہے کیونکہ بحمد اللہ تعالیٰ اکثر علاقوں میں مجتہدین موجود ہیں لیکن مقلدین حقارت اور اپنی کندہنی کی وجہ سے ان کے اجتہاد کا انکار کرتے ہیں۔ ہمارے مشائخ جن سے ہم نے علم حاصل کیا ہے ان میں سے اکثر کو ہم پہچانتے ہیں جو مرتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اسی طرح ان کے تلامذہ میں سے ایک بڑی جماعت بھی اس بلند مرتبہ

(۱)..... اہل سنن اربعہ از حدیث بریدہ روایت کردہ اند کہ رسول خدا ﷺ فرمود قاضیان سہ قسم اند دوزخ دوزخ و یکی در بہشت مردی کہ حق را شناخت و بدان حکم کردوی در جنت ستومردیکہ حق را شناخت و بدان قضا نکرد و حکم ندارد دوی در نارست و مردی کہ حق را شناخت و حکم از برائے مردم بر جہل کردوی در دوزخ ست..... و مقلد حکم بقول امام خودی کند و نمیداند کہ این قول حق ست یا باطل پس قاضی باشد از برائے مردم کجیل و ایں چنین جاہل یکے از قضاۃ نارست۔ ہذا ہوا الحق الذی لا شک فیہ ولا شبہۃ..... و حکم خداست للحکم بین الناس بما اراک اللہ و حکم مقلد مشوم بما اراہ اللہ نیست بلکہ بما اراہ من یقلدہ من المجتہدین ست۔



پر فائز ہے۔ حتیٰ کہ علامہ شوکانی نے اپنے تئیں شاگردوں کی نشاندہی کی ہے جو مرتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اور وہ اہل الغمام میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ ان حروف کی تحریر کے وقت صنعا میں مجتہدین موجود ہیں جن کی وجہ سے دائیں بائیں کے تمام اطراف میں مقلد قاضیوں سے بے نیازی حاصل ہے لیکن اس کے باوجود ان کے اجتہاد کو وہی تسلیم کرتا ہے جو ان جیسا مجتہد ہو یا ان کے قریب قریب ہو لیکن تقلید کے قیدی ان کے اجتہاد کو کب مانتے ہیں (ص 253) (۱)

**سوال۔** سارے لوگ تو مجتہد نہیں بقول آپ کے چند ہی علماء ہیں تو باقی سب ان کے مقلد ہوئے تو کیا یہ کسی حدیث میں ہے کہ خیر القرون کے مجتہدین کی تقلید تو حرام اور شرک ہے اور شر القرون کے مجتہدین کی تقلید عین توحید و سنت کی پیروی ہے۔ ناقل

**233۔** جناب نور الحسن صاحب نے پہلے حدیث نقل کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی بھی دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے (متفق علیہ) یہ نہیں اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا حرام ہے اور حق بات یہی ہے۔ اس کے بعد آگے جا کر فرماتے ہیں کہ، اگر قاضی نے غصہ کی حالت میں فیصلہ نافذ کر دیا پھر غصہ ختم ہونے کے بعد اس کو صحیح اور حق سمجھتا ہے تو وہ محکوم علیہ پر لازم ہو جائے گا اگرچہ غصہ کی

(۱)..... اما جواز قضائے مقلد بنا بر قلت مجتہدین در ازمنہ اخیرہ و آنکہ اگر متولی قضا جز مجتہد نگردد بسیاری از احکام معطل شود پس این قول در غایت سقوط ست زیرا کہ مجتہدین بحمدہ تعالیٰ در اکثر قطر موجود اند و لکن مقلدین بنا بر ضیق اعطان و حقارت عرفان و تبیلہ اذہان و جمود قرائح و نمود افکار خویش حسابی از آن مجتہد برنی گیرند بلکہ اجتہاد اورا منکر باشند..... مشائخ ما کہ از ایشان علم گرفتہ ایم اکثری را از اینان می شناسیم کہ برتبہ اجتہاد رسیدہ اند و بچہنیں عصابہ کبری از تلامذہ ایشان عارج این معراج گردیدہ تا آنکہ علامہ شوکانی از تلامذہ خویش سی کس را بالغ بمبلغ اجتہاد نشان دادہ و در وہل الغمام گفتہ کہ نزد تحریر این احرف در مدینہ صنعا مجتہدین بودہ اند کہ بسبب آنان در جمیع اقطار بینین و یسار قضاۃ مقلدین بی نیازی حاصل ست با آنکہ تسلیم اجتہاد ایشان ہما کس می کند کہ مثل یا مقارب ایشان ست۔

حالت میں فیصلہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوگا لیکن فیصلہ لازم ہو جائیگا اور وہ باطل نہ ہوگا کیونکہ گناہ ہونا اور حکم کا باطل ہونا دونوں لازم و ملزوم نہیں ہیں پس اس صورت میں گناہ ہوگا مگر فیصلہ باطل نہ ہوگا۔ (ص 255) (۱)

**سوال:** جناب! جب یہ فیصلہ قاضی نے شرعی طریقہ سے کیا جس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہو مگر اس کا فیصلہ لازم ہو گیا وہ باطل نہیں تو اسی طرح حالت حیض میں طلاق، تین طلاقیں اکٹھی، بغیر ولی کے عورت کا نکاح، نکاح شغار، نکاح حلالہ بھی نہیں کے باوجود لازم ہو جائے اور گناہ گار بھی ہو تو اس سے انکار کیوں ہے؟

**234۔** نواب نور الحسن حاکم کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اپنی مجلس میں علماء کو شریک رکھے اس کے بعد دو نصیحتیں کرتے ہیں (1) یہ ضروری ہے کہ وہ علماء جو حاکم کی مجلس میں حاضر ہوں وہ یونانی علوم و فنون کے فضلاء نہ ہوں بلکہ ادلہ کتاب و سنت کے جاننے والے پختہ عالم ہوں اجتہادی علوم کے راستوں پر چلنے والے ہوں (2) فقہی مذاہب کے مقلدین بھی نہ ہوں۔ اگر یہ فقہی مذاہب کے مقلد ہونگے تو ان کے مجلس حاکم میں حاضر ہونے کے اندر مفاسد ہی مفاسد ہیں اور سوائے مفاسد کے کوئی دوسرا فائدہ نہیں۔ ان مفاسد میں سے کم سے کم فساد یہ ہے کہ چونکہ وہ حاکم کا محض تقلیداً معتقد ہوا ہے تحقیقاً نہیں تو حاکم کی مخالفت کی وجہ سے اس کے دل میں حاکم کے بارے میں کدورت پیدا ہو جائے گی

(۱)..... آنحضرت ﷺ فرمود حکم کنند ہیچ یکے میان دو کس در حالیکہ دشمنانک ست متفق علیہ ونہی متقضی حرمت حکم در حالت غضب ست و ہوا الحق..... اگر ایں حکم را کہ در حالت غضب نافذ کردہ بود بعد از سکون خشم صحیح یا بد و موافق اعتقاد حق بیند صحیح و لازم حال محکوم علیہ شود اگرچہ برابر ایتاعش در حال غضب آثم ست زیرا کہ میان اثم و بطلان حکم ملازمتی نیست۔

اور بناء بریں وہ حاکم پر طعن و تشنیع کرے گا اور بعض دفعہ حاکم سخت نگرانی کرنے والا ہوتا ہے اس کو پکڑ دھکڑ اور قیل و قال کا ڈر ہوگا تو وہ اس سے بچنے کے لئے حاکم کو دلیل کے راستہ پھیرنے کی کوشش کرے گا سو مقلدین کے حاکم کی مجلس میں حاضر ہونیکی صورت میں سوائے اس مذکور بالا نتیجہ کے اور سوائے دنیا و آخرت کے نقصان کے کوئی دوسری منفعت متصور نہیں ہے (ص 256) (۱)

نوٹ:- یہ انتہا ہے مقلدین علماء سے نفرت و عداوت کی..... ناقل

**235-** نواب صاحب نے لکھا کہ، حاکم بغیر شہادت اور قسم وغیرہ کے محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ گواہ، قسم اٹھانے والا اور مقرر ہو سکتا ہے کہ جھوٹے ہوں لہذا اس احتمال کی وجہ سے گواہی، قسم اور اقرار سے حاکم کو ظن حاصل ہوگا۔ علم یعنی قطعی چیز حاصل نہ ہوگی۔ جبکہ حاکم کو جو علم حاصل ہے وہ مشاہدہ یا مشاہدہ جیسے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے اور علم ظن سے اولیٰ ہے جب حاکم گواہی، قسم، اقرار کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتا ہے جبکہ یہ چیزیں ظن کا فائدہ دیتی ہیں تو حاکم اپنے علم کی بنیاد پر بطریق اولیٰ فیصلہ کر سکتا ہے اور حاکم کا اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنا حدود کو بھی شامل ہے یعنی حدود کا فیصلہ بھی اپنے علم کی بنیاد پر کر سکتا

(۱)..... حضور علماء را در مجلس حاکم نزد حکم مستحب گفتہ..... و لکن ضرورت کہ این علماء کہ در حضور وی باشند فضلاء یونان باشند بلکہ علماء راتخین عارفین ادلہ کتاب و سنت و سالک مسا لک علوم اجتہاد باشند و اگر این اہل علم مقلدین مذاہب اند پس در حضور ایشان بر مفسد فائدہ دیگر نباشد و اقل احوال آنت کہ خاطری از مخالفت حاکم بآنچہ تقلید آنرا معتقدست متکدر کرد و بنا برین معنی بر حاکم تشنیع نماید و گاہ باشد کہ حاکم کثیر المراقبہ بود و این امر حاصل او بر میل از دلیل بنا بر مخالفت قال و قیل گردد پس در حضور مقلدین جزین فائدہ منفعتی دیگر غیر از خسران دنیا و آخرت متصور نیست۔

ہے۔ (چونکہ حضرت عمرؓ کا قول موجود تھا کہ حاکم محض اپنے علم کی بناء پر حدود کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس میں نواب نور الحسن اور حضرت عمرؓ کی آراء ٹکرا گئیں تو نواب صاحب نے اپنی رائے کو ترجیح دی اور حضرت عمرؓ پر برس پڑے۔ ناقل) فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کے قول کی وجہ سے حدود کی تخصیص کرنا کوئی پسندیدہ انصاف نہیں کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے اور عمرؓ کا اجتہاد دوسروں پر حجت نہیں اور اجماع کا دعویٰ بھی بے فائدہ دعاوی میں سے ایک دعویٰ ہے (ص 257) (۱)

**236-** آگے جا کر لکھتے ہیں، جو حاکم مقلد ہو اس کا حکم معتبر نہیں خواہ اس کا حکم درست ہو یا غلط کیونکہ درحقیقت وہ حاکم نہیں بلکہ اپنے امام کی رائے کا محکوم ہے حاکم تو مجتہد ہونا چاہیے وہ اپنے اجتہاد میں بہر صورت ماجرہ ہے خواہ اس کا اجتہاد درست ہو یا غلط۔ (ص 259) (۲)

**237-** اگر حاکم کو ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کا حکم کتاب و سنت میں نہیں اور وہ اپنی اجتہادی رائے کے ساتھ اس میں فیصلہ کر دے اس کا اجتہادی حکم حجت ہے اور اس کی

(۱)..... دال ست بر جواز حکم حاکم بعلم خود و ہذا ہوا الحق..... شک نیست کہ حاصل از مثل شہادت عدلین یا یمنین از ثقہ یا کول یا اقرار ہمین مجرد ظن حاکم ست فقط چہ جائز ست کہ گواہان دروغ گویند و حالف در سوگند فجو رکند و مقرر اقرار خود کاذب باشند و علم بجز مشاہدہ یا آنچہ قائم مقام اوست حاصل نمی شود و این اولی از ظن ست بلا نزاع..... ”و تخصیص حدود بقول حضرت عمرؓ پسندیدہ انصاف نیست چہ مقام از مجالات اجتہاد ست و اجتہاد وئے حجت بر غیر او نیست و دعویٰ اجماع از دعاوی لا طائل تحتہا ست۔

(۲)..... ”و حکم حاکم مقلد حجت نیست مصیب باشد یا خطی و خلاف قطعی کند یا ظنی زیرا کہ مقلد در حقیقت حاکم نیست بلکہ محکوم رائے امام خود ست حاکم باید کہ مجتہد باشد و وے در اجتہاد خود ماجرہ ست خواہ مصیب شود یا خطی۔

مخالفت جائز نہیں اور کوئی دوسرا حاکم اس حکم کو توڑ نہیں سکتا کیونکہ شارع نے اس مسئلہ میں جس کے بارے میں کتاب و سنت میں حکم نہ ہو مجتہد کو اجتہادی رائے میں آزاد کیا ہے اور مجتہد کی اجتہادی رائے اس پر دلیل ہے۔ (۱)

**سوال**۔۔ جب غیر مقلدین کو ہم کہتے ہیں کہ فلاں مسئلہ کتاب و سنت میں نہیں تو وہ فوراً کہتے ہیں کہ کیا کتاب و سنت ناقص ہے ہم بھی یہی پوچھتے ہیں کہ کیا اس مسئلہ کے بارے کتاب و سنت ناقص ہے؟ اور کیا اجتہادی رائے شرعی دلیل ہے؟ کیا مجتہد کا اجتہاد شرعی حجت ہے؟ اور کیا اس کی مخالفت جائز نہیں؟

(۱)..... اگر یہی مسئلہ چنانہ باشد کہ حکم حاکم مجتہد دران در کتاب و سنت نیست و وی با اجتہاد رای خود کا کرده پس حکمش حجت ست و مخالفتش روانیست و بیج حاکم رانقض آن حکم نمی رسد زیرا کہ شارع مجتہد را در اجتہاد رای در انچه حکمش در کتاب و سنت موجود نیست مطلق کرده۔

## بدور الالہ من ربط المسائل بالادلہ

(چودھویں کے چاند جن میں مسائل کوادلہ کے ساتھ مربوط کرنے کی روشنی ہے)  
 ہمارے اس پچھلے دور میں کتاب عزیر کے اوامر اور نواہی کا صرف نام ہے اور سنت مطہرہ  
 پر عمل کی صرف رسم باقی ہے اور اس فتنہ میں گرفتار ہونے والے وہ اہل علم ہیں جو ائمہ اربعہ  
 (چاروں ائمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہ السلام مقلدین ہیں جو  
 سوائے اختلاف اور جھگڑے کے دوسرا کوئی کمال نہیں رکھتے اور سوائے شکست و ریخت کے  
 کوئی کام نہیں جانتے۔ مگر یہ کہ اللہ ان کو بچالے (ص 3) (۱)

1:- نواب صدیق حسن خان نے تقلید و فقہ کی مذمت میں ایک شعر لکھا ہے۔  
 تقلید کے بت نے کہا میں تیرا ساتھی ہوں..... غمگین مت بیٹھ کہ میرا تیرا ہم مجلس ہوں۔  
 سنت بولی یہ کیا اسلام ہے؟..... خوش دل بیٹھ کہ تیرے عمل کے نقش بتانے والی میں ہوں۔  
 (ص 4) (۲)

2:- نیز فرماتے ہیں، اور تقلید کیسے روا ہو سکتی ہے کہ اللہ سبحانہ نے کسی ایک کو بھی ائمہ  
 مجتہدین میں سے کسی امام کی تقلید کا حکم نہیں دیا اور جس چیز کا ہم سے مطالبہ کیا ہے وہ یہ ہے  
 کہ قرآن و سنت کے ظاہر پر عمل کریں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔“ (ص 4) (۳)

(۱)..... ہمارے دور میں کہ مادرانیم از کار بستن با و امر و نواہی کتاب عزیز جزا ہی نما نہ و از اعتمال بسنت  
 مطہرہ جزا ہی باقی نیست تا منظور حق سبحانہ درین میان چیست و بیشتر گرفتاران دام این فتنہ اہل علم اندیرہ مقلدہ  
 ائمہ اربعہ ارجمند علیہم الرحمۃ کہ جزا ظہار خلاف وجدل کمالی دیگر حاصل ندارند و غیر از فکر خط و شکست دیگر کاروباری  
 آخر فنا سدالامن عصمہ اللہ۔

(۲)..... گفت آں بت تقلید قرین تو منم  
 غمگین منشی کہ ہن نشین تو منم  
 سنت گفتہ کہ ایں چہ اسلام بود  
 دلشاد نشین نقش غلین تو منم  
 (۳)..... ”و کیف کہ او سبحانہ ز نہار از احدی تقلید احدی از ایہہ باتفاق امہ نخواستہ و انچہ از ما طلب کردہ  
 پیروی ظواہر و نصوص سنت مستطاب ست پس بس۔“

**سوال**۔ قرآن وحدیث کی کس نص میں غیر مجتہد لوگوں کو اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرنے سے منع کیا گیا ہے؟ اور اس تقلید کو حرام اور شرک کہا گیا ہے؟ حدیث میں ہے ”لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الراکد ثم یغتسل فیہ“ تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب کر کے اس میں غسل نہ کرے۔ ابن حزم طاہری نے اس حدیث کے ظاہر کو لیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے پانی میں پیشاب کرنے سے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ پانی میں پیشاب کی دھار گرے۔ لہذا اگر کنارے پر پیشاب کرے اور وہ بہہ کر پانی میں چلا جائے یا پیشاب برتن میں کر کے پانی میں گرا دے یا پانی میں پیشاب نہ کرے بلکہ پاخانہ کر دے تو ان تینوں صورتوں میں اس پانی سے غسل اور وضو جائز ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کے خلاف نہیں ہے۔ کیا غیر مقلدین ظاہر حدیث کے اس عمل سے متفق ہیں؟ یا وہ اس کے منکر ہیں؟

3:- نواب صدیق حسن خان صاحب فقہ اور فقہاء کی فقہی واجتہادی رائے کی مذمت میں (ص 4) پر ایک شعر لکھتے ہیں؛

تا شد ز خرد شکفتگی حاصل تو شد سنگ ز بار فقہ آب و گل تو  
ایں حال نصیب ہچ مقہور مباد سر رشته رای شد نفس در دل تو

حتیٰ کہ عقل و رائے سے شکفتگی تیرا مقصود بن گیا۔ فقہ کے بھاری وجہ سے تیرا خاکی بدن پتھر ہو چکا ہے۔ نصیب کی اس حالت سے کبھی مغلوب نہ ہو کہ نفسانی رائے کے دھاگے کا سرا تیرے دل میں ہے۔

**سوال**:- کیا کسی حدیث میں فقہ کی مذمت کی گئی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے مجتہدین کی اجتہادی آراء کی مذمت کی ہے؟ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کے جواب ’اجتہد برأیی‘ پر شکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس پر اللہ اور اس کے رسول راضی ہیں اور مجتہد کی غلط رائے پر بھی ایک اجر کی بشارت ہے۔ 4:- نواب صاحب فرماتے ہیں علم شریعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو فقہاء

اور اہل فتویٰ کے ساتھ مختص ہے یعنی عبادات، عادات اور معاملات کے عمومی احکام۔ دوسری قسم ان لوگوں کے ساتھ مختص ہے جو مجاہدہ اور محاسبہ نفس میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر فقہاء نے فقہ اور اصول فقہ میں کتابیں مدون کر دیں اور طریق مجاہدہ کے لوگوں نے اپنے طریق کے مطابق کتابیں تحریر کر دیں۔ ان میں سے بعض نے ورع اور محاسبہ نفس پر کتابیں مدون کیں، جیسے قشیری کا رسالہ اور سہروردی کی عوارف اور ان جیسی دیگر کتب۔ امام غزالی رحمہ اللہ بحیاء العلوم میں علم شریعت کی دونوں قسموں کو جمع کیا ہے انہوں نے ورع کے احکام کے ساتھ اس طریق پر چلنے والے لوگوں کے آداب و سنن اور اصطلاحات کی تشریح کا اضافہ بھی کیا ہے حتیٰ کہ علم تصوف ایک مستقل علم کے طور پر مدون ہو گیا جب کہ اس سے قبل علم تصوف فقط ایک ذریعہ عبادت تھا اور اس کے احکام کتب و سطور سے حاصل کرنے کی بجائے صدور رجال سے حاصل کیے جاتے جیسے تمام علوم مدونہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ وغیرہ میں یہی طریقہ جاری تھا پھر بعد میں جب متاخرین کشف اور مخفیہ کے جاننے کی طرف متوجہ ہوئے تو طریقہ مجاہدہ بھی مختلف ہو گیا اور چونکہ یہ تمام امور وجدانیات کے قبیل سے ہیں لہذا دلیل کے ساتھ ان چیزوں کے قبول و رد کی بحث بے فائدہ ہے۔ پھر متاخرین نے کچھ خلاف شرع امور اختیار کر لئے جن کا فقہاء اور اہل فتویٰ نے خوب رد کیا۔ (ص ۶۵، ۶۶) (۱)

(۱)..... علم شریعت و صنف شد کیے مخصوص بفقہاء و اہل فتیاست کہ احکام عامہ در عبادات و عادات ز معاملات باشد دیگر مخصوص بقومیکہ قیام بمجاہدہ و محاسبہ نفس دارند و چون علوم مکتوب و مدون شد و فقہاء در فقہ و اصول و کلام و تفسیر و جز آن تالیف کیا کردند رجالی از اہل این طریقہ در طریق خود تخریر پر داخند بعض در ورع و محاسبہ نفس بر اقتداء در اخذ و ترک پہچو قشیری در کتاب رسالہ و سہروردی در کتاب عوارف و امثال ایشان و غزالی ہر دو امر را در احیاء فراہم آورد و با احکام ورع و اقتداء آداب و سنن قوم و شرح اصطلاحات در عبارات بیفزود و علم تصوف در ملت علمی مدون گردید و بعد از آنکہ طریقہ فقط عبادت بود و احکامش از صدور رجال تلقی میکردند چنانکہ در سائر علوم مدونہ از تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و جز آن ہمیں اتفاق افتادہ بعدہ عنایت قومی از متاخرین بسوی کشف حجاب و مدارک ماوراء منصرف شد و طرق ریاضت مختلف گردید و سخن از فرش تا عرش رسید و این ہمداز وجدانیات ست و قبولش بدلیل و برہان چیزی نیست..... باز متاخرین متصوفہ کہ سخن در کشف و ماوراء حس می کنند تو غل نمودند..... بسیاری از فقہاء و اہل فتیاست از برای رد برین متاخرین برخاستند



اور حق یہ ہے کہ یہاں چار بحثیں ہیں۔

(۱)۔ مجاہدات اور ان میں جو ذوقی اور وجدانی کیفیات حاصل ہوتی ہیں نیز ان ذوقی و وجدانی کیفیات کے حاصل کرنے کے لئے محاسبہ نفس کیا جاتا ہے انجام کار یہ ذوقی اور وجدانی کیفیات ایک روحانی مقام بن کر پختہ ہو جاتا ہے۔

(۲)۔ کشف اور عالم غیب کے امور کو جاننے کی حقیقت جیسے صفات ربانیہ، عرش، کرسی، ملائکہ، وحی، نبوت، روح اور ہر موجود و غائب کے حقائق اور وجدانی کیفیت سے باطنی اور روحانی احوال کی ترتیب۔

(۳)۔ احوال عالم میں تصرفات اور گونا گوں کرامات۔

(۴)۔ پیچیدہ موہوم الفاظ کا صدور جن کو یہ لوگ شطیحات کہتے ہیں۔

امراول کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور مجاہدہ و محاسبہ نفس کے ذریعہ ان ذوقی اور وجدانی کیفیات کا حصول بھی صحیح ہے اور ان کا حصول اور تحقیق عین سعادت کی بات ہے۔

امردوم بھی صحیح ہے برائیں نہیں ہے۔ اگرچہ بعض علماء کا اس کے انکار کی طرف میلان ہے یہ انکار کسی طور پر بھی صحیح اور حق نہیں ہے۔ ایسے امور صحابہ کرامؓ اور بہت سے اکابر سلف سے واقع ہوئے ہیں جو معلوم و مشہور ہیں۔

امرسوم کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس کے متعلق اکثر صوفیاء کی کلام متشابہات کے قبیل سے ہے کیونکہ یہ امور وجدانی ہیں اور وجدانی کیفیات سے محروم ان حضرات کے نزدیک، ذوقی کیفیات سے دور ہے اور ایسے الفاظ بھی نہیں کہ جن کے ساتھ ان کیفیات کو تعبیر کیا جاسکے۔ کیونکہ لغات کی وضع متعارف کے لئے ہے ان میں سے بھی اکثر محسوسات ہیں۔ سو مناسب یہ ہے کہ ہم ان کے کلام کے ساتھ تعرض نہ کریں بلکہ متشابہات کی طرح ان کو چھوڑ دیں اور جس کو اللہ تعالیٰ ان کلمات کا ظاہر شریعت کے موافق فہم عطا کر دیں وہ بڑا ہی سعادت مند ہے۔

چوتھے امر کے بارے میں انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ صوفیاء کرام محسوسات سے عالم غیب میں مستغرق ہو جاتے ہیں اس حالت میں ان پر واردات کا حملہ ہوتا ہے۔ پس اس حالت میں ان کی زبان سے وہ باتیں نکلتی ہیں جن کا ارادہ نہیں ہوتا اور ایسے اہل غیبت احکام شرع کے مخاطب بھی نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ مجبور اور معذور ہیں۔ جو شخص ان کی فضیلت اور اتباع دین کو جانتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ ان کے کلام کو اچھے معنوں پر محمول کرے۔ کیونکہ وجدانیات کو الفاظ کا جامہ پہنانا بہت مشکل ہے کہ ان کے لئے الفاظ وضع ہی نہیں کیے گئے۔

(ص ۶) (۱)

(۱)..... وقت آنے تک سخن بایشان در جار جای ست یکی در مجاہدات و در انچہ از اذواق و مواجید و محاسبہ نفس براعمال از برای استحصال این اذواق کہ انجام کار مقام می گردد حاصل میشود دوم در کشف و حقیقت مدرکہ از عالم غیب مثل صفات ربانہ و عرش و کرسی و ملائکہ و وحی و نبوت و روح و حقائق ہر موجود غائب یا شاہد و ترکیب اکوان از موجود آن سوم تصرفات در عوالم و اکوان بانواع کرامات چہرہ الفاظ موبہ در ظاہر کہ آن را شطیحات خونند و مردم در بیجا سہ قسم اند منکر و محسن و متاویل اما امر اول پس چیز است کہ احدی را در ان مدفع نیست و اذواق شان در ان صحیح ست و تحقیق بدان عین سعادت بود و پنجمین امر دوم صحیح غیر منکر ست اگر چہ میل بعض علما بسوی انکارش بود کہ این انکار از حق در چیزی نیست و انکارا شعر یہ بران کہ استاذ ابواسحاق اسفرائینی بدان احتجاج کردہ بی بر فرق میان تہدی و کرامت ست و قد وقع للمصحابہ واکا بر السلف کثیر من ذلک و ہو معلوم مشہور و اما امر سوم پس اکثر صوفیہ در ان نوعی از متشابہ ست بنا بر آنکہ وجدانی ست و فاقد الوجدان نزد ایشان از اذواق تصوف بر کران ست و لغات مودی دلالت بر مراد لہ نہا نمیشود زیرا کہ وضع لغت از برای متعارف ست و اکثرش محسوسات فہنی ان لا تعرض لکلامہ فی ذلک و مترکہ فیما ترکناہ من المبتدایہ و من رزقہ اللہ فہم شی من ہذہ الکلمات علی الوجہ الموافق لظاہر الشریعۃ فاکرم بہا سعادۃ۔ و اما الفاظ موبہ کہ امر چہارم ست پس انصاف در شان این قوم آنست کہ ایشان اہل غیبت اند از حس و واردات برایشان غالب پس تکلم می کنند با نچہ قصد آن نمی نمایند و صاحب غیبت غیر مخاطب ست و مجبور در امر خود معذور و ہر کہ فضل و اقتداء وی دانستہ شد حمل کلام او بر مقصد جمیل می باید کرد زیرا کہ عبارت از مواجد صعب ست بنا بر فقدان وضع الفاظ از برای آن۔

علم سلوک کی حقیقت یہ ہے کہ وجدانیت میں سے نفس کے لئے نافع اور مضر وجدانیت کو پہچاننا، اس کو علم الاخلاق اور علم تصوف بھی کہتے ہیں۔ مجمع السلوک میں ہے کہ تمام علوم میں اعلیٰ ترین علم حقائق اور روحانی و قلبی مراتب و احوال کو جاننا ہے۔ نیز معاملات اور طاعت میں اخلاص اور ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا، اس کو علم سلوک کہتے ہیں۔ جو آدمی اس میں غلطی کرے اس کو چاہئے کہ وہ صرف اور صرف کامل العرفان سالک سے پوچھے اور ہدایہ، وقایہ میں تلاش نہ کرے اور علم حقائق تمام علوم کا ثمرہ و منتہی ہے۔ جب سالک اس علم تک پہنچتا ہے تو وہ بحر بے کنار میں قدم رکھتا ہے۔ علم حقائق سے مراد علم قلوب اور علم معارف ہے۔ اس کو علم الاسرار اور علم اشارہ بھی کہتے ہیں۔ اس کا موضوع اخلاق نفس ہے۔ کیونکہ اس علم میں اخلاق نفس کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً حب دنیا ان کے قول کے مطابق حب دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ یہ ایک خلق ہے اخلاق نفس میں سے جس پر راس الخطایا کا حکم لگایا گیا ہے اور یہ حکم لگا کر تمام اخلاق رذیلہ کی بنیاد کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اسی طرح بغض دنیا تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ یہ بھی ایک خلق ہے اخلاق نفس میں سے جو خود نیکی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ ”تقرب خدا و وصول ببارگاہ جل و علاست“ اور اس علم کی غرض خدا تعالیٰ کا قرب ہے اور بارجاہ ایزدی تک رسائی ہے اور علم سلوک کے متعلق نفیس ترین کتابیں یہ ہیں۔ مدارج السالکین شرح منازل السائرین از حافظ ابن قیم اور متن از شیخ زکریا انصاری۔ دوسری کتاب احیاء علوم الدین از امام محمد بن محمد غزالی۔ لیکن اس سے مواد فاسدہ ساقط کر دینا چاہئے۔ بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ احیاء العلوم کا اکثر حصہ عمدہ ہے۔ لیکن چار طرح کا فاسد مواد ہے۔ مادہ فلسفیہ، مادہ کلامیہ، مادہ تربات الصوفیہ، مادہ احادیث موضوعہ۔ اسی طرح

ریاض الصالحین از امام نووی، فتحات الانس و حضرات القدس از عبدالرحمن جامی (ص 7) (۱)

**سوال** - کیا موجودہ دور کے غیر مقلدین علم تصوف کو علم شریعت کی قسم، روحانی مقامات اور ان کے لئے مجاہدہ نیز کرامات کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟ اگر مانتے ہیں تو علم تصوف کا انکار کیوں؟ اور کرامات شرک کیوں ہیں؟ نہیں مانتے تو نواب صدیق حسن خان کون ہوئے؟

(۱)..... علم سلوک معرفت نفس ست مالہا و ماعلیہا از وجدانیات و آرا علم اخلاق و علم تصوف ہم نامند در مجمع السلوک گفتہ اشرف علوم علم حقائق و منازل و احوال و علم معاملہ و اخلاص در طاعات و توجہ الی اللہ تعالیٰ از جمیع جہات ست و این را علم سلوک خوانند و ہر کہ در ان غلط کند باید کہ از ان غلط جزا سا لک کامل العرفان نہر سد و از ہدایہ و بز دوی و وقایہ و جز آن تجوید و علم حقائق شرہ جملہ علوم و غایت اوست و چون سا لک باین علم رسد در بحر یکتا را فتد و این علم قلوب و علم معارف ست و آرا علم اسرار و علم اشارہ ہم می گیند و موضوعش اعلاق نفس ست زیرا کہ بحث در ان از عوارض ذاتیہ اش میرود مثلاً حب دنیا در قول ایشان حب الدنیا را س کل خطیئہ خلقی از اخلاق نفس ست کہ بر ان حکم بر اس الخطایا بودن ز سر جملہ اخلاق رذیلہ نشان دادن کردہ اند و بچنین بغض الدنیا را س الحسنات خلقی از اخلاق اوست کہ بر ان حکم نیکی بودن و سر ہمہ عادتہای حسنہ آمدن نمودہ اند و غرض باین علم تقرب بخدا و وصول بہ بارگاہ جل و علاست انتہی مافی کشف اصطلاحات الفنون و انفس کتب درین باب کتاب مدارج السالکین شرح منازل السائرین ست شیخ از حافظ ابن القیم ست و متن از شیخ زکریا انصاری دیگر کتاب احیاء علوم الدین ست از امام محمد بن محمد غزالی لکن بعد از اسقاط مواد فاسدہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ گفتہ کلامہ فی الاحیاء غالبہ جید لکن فیہ اربع مواد فاسدہ مادہ فلسفیہ و مادہ کلامیہ و مادہ نزہات الصوفیہ و مادہ الاحادیث الموضوعۃ دیگر کتاب ریاض الصالحین نووی ست و این کتاب جامع اخلاق مصطفوی آمدہ و بر احادیث صحیحہ شریفہ مشتمل بودہ و در کشف الظنون نام بسیاری از کتب این قوم برودہ این جای ذکر آن نیست عبدالرحمن بن احمد جامی قدس سرہ در فتحات الانس و حضرات القدس۔

5:- صوفیاء سے مراد وہ کامل اور مکمل شخصیات ہیں جن کو کلام مجید و فرقان حمید میں مقربون، سابقون کہا گیا ہے اور جن کے اصحاب الیقین اور ارباب الیقین ہونے کا قرآن نے اشارہ دیا ہے اور اصطلاح میں کوئی مزاحمت اور جھگڑا نہیں۔ لیکن وہ جماعت جنہوں نے اپنی جداگانہ مخصوص رسوم و امتیازات قائم کر کے محض رسمی طور پر نام کے صوفی اور درویش بنے ہوئے ہیں وہ صوفیاء نہیں۔ اکابر طریقت اور اصحاب حقیقت کے نزدیک صوفیاء وہی لوگ ہیں جن میں وہ ظاہری امتیازات و رسوم اگرچہ نہیں پائی جاتیں مگر وہ عند اللہ اخلاص اور درجہ قرب کی وجہ سے مقربون اور سابقون میں شامل ہیں۔ ایسے لوگوں کو صوفی، سالک، عارف، واصل، کامل کہا جاتا ہے۔ اور تصوف کی حقیقت یہ ہے بغیر کسی رکاوٹ کے خدا رسیدہ ہونا اور نفس کا اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں فنا ہو جانا۔ ہر اچھی خصلت اپنے اندر پیدا کرنا اور بری خصلت کو نکالنا اور لوگوں کا یہ سمجھنا کہ اہل طریقت کے عقائد اہل شریعت سے جدا ہیں، غلط ہے بلکہ اس جماعت کے عقائد وہی ہیں جو تمام اہل حدیث اور اہل سنت کے عقائد ہیں اور اس تصوف کے شغل کی وجہ سے اعمال صالحہ کی برکات اور اعلیٰ و عمدہ حالات اس کے علاوہ ہیں۔ (ص 8) (۱)

(۱)..... مراد بصوفیہ درینجا کاملان مکمل اند کہ کلام مجید و فرقان حمید از ایشان بمقربان و سابقان عبارت میکند و اصحاب الیقین و ارباب الیقین اشارت می فرماید و لا مشاحۃ فی الاصطلاح و لا مزاحمتہ بین الغتباق و الاصطباح نہ جماعتی کہ بجز رسمی و مطلق اسی از دیگران متمیز و بدرویشی و فقر معنوی باشند چہ ہر کہ بدرجہ مقربان حضرت جلال و سابقان صفہ کمال رسید اکابر طریقتہ و اصحاب حقیقہ ہما نزاصوفی خوانند و سالک نامند و عارف دانند و واصل انکارند و کامل شناسند خواہ مترسم بود بر رسوم صوفیہ و خواہ نبود بلکہ اہل خصوص اکثر مترسمان زاصوفی نمی گویند بلکہ متشیبہ بصوفیان خوانند ”و حقیقت تصوف بودن ست بلا خدا بلا علاقہ و استرسال نفس ست با حق بر ہر چہ خواہد و در آمدن ست در ہر خوبی خوب و بر آمدن ست از ہر خوبی زشت، عامہ مردم دانند کہ اہل طریقت را اعتقادات جداگانہ ست از عقاید اہل شریعت و ایں خطاست بلکہ عقائد ایں طائفہ ہما معتقدات جملہ اہل حدیث و اصحاب سنت ست و رونق برکات اعمال صالحہ و حالات سنیدہ ایں شغل علاوہ ازاں و مزید بر آن۔

6 :- اس جماعت صوفیاء کا اس پراجماع ہے کہ جیسے اللہ سبحانہ کی ذات جسم، جوہر، عرض نہیں ہیں (ص 8) (۱)۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خان صفحہ 8، 9 پر پانچ جگہ لکھتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز پراجماع ہے۔ عجیب بات ہے کہ باپ اجماع کو مان رہا ہے جب کہ بیٹا نواب نور الحسن عرف الجادی ص 3 پراجماع کے حجت ہونے کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ کسی چیز پراجماع متحقق ہی نہیں ہوا۔ دونوں میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ جبکہ ہیں دونوں اہل حدیث۔

7 :- ائمہ کشف اور اکابر مشاہدہ کے نزدیک لفظ اسماء اور صفات دونوں ہم معنی ہیں (ص 8) (۲)۔  
8 :- سلاطین طریقت، اساطین حقیقت (صوفیاء کرام) جنہوں نے آفتاب نبوت سے انوار معرفت حاصل کیے ہیں اور حق تعالیٰ کی تعلیم اور رسول برحق کے پہچان کرانے کے ساتھ حقائق تک پہنچے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی صفات من وجہ عین ذات ہیں۔ عین ذات اس طرح ہیں کہ وہاں کوئی دوسری چیز موجود نہیں جو ذات کے مغایر ہو اور غیر ذات اس وجہ سے ہیں کہ ان کے مفہومات علی الاطلاق مختلف ہیں۔ (ص 8) (۳)

9 :- اس پراجماع ہے کہ انبیاء کے بعد تمام بشروں میں سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں، ان کے بعد عمر فاروقؓ، ان کے بعد عثمان ذی النورینؓ، ان کے بعد علی المرتضیٰؓ (ص 9) (۴)

(۱)..... این طائفہ را اجماع ست بر آنکہ صفات خداوند نیز جسم و جوہر و عرض نیست۔

(۲)..... وایں ہر دو لفظ کہ اسماء و صفات باشند ز دائمہ کشف و اکابر مشاہدہ دو لفظ مترادف ست در یک معنی

(۳)..... و سلاطین طریقتہ و اساطین حقیقتہ کہ از مشاکاتہ نبوت اقتباس انوار معرفت کردہ اند و بتعلیم حق و تعریف رسول برحق حقائق امور رسیدہ دانستہ اند کہ صفات حق از وجہی عین ذات ست و از وجہی غیر ذات عین ذات از اں وجہ ست کہ انجا موجودی دیگر نیست کہ مغایر ذات باشد و غیر ذات از اں وجہ ست کہ مفہوماتش علی الاطلاق مختلف ست۔

(۴)..... و اجماع کردہ اند کہ افضل از جملہ بشر بعد از انبیاء علیہم السلام ابو بکر صدیقؓ ست و بعد از وی عمر فاروقؓ و بعد از وی عثمان ذی النورینؓ و بعد از وی علی مرتضیٰؓ۔

**10:-** کمال ایمان یہ ہے کہ زبان کے ساتھ اقرار ہو، دل میں تصدیق ہو اور بدن کے ساتھ عمل ہو۔ جو زبان کے ساتھ اقرار نہ کرے وہ کافر ہے جو دل کے ساتھ تصدیق نہ کرے وہ منافق ہے اور جو عمل نہ کرے وہ فاسق ہے۔ وہ ایمان جو زبان کے اقرار کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اس میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی اور اعضاء کے ساتھ عمل میں کمی و زیادتی ہوتی ہے اور جو دل میں تصدیق ہے اس میں کمی نہیں ہو سکتی البتہ زیادتی ہوتی ہے (ص 9، 10) (۱)

**سوال :-** جب بے عمل فاسق ہے تو غیر مقلدین تارک صلوٰۃ کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ کیا ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے؟

**11:-** علماء اہل سنت والجماعت یعنی اصحاب حدیث، جماعت فقہاء، جماعت صوفیاء سب کے سب ان عقائد پر متفق ہیں جو ہم نے لکھے ہیں (ص 12) (۲)

**12 :-** روایت کے قبول کرنے میں راوی کے صدق و عدل کا اعتبار ہے خواہ وہ راوی مرچکا ہو یا زندہ ہو، روایت و رائے میں مجتہد ہو یا مقلد ہو (ص 13) (۳)

**سوال :-** غیر مقلدین کے نزدیک صحابہؓ کی رائے قبول نہیں کی جاتی تو کیا وہ صدق و عدل کے ساتھ متصف نہیں ہیں؟ بلکہ خود پیغمبر ﷺ کی رائے بھی حجت نہیں (طریق محمدی، ص 57) تو کیا معاذ اللہ وہ بھی صدق و عدل سے عاری ہیں؟ ان کی رائے غیر مقلدین کے نزدیک معتبر کیوں نہیں؟

(۱)..... و کمال ایمان اقرار ست بلسان و تصدیق ست بجان و عمل ست بارکان ہر کرا اقرار نباشد وی کافر ست و ہر کرا تصدیق نبود وی منافق ست و ہر کرا عمل نباشد وی فاسق ست ..... فاما ایمانی کہ باقار زبان تحقیق پذیر دران ہیچ از دیادی و نقصانی نیست و در عمل کردن بارکان زیادت و نقصان ہست و در تصدیق دل نقصانی نیست و از دیادی ہست۔

(۲)..... علماء مذہب سنت و جماعت کہ اصحاب حدیث و طائفہ فقہاء و طائفہ صوفیہ باشند بریں اعتقاد کہ نوشتہ شد اتفاق دارند۔

(۳)..... در قبول روایت اعتبار بصدر و ضبط راوی ست خواہ مردہ باشد یا زندہ و مجتہد بود یا مقلد در روایت یارای۔



13 :- اور جب کسی مسلمان پر بھی تقلید لازم نہیں۔ پس عبادت، معاملہ و عقیدہ میں رجوع ہوگا۔ کتاب عزیز اور سنت مطہرہ کی نص صریح اور اس کے عموم کی طرف ہوگا اور یہ دونوں بنیادی اصل (یعنی کتاب و سنت کی نص صریح اور عموم عام) عمل کے لئے بڑی سند ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے نسخ اور تخصص کی تحقیق لازم نہیں ہے۔ (ص 13) (۱)

**سوال :-** کیا منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے؟ کیا قرآن و سنت میں نسخ نہیں ہوا؟ اور کیا کتاب و سنت کے عموم میں تخصیص نہیں ہوتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ خلاف واقعہ ہے کیونکہ کتاب و سنت میں نسخ و تخصیص ہوئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر نسخ و تخصص کی تحقیق کیوں لازم نہیں؟

14 :- ہر چیز اصل کے اعتبار سے حرمت و نجاست کے حکم سے بری ہے اور ہر چیز میں اصل طہارت ہے۔ براءۃ اصلیہ اور طہارت اصلیہ کا حق یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی چیز کے نجس ہونے کا گمان کرے تو اس سے اس کے نجس ہونے کی دلیل کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ دلیل پیش کر دے تو نجس ہوگی جیسا کہ آدمی کے بول و براز اور لید کے نجس ہونے پر دلیل موجود ہے اور اگر وہ دلیل پیش کرنے سے عاجز ہو جائے یا ایسی دلیل پیش کرے جو حجت نہ بن سکتی ہو تو ہم پر واجب ہے کہ ہم اس براءۃ اصلیہ اور طہارت اصلیہ کے مقتضی پر پختہ رہیں یعنی اس کو پاک ہی سمجھیں۔ جیسا کہ حرام جانوروں کے پیشاب کے نجس ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں (جیسے خنزیر، کتا، گدھے وغیرہ کا پیشاب) اور حضرت جابرؓ کی حدیث

(۱)..... 'چوں تقلید لازم حال ہیچکی از مسلمان نیست پس عدول در عبادت و معاملات و عقیدت بسوائے نص صریح و عموم شامل از کتاب عزیز و سنت مطہرہ و عمل بایں ہر دو اصل اصیل و برہان جلیل بسندست طلب نسخ و تخصص لازم نیست۔



”لابأس ببول ما اكل لحمه“ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کے مفہوم سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس حدیث کی سند میں وضاع اور کذاب راوی ہیں اور براء بن عازبؓ کی حدیث ”ما اكل لحمه فلا بأس بسوره“ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں، اس حدیث کا محل نزاع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ محل نزاع ہے حرام جانوروں کا بول و براز۔ نیز ”انه كان لا يستنزه من البول“ کہ عذاب قبر کا سبب یہ ہے کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور ”استنزه من البول“ پیشاب سے بچو، یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ یہ انسانی پیشاب کے بارے میں ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث خاص ہے پیشاب کے بارے میں جبکہ دعویٰ عام ہے یعنی بول و براز دونوں کے بارے میں۔ لہذا اس سے حرام جانوروں کی لید اور گوہر کی نجاست پھر بھی ثابت نہیں ہوتی۔ (ص 14) (۱)

**نوٹ:**۔ معلوم ہوا حرام جانوروں کا پیشاب، گوہر، لید غیر مقلدین کے نزدیک پاک ہے۔

**15:**۔ تمام جانوروں کا پیشاب پاخانہ پاک ہے (ص 15) (۲)

(۱).....حق استصحاب براءۃ اصلية واصالت طهارت آنست کہ ہر کہ زعم نجاست عینے از اعیان کند مطابق شود بدلیل اگر ناہض گردد چنانکہ در نجاست بول و غائط آدمی و روشہ ست پس این دلیل حجت باشد و اگر عاجز گردد از آوردن دلیل یا چیزی بیارد کہ حجت بدان نمی است پس واجب بر ما وقوف بر مقتضای اصل و براءت ست و از اینجا شناختہ باشیکہ استدلال بمفہوم حدیث جابر و براء بلفظ لا بأس ببول ما اكل لحمه بر نجاست بول مالا یوکل لحمه در خور قیام حجت نیست چہ درین حدیث وضاعین کذابین اند و حدیث براء بلفظ ما اكل لحمه فلا بأس بسوره اگر بصحت رسد غیر دال باشد بر محل نزاع و استدلال قائلین نجاست ابوال و ازبال بر عموم بحدیث انہ کان لا یستنزه من البول و حدیث استنزه من البول غیر منہض ست اگر چہ این احادیث ثابت اند زیرا کہ مخصوص اند بر تقدیر عموم و مقید اند بر تقدیر اطلاق چہ در صحیح بلفظ من بولہ ثابت شدہ و باز این دلیل اخص از دعوی ست زیرا کہ در بارہ بول ست نہ در بارہ زبل۔

(۲).....بالجملہ جملہ ادلہ قائلین طہارت شئی خارج از سبیلین ماکول اللحم دال بر همان اصل ست کہ ذکرش رفت و این منافی طہارت شئی خارج از ہر دو سبیل غیر ماکول اللحم نیست۔

16 :- انسان کی منی کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں (ص 15)۔ (۱)

بلکہ نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں اہل حدیث کے نزدیک منی پاک ہے اور دھونے کا حکم استحباً ہے (و جوباً نہیں۔ ناقل) مگر منی کا کھانا درست نہیں اور حلال جانور کی منی (کا کھانا) حلال اور پاک ہے (لغات الحدیث ص 99، ج 4، کتاب م، مادہ منی)

17 :- مذی اور ودی ناپاک ہے لیکن اس پر محض پانی چھڑک دینے سے نجاست دور ہو جاتی ہے اور صرف پانی کے چھڑکنے پر اکتفا کرنا دلیل ہے اس بات پر کہ پانی کا چھڑکنا مذی کے ناپاک ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ نظافتاً کیونکہ چھڑکنے سے مذی زائل نہیں ہوتی دھونے سے زائل ہوتی ہے تو نظافت کیسے ہوگی؟ البتہ مذی کے ناپاک ہونے کے باوجود تخفیف کر دی گئی کہ صرف پانی کا چھڑک دینا کافی ہے (ص 15) (۲)

**سوال :-** سوال یہ ہے کہ جب مذی ناپاک ہے تو پانی چھڑکنے سے تو اور زیادہ نجاست پھیلے گی اور آلودگی بڑھے گی۔

18 :- نجاست خور گائے، بھینس وغیرہ کے گوشت کھانے سے اور اس کے دودھ پینے سے منی کی گئی ہے۔ لیکن اس منی سے یہ لازم نہیں آتا کہ نجاست خور جانور کا پیشاب اور گوبر بھی ناپاک ہو کیونکہ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں..... اور اگر کھائی ہوئی نجاست بعینہ نکل آئے تو وہ نجس ہے اور اگر دوسری صفت میں تبدیل ہو کر نکلے تو وہ ناپاک نہیں ہے کیونکہ حالت بدلنے کے بعد اس کی نجاست نہ نص سے ثابت ہے نہ قیاس سے اور نہ رائے

(۱)..... و در نجاست منی آدمی دلیل نیامده۔

(۲)..... دلیل صحیح بر وجوب غسل مذی و ودی قائم شدہ و این مفید نجاست این ہر دوست و لیکن مجرد نضح بر جامہ رافع نجاست اوست و در اینجا منی توان گفت کہ غسلش بنا بر استنقاء بود زیرا کہ مجرد آب پاشی مزیل عین مذی نباشد چنانکہ غسل مزیل اوست و از اینجا ظاہر شد کہ مضمح واجب ست و مذی نجس لکن در تطہیرش تخفیف کردہ شد۔

صحیح سے ثابت ہے (ص 15) (۱)

- 19 :- خمر کے نجس ہونے پر کوئی قابل اعتبار دلیل موجود نہیں اور آیت خمر میں جو ”رجس“ کا لفظ آیا ہے اس کا معنی ہے حرام۔ ناپاک ہونے والا معنی مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت مہیہ میں ہے ”فانہ رجس“ بے شک وہ رجس ہے تو رجس کا معنی ہے، حرام۔ اس کا معنی نجس نہیں۔ (یعنی مردار، خنزیر وغیرہ حرام ہیں پلید نہیں ہیں)۔ اسی طرح خمر آلود برتنوں کے دھونے کا حکم بھی خمر کے حرام ہونے کی وجہ سے ہے پلید ہونے کی وجہ سے نہیں ہے (ص 15) (۲)
- 20 :- کتے کا جھوٹا ناپاک ہے لیکن خود کتا اور اس کا گوشت وغیرہ پاک ہے (ص 16) (۳)
- 21 :- حدیث میں ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کا سات مرتبہ دھو داور مٹی کے ساتھ مانجو۔ اس کے متعلق نواب صدیق حسن خان اپنی رائے یوں لکھتے ہیں کہ ولوغ کلب والی حدیث (مذکورہ بالا) اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ کتے کا گوشت، ہڈیاں، خون، بال، پسینہ ناپاک ہے بلکہ یہ ناپاک ہونے والا حکم برتن میں کتے کے منہ ڈالنے کے ساتھ مختص ہے اور (نزل الابرار ص 101) میں ہے کہ کتے کا پیشاب، پاخانہ بھی پاک ہے (رہی یہ بات پھر برتن کو سات مرتبہ دھونے اور مٹی کے ساتھ مانجنے کا حکم کیوں ہے۔ اس کی حکمت ہمیں معلوم نہیں ہے) (ص 16) (۴)

- (۱)..... وچھین دلیل برنجاست بول ورجع جلالہ نیامدہ۔ وآنچہ آمدہ نہی از اکل جلالہ وشراب لبن اوست تا آنکہ جس کردہ شود واین نہی مستلزم نجاست رجع و بول جلالہ نیست..... اگر عین آنچیز کہ جلالہ خوردہ برآید آنرا حکم اصل باشد بنا بر بقاء عین و اگر خرویش بعد از استعمال آن عین بسوئے صفت دیگر باشد تا آنکہ از لون وریح و طعم ہیچ نماندہ پس وجہی از برای حکم نجاستش نیست نہ از نص و نہ از قیاس و نہ از رای صحیح۔
- (۲)..... ودر نجاست مسکر دلیلی کہ صالح تمسک باشد نیامدہ و مراد برجس در آیت خمر نہ نجس ست بلکہ حرام چنانکہ سیاق آیت مفید اوست وچھین در آیت مہیہ مراد برجس حرام باشد نہ نجس..... و استدلال برنجاست خمر بحدیث شستن آن و نہ ہای اہل کتاب کہ دران بادہ موشند و خوک پزند کما ینبغی نیست چہ مراد بغسل آیت مذکورہ از الہ اثر چیزی ست کہ اکل و شرب آن حرام ست۔
- (۳) (۴)..... و حدیث ولوغ کلب دال برنجاست تمامہ کلب از لحم و عظم و دم و شعر و عرق نیست بلکہ این حکم فقط مختص بولوغ اوست..... و حکمت شارع مارا معلوم نیست۔

**22 :-** خنزیر پاک ہے اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے اور قرآن میں ”رجس“ کا لفظ ہے اس سے خنزیر کے ناپاک ہونے پر دلیل پکڑنا درست نہیں۔ کیونکہ رجس کا معنی ہے حرام۔ اس کا معنی ناپاک نہیں ہے۔ نیز اس آیت میں مقصود یہ ہے کہ خنزیر کا کھانا حرام ہے خنزیر کا ناپاک ہونا بیان کرنا مقصود نہیں اور حرام اور نجس کے درمیان تلازم نہیں۔ کتنی ہے چیزیں ہیں جو حرام ہیں مگر ناپاک نہیں بلکہ پاک ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ہے کہ تمہاری مائیں تم پر حرام ہیں حالانکہ وہ پاک ہیں۔ اسی طرح مشرکین کو قرآن نے نجس کہا ہے حالانکہ ان کے جسم پاک ہیں (ص 16) (۱)

**نوٹ :-** اسی طرح خنزیر کا کھانا حرام ہے لیکن خنزیر ماں کی طرح پاک ہے۔

**23 :-** اور آیت میں مردار کو رجس کہا گیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ مردار ناپاک ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ خبیث ہے اس کا کھانا جائز نہیں البتہ احادیث صحیحہ سے میت کا ناپاک ہونا ثابت ہے اور میت خون والے جانوروں کا اور ان جانوروں کا جن میں خون نہیں (جیسے مکھی) دونوں ناپاک ہیں۔ رہا یہ سوال کہ جب مردار مکھی ناپاک ہے تو جس چیز میں مکھی گر کر مر جائے اس کا کھانا کیوں جائز ہے؟ اس کا نواب صاحب جواب دیتے ہیں ”لیکن اس چیز کے پینے کے جواز سے مردار مکھی کا پاک ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مری ہوئی مکھی کے ناپاک ہونے کے باوجود اس کے پینے کا جواز اس لئے ہے کہ اس میں کوئی

(۱)..... وچنین استدلال برنجاست خنزیر بلفظ رجس کما ینفی نیست چہ مراد بر رجس چنانکہ گذشت حرام ست نہ نجس و درود آیہ در تحریم اکل ست نہ در نجاست و میان تحریم و نجاست تلازم نیست بسیار ست کہ یک شیء حرام باشد و طہری بود چنانکہ در حرمت علیکم امہاتکم و نحو آن بودہ ست ..... و در آیہ انما المشرکون نجس اگرچہ تصریح نجس بودن کفار ست و لکن بادلہ دیگر این نجاست حکمی ست نہ حسی۔

نفرت کا پہلو نہیں یا اس لئے کہ اس سے بچنا مشکل ہے (ص 17) (۱)  
**24 :-** اگر ناپاک زمین پر چلنے سے کپڑے پر گندگی لگ جائے تو پاک زمین پر چلنے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے (ص 17) (۲)

**سوال** اس کو دھونے کی ضرورت نہیں رہی یہ بات کہ کپڑے پر ترنجاست لگ جائے تو پاک زمین پر چلنے سے وہ نجاست تو دور نہ ہوگی کپڑا کیسے پاک ہو جائے گا؟  
**25 -** اس کا نواب صدیق حسن خان جواب دیتے ہیں، ہم پر واجب ہے قول رسول کی اتباع اور امر رسول کی اطاعت، نیز اس قسم کے شکوک شیطانیہ اور توہمات فاسدہ کو پھینک دینا۔ کیونکہ یہ شکوک و توہمات ہماری آسان واضح اور روشن شریعت کے خلاف ہیں اور یہ دین میں غلو و افراط ہے جس سے نہی وارد ہوئی ہے (ص 17) (۳)

(۱)..... 'ودر آیت میہ راجس گفته مراد بداں چنانکہ گذشت نجس نیست بلکہ خبیث ست کہ اکلش روانہ و حدیث لاتشفعوا من المیۃ باہاب ولا عصب حدیث حسن ست منع از انتفاع پیکری از اہاب وعصب میہ دال بر نجاست اوست..... و این احادیث صحیحہ مقوی نجاست مطلق میہ ست..... و ہر چہ خون ندارد بچوگس شرب چیزی کہ در ان گس افتادہ جائز ست..... و لکن میان این جواز و طہارتش ملازمتی نیست چہ مینو اند کہ این جواز بنا بر عدم استفذاری یا تغذراحتراز از وقوع ذباب جراثیمہ باشد پس ظاہر آنست کہ مالا دم لہ حکم سائر حیوانات باشد در بارہ میہ..... نجاست مجموع میہ بدلیل متقرر شدہ۔  
(۲)..... 'ودر جامہ قدر رسیدہ کہ از رفتن بر زمین ناپاک قدر شدہ تطہیر بمرو برارض پاک آمدہ'۔  
(۳)..... 'و واجب بر ما اتباع قول و امتثال امر او و طرح شکوک شیطانیہ و توہمات فاسدہ ست زیرا کہ این شکوک و توہمات با آنکہ مخالف شریعت سمہ سہلہ بیضاء ست نیز غلو در دین ست و از غلو نبی آمدہ و نیز افراط ست۔

**سوال:** - حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر خشک نجاست پڑی ہے اس پر چلنے سے اگر خشک نجاست کا ٹکڑا کپڑے کے ساتھ اٹک جائے تو وہ آگے پاک زمین پر چلنے کے ساتھ گر جائے گا اس کو کپڑے دھونے کی ضرورت نہیں، مگر غیر مقلدین نے ترنجاست کا حکم بھی یہی سمجھ لیا اور اس ترنجاست کی وجہ سے کپڑے کے ناپاک سمجھنے کو شکیوک شیطانہ اور توہمات فاسدہ قرار دینا کج فہمی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ترنجاست کا حکم یہی ہے کہ پاک زمین پر چلنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے؟ اگر حدیث میں ترنجاست کی صراحت نہیں تو اس کو قول رسول ﷺ، امر رسول ﷺ اور شریعت مطہرہ قرار دینا کیا نبی ﷺ پاک پر جھوٹ نہیں ہے؟ اور جو اصل شرعی مسئلہ ہے یعنی ترنجاست کپڑے پر لگ جائے تو محض زمین پر چلنے سے کپڑے کے پاک نہ ہونے کو شیطانی شک اور توہم فاسدہ قرار دینا کیا یہ گمراہی نہیں ہے؟ کیا اہل حدیثی اسی کا نام ہے کہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا جائے اور شرعی مسائل کو شکیوک شیطانہ اور توہمات فاسدہ کہا جائے؟

**26:** - تمام جانوروں کا دودھ یا کسی خاص جانور کا دودھ ہو اس کے ناپاک ہونے پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں ہے اور دودھ ایسی جنس ہے کہ طبیعتیں اس سے نفرت نہیں کرتیں خواہ حلال جانوروں کا دودھ ہو یا حرام جانوروں کا دودھ ہو۔ (ص 18) (۱)

**سوال:** - غیر مقلدین کے نزدیک کتیا، خنزیری وغیرہ کا دودھ پاک ہے۔ تو اس پر کوئی حدیث پیش کریں؟

(۱)..... 'ودر حکم نجاست لبن علی العموم یا علی الخصوص اثار قی از علم نیست و نہ شیر از اس جنس ست کہ طباہ مستفد رش دار خواہ از ما کول بود یا غیر آں۔

**27 :-** خون حیض و نفاس کے سوا تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے اور دم مسفوح کے رجس ہونے سے مراد حرام ہونا ہے نہ کہ نجس ہونا اور خون حیض پر قیاس کرنا درست نہیں ہے (ص 18) (۱)

**28 :-** معدہ سے دفعۃً قے اٹھے اور منہ بھر کر قے آجائے تو اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور چونکہ سب اشیاء میں اصل طہارت ہے پس جب تک کوئی صحیح نقلی مضبوط دلیل اس کے نجس ہونے کی نہ ہو اس کو اپنی طہارت اصلہ سے نکالنا درست نہیں۔ (ص 18) (۲)

**29 :-** جانوروں اور بچوں کا پیشاب خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہے کیونکہ عہد نبوت میں صحابہ کرامؓ کا ان کو پاک کرنا اور ان کے ساتھ آلودگی سے بچنے کی کوشش کرنا سننے میں نہیں آیا۔ (ص 19) (۳)

**30 :-** نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسے یہ بتایا ہے کہ یہ چیز پاک ہے اور یہ چیز ناپاک ہے اور اس میں قول نبوی ﷺ کی اقتداء واجب ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان کو پاک کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں بھی اقتداء واجب ہے اسی کا نام شریعت ہے جس کی

(۱)..... استدلال برحسبیت دم مسفوح پیشتر گذشت کہ سوق آید از برائے تحریم ست نہ از برائے نجاست ..... پس این نوع از انواع! ون نجس ست و قیاس غیر آن بران صحیح نباشد چه از وادی قیاس مخفف بر مغلط ست (۲)..... ”و قے کہ دفعۃً از معدہ پری دہن برآید دلایل بر نجاستش نیامدہ واصل در ہمہ اشیاء طہارت ست پس تا نقلی صحیح کہ صالح احتجاج بود و معارض رائج یا مساوی نداشتہ باشد نقلش از ان طہارت نکند قول نجاست چیزے کما ینغنی نیست۔

(۳)..... ”طہارت بول بہائم و اطفال جفاف باشد چه از صحابہ در عصر نبوت تعرض بتطہیر اینہا و تحرز از مباشرتش مسموع نہ شدہ“

مخالفت حرام ہے اور حدیث میں بچے کے پیشاب میں پانی چھڑکنے کا حکم ہے اور مذی میں ایک چلو پانی چھڑکنے کی حدیث ہے لہذا ان کو اسی طریقہ سے پاک کریں اور اس کی طہارت میں شک شیطانی وسوسہ ہے (ص 19) (۱)

31 :- پانی تھوڑا ہو یا زیادہ نجاست گرنے سے اگر تغیر آجائے تو پلید ہوگا ورنہ پاک ہے پھر اگر متغیر ہونے کی وجہ سے نجس ہو گیا لیکن بعد میں یہ تغیر ختم ہو گیا تو پانی پاک ہے (ص 20) (۲)

**سوال :-** ایک گلاس پانی میں دو قطرے پیشاب ڈالنے سے تغیر نہیں آتا کیا غیر مقلدین اس کو پینے کے لئے تیار ہیں؟ 10 قطرے ڈالنے سے تغیر آ گیا پھر اس میں گلاس اور ملا دیا تغیر ختم ہو گیا تو کیا وہ پئیں گے؟ وضو کریں گے؟

32 :- خلاصہ یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے پانی طاہر و مطہر ہے پانی تھوڑا ہو یا زیادہ مستعمل ہو یا غیر مستعمل۔ (ص 21) (۳)

(۱)..... حدیث رش از بول غلام..... وحدیث رش مذی بکفی از ماء..... واجب برما اقتدای قول نبوی ست در آنکہ این شیء طاہرست و آن شیء نجس نہنن اقتداء در کیفیت رفع نجاست چہ ہر کہ مارا اخبار نجس یا متنجس بودن شیء کردہ ہماں کس طریقہ رفع نجاست و نہجار تطہیر آموختہ و بعد از اتیان بانچہ شارع بکیفیت تطہیرش شناسا ساختہ تشکیل در طہار تشکر دن و وسوسہ در پاکی آن نجس آوردن نزغہ از نزغات شیطان رجیم و بعضہ از نبضات دیلعین ست۔

(۲)..... ”و آب خواہ بسیار باشد یا اندک بوقوع نجاست نمی گردد تا آنکہ بعض اوصاف آن دگرگوں نشود مذہب حق و قول رائج ہمیں ست..... پس اگر بحالت قلت متغیر گردد متنجس شود و چون ایں تغیر نزد اجتماع برود طاہر گردد“

(۳)..... ”و حاصل آنکہ اصل آب طاہر و مطہرست کمتر باشد یا بسیار و مستعمل بود یا غیر مستعمل“



**سوال:** - لہذا اگر ایک لوٹا پانی ہو اس کے ساتھ پہلے ایک آدمی برتن میں وضو کرے پھر اسی مستعمل پانی سے دوسرا آدمی بھی برتن میں وضو کرے۔ اسی طرح تیسرا اور چوتھا حتیٰ کہ اس مستعمل پانی کے ساتھ جتنے آدمی چاہیں وضو، غسل کر سکتے ہیں۔

**33:-** قضائے حاجت کے وقت لوگوں سے چھپنا واجب ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس کا امر موجود ہے اور اصل امر میں یہ ہے کہ فعل مآ مور بہ واجب ہوتا ہے۔ جب کہ لوگوں سے دور جانا مستحب ہے نہ کہ واجب کیونکہ یہ محض آنحضرت ﷺ کا فعل ہے۔ اس کے ساتھ امر صحیح طور پر ثابت نہیں۔ (ص 22) (۱)

**سوال:** - اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک محض رسول اللہ ﷺ کا فعل ہو تو اس کی اطاعت واجب نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ امر وارد نہ ہو۔ لہذا رفع یدین، سینہ پر ہاتھ باندھنا، آمین جہراً، قراءۃ خلف الامام میں سے ہر مسئلہ پر نبی پاک ﷺ کا امر پیش کریں۔؟

**34:-** ڈھیلے کے ساتھ استنجاء کرنا واجب ہے کیونکہ اس کا امر بھی ہے اور اس کے ترک سے نہی وارد ہوئی ہے لیکن تین ڈھیلے سنت ہیں (ص 23) (۲)

**35:-** محض ڈھیلے کے ساتھ استنجاء کرنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ نجاست کا اثر دور نہ ہو۔ (ص 23) (۳)

(۱).....'تواری از مردم نزد قضای حاجت واجب ست زیرا کہ در حدیث بدال امر وارد شدہ واصل در امر وجوب فعل مآ مور بہ ست ..... و بعد از مذہب مردم مطلقاً مندوب ست نہ واجب زیرا کہ جز فعل آنحضرت ﷺ امرے دیگر درال بصحت نرسیدہ۔

(۲).....در استجمار آنست کہ کلوخ گرفتن واجب ست بنا بر اجتماع امر بدان ونہی از ترک آن ..... وایتار در استجمار سنت ست۔

(۳).....'بجز دا استجمار با جار طاهر میگردا اگرچہ اثرش نرود'

**36 :-** اگر دونوں شرمگاہوں یا ایک میں نجاست ہو اور استنجاء ہاتھ کے ساتھ کرنا ہو تو وضو سے پہلے استنجاء کرنا متعین ہے کیونکہ شرمگاہ کو ہاتھ لگانا ناقض وضو ہے (لہذا پہلے کیا ہو وضو ٹوٹ جائے گا) اور اگر ہاتھ کے علاوہ کسی دوسری چیز کے ساتھ (مثلاً برش کے ساتھ) دونوں شرمگاہوں یا ایک کا استنجاء کرنا ہو تو وضو کے بعد استنجاء کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ اس شرعی مسئلہ کو اہل تقلید کے ذہن قبول نہیں کرتے اور ان کے دل اس پر راضی نہیں ہوتے لیکن ہم پر واجب ہے کہ ہم حق کو واضح کریں اور باطل چیز جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اس کو باطل کریں۔ (ص 25) (۱)

**سوال :-** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی میں کبھی اس طرح کیا ہے؟

**37 :-** اور لگاتار وضو نہ کرنا بدعت ہے..... پس وضو کرتے ہوئے درمیان میں وقفہ کرنا مردود ہے اور وقفہ کنندہ بدعتی ہونے سے خالی نہیں اور عبد اللہ ابن عمرؓ کے وقفہ کرنے والا عمل بطور دلیل قبول کرنے کے لائق نہیں۔ کیونکہ صحابی کا کردار اگرچہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو پھر بھی حجت نہیں ہے۔ (ص 28) (۲)

**سوال :-** ابن عمرؓ اپنے اس عمل کی وجہ سے بقول نواب صدیق حسن خان بدعتی ہوئے تو سوال یہ ہے کہ اس بدعتی کی روایات حجت ہوں گی یا نہیں؟ اور کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ صحابی کا کردار حجت نہیں ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک صحابی کی ناخن کے برابر جگہ

(۱)..... ”اگر نجاست یا ہر دو یا یکے از دو فرج باشد تقدیم غسل متعین ست زیرا کہ مس فرج از نواقض وضو ست اگر بدست باشد و اگر شستن آں بغیر دست باشد از آں بعد از وضو از ہر دو فرج یا از یکے لا باس یہ ست..... ہر چند ایں معنی را اذہان اہل تقلید پذیرا نکند و خاطر ایناں ہاں رضا ندید لکن واجب بر ما ایضاً حق و ابطال چیزے ست کہ دلیلی براں قائم نکشتہ“

(۲)..... ”وترک ولا در وضو بدعت ست..... پس تفریق ردست بر فاعل آں ووے غیر خالص ست از مبتدع بودن و فعل ابن عمر تمسک نیز دوزیرا کہ کردار صحابی حجت نباشد اگرچہ بصحت رسد“

خشک رہ گئی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”احسن وضوء ك“ اپنے وضو کو سنوارئیے یعنی اپنے وضو کو کامل کیجئے اور اگر مطلب یہ کہ پورا وضو سنوار کر دوبارہ کیجئے تو پورے وضو کو دہرانے کا حکم استحباً ہے وجوباً نہیں۔ اگر صرف خشک جگہ کے دھونے پر اکتفا کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وضوء میں لگا تار اعضاء وضو کو دھونا فرض نہیں اگر درمیان میں کچھ وقفہ ہو جائے تو وضو ہو جاتا ہے جیسا کہ اس عضو کے کچھ حصے کو پہلے دھویا اور باقی حصہ کو بعد میں دھویا۔ یہ مفہوم صحابی رسول حضرت ابن عمرؓ نے سمجھا اور اسی وجہ سے انہوں نے بیان جواز کیلئے ایک موقع پر موالات (لگا تار) کے بغیر وضو کیا۔ جبکہ غیر مقلد نواب صدیق حسن خان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ پورے وضو کو سنوار کر کرنا فرض ہے کیونکہ یہ لگا تار وضو نہیں رہا بلکہ درمیان میں وقفہ ہو گیا، جبکہ لگا تار وضو کرنا فرض ہے۔ غیر مقلد نواب صدیق حسن خان کا فہم حضرت ابن عمرؓ کے فہم سے ٹکرا گیا تو انہوں نے اپنے فہم کو فہم صحابی پر ترجیح دی۔ ترجیح دے کر اپنے سمجھے ہوئے مفہوم و مطلب کا نام رکھا حدیث رسول اور اس سے جو مسئلہ سمجھا وہ بھی عین حدیث ہے۔ جبکہ حضرت ابن عمرؓ کا سمجھا ہوا مفہوم اور اس کی بنیاد پر حضرت ابن عمرؓ کا مسئلہ اور اس پر عمل، وہ بن گیا فعل صحابی۔ پھر فیصلہ سنا دیا کہ حدیث کے مقابلے میں فعل صحابی حجت نہیں۔ مسلک صحابی اور مسلک وہابی میں مقابلہ کے وقت اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک فہم وہابی کے مقابلہ میں فہم صحابی اور مسلک وہابی کے مقابلہ میں مسلک صحابی مقدم ہے۔

38 :- صرف پہلو کے بل لیٹ کر نیند کرنا ناقض وضو ہے۔ اس کے علاوہ نیند کی دوسری صورتیں ناقض وضو نہیں (ص 29) (۱)

(۱)..... درنوم حدیث العین وکاءالہ مرفوعا وارد شدہ لیکن مراد نوم مضطج ست نند دیگری۔

39 :- حالت جنابت میں قرآن کریم پڑھنا مکروہ ہے حرام نہیں۔ (ص 30) (۱)

40 :- جنبی آدمی کے لئے قرآن کریم کا لکھنا اور ہاتھ لگانا منع نہیں۔ (ص 30) (۲)

41 :- وجوب غسل کا دوسرا سبب حشفہ کا چھپنا ہے فرج میں جو بھی فرج ہو (خواہ انسان کا

فرج ہو یا حیوان کا) اور انزال شرط نہیں۔ (ص 30) (۳)

**سوال:** - یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ ذرا وہ پڑھیں۔

42 :- غسل جنابت میں مردوں کے لئے بال کھولنا ضروری نہیں عورتوں پر قیاس

کرتے ہوئے۔ (ص 31) (۴)

43 :- خلاف سنت بے ترتیب غسل کرنا جائز ہے کہ یہ سنت ثابتہ غیر واجبہ ہے۔

(ص 31) (۵)

**سوال:** - کس حدیث میں یہ فرق بتایا گیا ہے کہ وضو میں ترتیب فرض ہے اور غسل میں

فرض نہیں ہے؟

44 :- غسل عیدین کے بارے میں سوائے ضعیف حدیث کے کوئی صحیح دلیل موجود

نہیں۔ (ص 32) (۶)

(۱)..... ”جنابت مانع قراءۃ کتاب عزیز ست لیکن احادیث واردہ درین باب کہ بعضش مقوی بعض ست مفید کراہت ست نہ تحریم“

(۲)..... ”ودلیلے دال بر منع از کتابت و بر منع از مس مصحف نیامدہ“

(۳)..... ”و دیگر تواری حشفہ ست در ہر فرج کہ باشد و انزال شرط نیست“

(۴)..... ”در نقض شعر راس رجل دلیلے نیامدہ..... و زنان شقائق رجال اند“

(۵)..... ”خواہ غسل اسفل بدن را مقدم بر اعلیٰ کرد یا بالعکس و خواہ میامن را بر میاسر تقدیم داد یا بالعکس نمود“

(۶)..... ”و در بارہ غسل عیدین جز حدیث ضعیف..... کدام دلیل صحیح نیامدہ“

**سوال**۔ غیر مقلدین کے نزدیک عید کے دن غسل کرنا سنت یا بدعت؟ ثواب ہے یا گناہ؟

**45:**۔ یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کے غسل کے بارے فاکہ بن سعد کی حدیث ہے جو ابن ماجہ میں ہے وہ موضوع ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث جو مسند دیلمی میں ہے اس کی سند تاریک ضعیف ہے اور جو مؤطا میں وقوف عرفہ کے لئے غسل کی حدیث ہے اس کے ساتھ جت نہیں پکڑی جاسکتی کہ وہ ابن عمرؓ صحابی کا فعل ہے۔ (ص 32) (۱)

**سوال:**۔ اے غیر مقلدو! ذرا بتاؤ تو سہی اگر محدثین کسی حدیث کو صحیح کہہ دیں تو قابل عمل بن جاتی ہے اور اگر کسی حدیث پر عمل کر کے دکھا دیں تو وہ قابل جت اور قابل عمل کیوں نہیں ہوتی؟ کیا محدثین کا درجہ تمہارے نزدیک صحابہؓ سے زیادہ ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ ایک حدیث پر صحابہؓ عمل کرتے رہے ہوں جب محدثین اس کو ضعیف کہہ دیں تو اس کو رد کر دینا؟ اگر محدثین کی گواہی کی وجہ سے حدیث صحیح بن جاتی ہے تو صحابی کی عملی شہادت کی وجہ سے حدیث کیوں صحیح نہیں بن سکتی؟

**46:**۔ احرام کے لئے غسل نبوی کی حدیث ضعیف ہے۔ (ص 32) (۲)

**سوال:**۔ لاکھوں حج و عمرہ کرنے والے مسلمان جو احرام کے لئے غسل کرتے ہیں وہ اس ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتے ہیں یا نہیں؟ احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے یا بدعت؟

(۱)..... در حدیث دیگر فاکہ بن سعد غسل روز عرفہ افزودہ و در سندش یوسف بن خالد سہمی کذاب و وضاع ست پس ایراد ابن ماجہ چنین حدیث را در سنن خود محل عجب ست و حدیث ابی ہریرہؓ در غسل عرفہ کہ نزد دیلمی ست اسنادش مظلم ست ”و آنکہ از ابن عمر در مؤطا غسل عرفہ بناء بر وقوف آمدہ حجت بذاں قائم نیست زیرا کہ فعل صحابی ست۔“

(۲)..... ”وثبوت غسل نبوی از برائے احرام بحدیث ضعیف آمدہ“

47 :- اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونے کے لئے غسل ابن عمرؓ سے ثابت ہے لیکن وہ حضرت ابن عمرؓ پر موقوف ہے مرفوع حدیث نہیں اس لئے حجت کے لائق نہیں۔ (ص 32) (۱)

48 :- اور آگے جا کر لکھتے ہیں کعبۃ اللہ، قبر نبوی، بیت المقدس، مسجد قبا اور دوسرے انبیاء کی قبور کے لئے غسل ثابت کرنا ظلمات یعنی بدعات ہیں۔ (ص 32) (۲)

نوٹ :- سوال یہ ہے کہ ہر سال جو حج کے موقع پر خانہ کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یہ بدعت ہے یا نہیں؟ اس سے سعودی علماء اور سعودی حکومت بدعتی بنتی ہے یا نہیں؟

49 :- اور اگرچہ گردن کے مسح کے بارے کوئی حدیث حسن یا صحیح نہیں مگر ابن حجرؒ تلخیص الجہیر میں ایسی احادیث لائے جو درجہ حجت کو تو نہیں پہنچتیں لیکن اور وہ احادیث اس بات کا فائدہ دیتی ہیں کہ مسح رقبہ کی اصلیت ضرور ہے ایسا نہیں جیسا کہ نووی نے کہا کہ مسح رقبہ بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے اور ابن قیمؒ زاد المعاد میں اور مجد الدینؒ سفر السعادة میں جو کہا ہے کہ مسح رقبہ کے بارے کوئی حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچتی یہ بات مسلم ہے لیکن حدیث کے قابل حجت ہونے کے لئے صحیح ہونا شرط نہیں بلکہ حدیث حسن بھی قابل حجت ہوتی ہے اسی طرح ہر حدیث ضعیف جس کی سندیں متعدد ہوں وہ حسن لغیرہ ہوتی ہے (اور وہ حجت ہوتی ہے) بشرطیکہ حدیث صحیح کے معارض نہ ہو (ص 28) (۳)

(۱)..... ”واذ برائے دخول کعبۃ اذ فعل ابن عمر ثابت شدہ مرفوع نیست کہ نجات ارز د“۔ (۲)..... ”واثبت غسل از برائے کعبہ و مدینہ و قبر نبیؐ بلکہ قدس و مسجد قبا و قبور دیگر انبیاء ظلمات بعضہا فوق بعض ست“

(۳)..... ”اگرچہ در مسح رقبہ حدیثی کہ موصوف بصحت یا حسن بود نیامد مگر ابن حجر در تلخیص احادیث غیر بالغ بدرجہ احتجاج آورده و آں مفید فی الجملہ اصلیت اوست نہ چنانکہ نووی گفتہ کہ مسح رقبہ بدعت ست و حدیثش موضوع و آنکہ ابن القیم در ہدی و مجد الدین در سفر السعادة گفتہ اند کہ در مسح رقبہ البتہ حدیثی بصحت نزیدہ انتہی پس مسلم ست و لکن در ہر صالح احتجاج صحت مشترط نباشد بلکہ حسن صالح حجت ست و ہمچنین ہر حدیث ضعیف کہ کثرت طرقش موجب قوۃ گرد و پس از قسم حسن لغیرہ باشد بشرطیکہ معارض حدیث صحیح نبود“

50 :- اگر کسی آدمی نے وضو یا غسل کی جگہ تیمم کیا بعد میں بقدر ضرورت پانی مل جائے تو اس پر وضو یا غسل کرنا لازم نہیں اور بعض روایات میں پانی ملنے کے بعد جنبی آدمی کو جو غسل کرنے کا حکم ہے اس سے مراد غسل بدن نہیں بلکہ بدن اگر نمی وغیرہ کی وجہ سے آلودہ ہو تو اس آلودگی کا دھونا مراد ہے۔ (ص 35) (۱)

**سوال :-** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

51 :- جنبی آدمی نے تیمم کیا بعد میں پانی مل گیا تو اس پر غسل فرض نہیں (ص 35) (۲)

52 :- ایک آدمی نے تیمم کیا پھر بعد میں اس کو پانی مل بھی گیا تو تیمم والی طہارت ختم نہیں ہوئی۔ فرماتے ہیں ”اور پانی کے پائے جانے کی وجہ سے تیمم کے ٹوٹنے کا حکم سینہ زوری اور حق کو رد کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ (ص 35) (۳)

**سوال :-** جناب! ذرا حدیث پیش کیجئے کہ تیمم کرنے کے بعد اگر پانی مل جائے تب بھی وہ تیمم باقی رہتا ہے؟ کیجئے ہمت۔

53 :- پس پلید بدن کے ساتھ نماز پڑھنے والا گناہ گار ہے اور اس کی نماز باطل نہیں ہے یہی حکم ہے ستر عورت کا کہ ادلہ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نماز اور غیر نماز میں ستر عورت واجب ہے لیکن اگر ستر کھلا ہو تو نماز باطل نہیں ہے۔ (ص 38) (۴)

**سوال :-** یہ کس آیت اور کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

(۱) (۲)..... ونیست اعادہ بروے نزد وجود آب بقدر کفایت خواہ ایں تیمم بدل وضوء کردہ باشد یا بدل غسل و آنکہ در بعض روایات جب را امر بغسل نزد یافتن آب آمدہ پس مراد بدار نہ رفع نفس جنابت ست ..... بلکہ مراد شستن تلوٹ از بدن ست کہ از آثار جنابت باشد۔

(۳)..... وقول بانقاضش بوجود آب..... رد ما هو الحق بصدر و نحو پیش نیست۔

(۴)..... ”پس مصلیٰ بانجاست بدن آثم ست و نمازش باطل نیست و نجسین ادلہ صحیحہ دال بروجوب ستر عورت در نماز و در جز آں ست نہ بر شرطیت“

54 :- اگر عورت تنہا یا عورتوں کے درمیان یا شوہر کے ساتھ یا دوسرے محارم کے ساتھ بالکل برہنہ ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ فرماتے ہیں ”اگر عورت تنہا یا دوسری عورتوں کے ساتھ یا شوہر کے ساتھ یا دوسرے محارم کے ساتھ بالکل برہنہ حالت میں نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اور عدم صحت کا قول درست نہیں ہے“ پھر عورت کے ستر ڈھانپنے کی دو دلیلوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ بے شک اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے قبول نہیں کرتا یہ موقوف مرسل ہونے کی وجہ سے دلیل نہیں بن سکتی۔ اسی طرح حدیث ام سلمہؓ کہ کیا عورت صرف قمیص اور دوپٹے میں نماز پڑھتی ہے؟ یعنی یہ ام سلمہؓ کا اپنا قول ہے جو حجت کے لائق نہیں ہے چلو میں نے تسلیم کیا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث حجت ہے کہ بالغ عورت کی نماز سر ڈھانپنے بغیر درست نہیں لیکن سر کے علاوہ باقی بدن کو بھی عورت ڈھانپنے وہ اس حدیث میں موجود نہیں ہے (ص 39) (۱)

**سوال :-** کیا منظر ہوگا جب غیر مقلدین عورتیں سر ڈھانپ کر برہنہ بدن نماز پڑھیں گی؟

55 :- صحت نماز کے لئے اٹھائی ہوئی چیز اور پہنے ہوئے کپڑوں کے پاک ہونے کی شرط مناسب نہیں ہے۔ رہی یہ حدیث کہ جبرئیلؑ کے خبر دینے سے رسول اللہ ﷺ نے گندگی کی وجہ سے نماز میں جوتی اتار دی یہ بھی نماز میں طہارت کے شرط ہونے کی دلیل نہیں وجہ یہ

(۱)..... واما آنکہ نماز زن اگر چہ تنہا یا بازناں یا با شوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلمست و عایت آنچہ درین باب آمدہ حدیث عائشہ ان اللہ لا یقبل صلاۃ حائض الا بخمارست و این موقوف مرسلست و پنجمین حدیث ام سلمہؓ درین باب کہ اتصلی المرأة فی درع و خمار الخ باشد قول اوست پس نکتہ نیرزد..... ”وگرتیم کہ حدیث عائشہ حجت است پس غایتش آنست کہ نمازش جز پوشیدن سر درست نباشد و لیکن آنچہ زیادہ بریں قدر باشد خود در اں موجود نیست۔“



ہے کہ یہ محض رسول اللہ ﷺ کا فعل ہے جس سے وجوب بھی ثابت نہیں ہوتا تو شرط ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے (ص 39) (۱)

اس میں تین مسئلے بیان ہوئے۔

- (1) سرپرگندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔
  - (2) نجس کپڑوں میں قصداً بلا عذر نماز پڑھے تب بھی نماز صحیح ہے کہ صحت نماز کے لئے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔
  - (3) محض پیغمبر ﷺ کے فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ حکم نہ کرے۔
- 56 :-** غصب شدہ کپڑے میں نماز جائز ہے اگرچہ غاصب ڈبل گناہ گار ہے ایک تو غصب کی وجہ سے دوسرا غصب والے کپڑے میں نماز پڑھنے کی وجہ سے جب کہ حکم اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح ریشمی کپڑے میں نماز پڑھنا حرام ہے لیکن اس کی اور غاصب کی نماز کا باطل ہونا دلیل سے ثابت نہیں۔ (ص 39) (۲)

**سوال :-** ان دونوں مسئلوں پر صریح آیت یا حدیث پیش کریں؟

**57 :-** بغیر چادر اوڑھے اکیلے پا جامہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ اس کی حدیث کی سند پر اعتراض ہے لیکن اس کے باوجود حجت ہونے کے قابل ہے۔ (ص 39) (۳)

- (۱) ..... ”وطہارت محمول ولبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینفی نیست خلع نعل از آنحضرت ﷺ در نماز بنا بر تقدیر باخبار جبرئیل علیہ السلام مجرد فعل ست دلالت بر وجوب ندارد تا بشرطیت چہ رسد“
- (۲) ..... ”و نماز در جامہ مغضوب جائز ست اگرچہ غاصب با اثم غصب، اثم دخول در نماز بانچہ مأ مور بخلاف آن بود ضم کردہ پنجمین نماز گذاردن در جامہ ابریشم حرام ست لیکن بطلان نمازش و نماز غاصب جامہ محتاج دلیل ست“
- (۳) ..... ”و در تہا سراوئل بے رد نماز مکروہ باشد اگرچہ در سند حدیثش مقال ست و لیکن صالح احتجاج ست“

**سوال -** کیا ضعیف حدیث حجت ہو سکتی ہے؟ بدن چھپانے کے لئے تو ضعیف حدیث یعنی حدیث عائشہؓ حجت نہیں لیکن بدن کو کھلا رکھنے کے لئے یہ ضعیف حدیث کیوں حجت کے لائق ہے؟

58 :- غصب شدہ جگہ میں نماز صحیح ہے غصب شدہ جگہ میں نماز کی عدم صحت پر کوئی دلیل نہیں اگرچہ غصب گناہ ہے اور غاصب گناہ گار ہے۔ (ص 40) (۱)

**سوال :-** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

59 :- سات جگہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے 1- گوبر کا ڈھیر 2- ذبح خانہ 3- مقبرہ 4- راستہ کے درمیان 5- غسل خانہ 6- اونٹوں کا باڑہ 7- بیت اللہ کی چھت ..... اگرچہ اس کی سند پر اعتراض ہے پھر بھی حجت بن سکتی ہے۔ (ص 40) (۲)

60 :- تصویر پر اور تصویر والے مکان میں نماز منع نہیں فرماتے ”حیوان کی کامل تصویر پر اور تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنے سے شارع نے منع نہیں کیا لیکن صحیح اور قطعی دلائل سے تصویر کی حرمت ثابت ہے اور سختی کے ساتھ تصویر سے منع کیا گیا ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔ (ص 40) (۳)

**سوال :-** اس نماز کی صحت و جواز پر کوئی صریح حدیث پیش کریں؟

- (۱)..... ”وَدَلِيلُهُ بَرْدُ صِحَّةِ نَمَازٍ فِي مَكَانٍ مَغْصُوبٍ نِيَامُهُ أَوْ غَرَضُهُ ثَمَّ أَوْ أَثَامُهُ سِتْرٌ وَغَاصِبٌ آثَمٌ“
- (۲)..... ”وَازْ نَمَازِ دَرْ نَفْتِ مَوْطِنِ نَهِي آمَدَهُ وَآلِ مَزْبَلَةٍ وَمُجْزَرَةٍ وَمَقْبَرَةٍ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَحَمَامٍ وَاعْطَانٍ وَفَوْقِ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ سِتْرٌ وَدَرَسْنَدِشِ مَقَالِ سِتْرٌ وَلَكِنْ صَالِحِ اسْتِدْلَالٍ بَاشَدِ۔“
- (۳)..... ”وَدَرْ مَنَعِ ازْ نَمَازِ بَرْتَمَالِ حَيَوَانَ كَامِلِ وَدَرْ مَكَانِ كِهْ آنْجَا تَصْوِيرِ بَاشَدِ چِزِیْ اَزْ شَارِعِ نِيَامَدَه لَكِنْ اِدْلَه صَحِيحْ قَاضِي تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ سِتْرِ وَاِزْ اَنْبِي شَدِيدِ آمَدَه وَبَرَا وَعِيدِ سِتْرِ وَارْدِ گَشْتِه ۔“

61:- نماز کے جواز و صحت کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں فرماتے ہیں ”نماز کی جگہ کا پاک ہونا واجب ہے لیکن نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں (یعنی اگر ناپاک جگہ نماز پڑھ لے تو نماز صحیح ہوگی) اور وجوب کی دلیل سے شرط ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ (ص 40) (۱)

62:- نماز کھلے میدان میں پڑھی جائے یا مسجد و مکان میں، ہر جگہ آگے سترہ رکھنا واجب ہے (ص 41) (۲)

63:- جس نے غلبہ ظن کے ساتھ قبلہ جانب کا تعین کر کے نماز پڑھی بعد میں پتہ چلا کہ قبلہ اس جانب نہیں تو اس نماز کا اعادہ واجب نہیں ”حضرت عامر بن ربیعہؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن قرآن کی آیت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اسکی مؤید ہے اس لئے حجت ہے۔ (ص 41) (۳)

**سوال:-** رفع یدین اور قراءۃ کے مسئلہ میں یہ اصول جاری کیوں نہیں کرتے؟

64:- احادیث صحیحہ میں صراحت ہے کہ نماز عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک اور نماز فجر کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنا حرام ہے۔ (ص 44) (۴)

**سوال:-** جب حرام اور منع ہے غیر مقلدین ایک ضعیف حدیث کی وجہ سے نماز فجر کے بعد اسی وقت سنتیں کیوں پڑھتے ہیں؟

- (۱)..... وطہارۃ مکان نماز واجب ست شرط صحت نماز نیست..... ودلیل وجوب مثبت شرطیت نباشد۔
- (۲)..... وسنت اتخاذا سترہ ثابت ست با حدیث صحیحہ کثیرہ و تخصیص مشر و عمتیش بفضا و جہی ندارد چہ اذ لہ اعم از فضا آمدہ اند۔
- (۳)..... و ہر کہ بعد از تحری قبلہ خطی شد و نماز بجانب غیر قبلہ گذارد بروی اعادہ آن نماز واجب نیست نہ در وقت و نہ بعد از ان و حدیث عامر بن ربیعہؓ و حدیث جابرؓ براں دلالت دارد اگرچہ سندش ضعیف ست و نزول آیۃ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ از برائے آں شدہ و مؤید اوست۔
- (۴)..... ”و در احادیث صحیحہ تصریح نمایی از نماز بعد از نماز عصر تا آنکہ مہر فرو رود و بعد از بامداد تا آنکہ آفتاب برآید و ظاہر نمایی تحریم ست“

65 :- اوقات مکروہ (یعنی طلوع، غروب، نصف النہار، بعد نماز فجر، بعد نماز عصر) میں تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے بلکہ ان اوقات میں مسجد میں داخل ہونے سے پرہیز کرے اور اگر کسی ضرورت کی بناء پر "ان مکروہ اوقات میں آجائے تو بیٹھے نہیں بلکہ کھڑا رہے تاکہ تحیۃ المسجد جو واجب ہے اس کا ترک لازم نہ آئے (ص 44) (۱)

66 :- ہر نمازی پر اذان و اقامت واجب ہے البتہ جماعت میں شریک ہونے والوں کے لئے مؤذن کی اذان و اقامت کافی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اذان و اقامت کے مسئلہ میں عورتیں مردوں کی مثل ہیں جو مردوں کے لئے حکم وہی عورتوں کے لئے بھی ہے (ص 46) (۲)

67 :- مؤذن کے لئے جنابت سے پاک ہونا کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور صحابی یا تابعی کا قول و فعل اس میں حجت کے لائق نہیں اگرچہ طہارت اولیٰ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حدث اصغر میں بغیر وضو یا تیمم کے سلام کا جواب دینا بھی پسند نہ کیا تو اذان بغیر طہارت کے بطریق اولیٰ ناپسند ہوگی لہذا جنبی آدمی کے لئے اذان کہنا جائز ہے۔ (ص 47) (۳)

**سوال**۔ جب حدیث موجود ہے تو اس کے مقابلہ میں آپ اپنی رائے کو کیوں شریعت بنا کر جنبی آدمی کے لئے اذان جائز قرار دے رہے ہیں؟

- (۱)..... پس متعین دریں حال ترک تحیۃ المسجد در اوقات مکروہہ ست و متحری دین خود را باید کہ از دخول مساجد درین اوقات پرہیز دواگر بنا بر حاجتی درآید ننشیند تا ترک تحیۃ المسجد کہ واجب ست لازم حال او نگردد۔
- (۲)..... بر ہر مصلی تا ذین و اقامت واجب باشد و لکن ہر کہ در جماعت ست اور اذان و اقامت مؤذن کافی ست و ظاہر آنست کہ زناں پنجو مرداں اند چہ شقائق رجال اند و امر بمرداں امر بزناں ست۔
- (۳)..... ”وطہارتش از حدث اکبر و حدث اصغر مرفوع صحیح نیامدہ و موقوف بر صحابی یا تابعی نہجت نمی ارزد اگرچہ تطہر اولیٰ و احسن ست زیرا کہ آنحضرت ﷺ رد سلام در حدث اصغر مکروہہ داشتہ تا آنکہ وضوء یا تیمم کو دو اذان اولیٰ ترست از مجر و سلام باین معنی۔

68 :- ’بیٹھ کر یا قبلہ رخ سے ہٹ کر شرعی طریقہ کے خلاف اذان کہنا ثابت ہے۔ (ص 47) (۱)

**سوال:** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا اپنی رائے کو آپ شریعت کہتے ہیں؟

69 :- جو مؤذن عادل ہے اور اوقات نماز کو اچھی طرح پہچانتا ہے اذان کے ذریعہ نماز کے وقت پہچاننے میں اس کی اتباع کرنا تقلید نہیں بلکہ قبول روایت ہے۔ خصوصاً جب اونچی جگہ پر ہو اور نماز کے وقت پہچاننے میں بادل مانع ہوں (ص 47) (۲)

**سوال:** جناب! یہ آپ کی رائے ہے یا حدیث؟ مسائل نماز میں فقہاء کی اتباع تقلید ہے اور وہ غیر مقلدین کے نزدیک حرام اور شرک ہے۔ لیکن اوقات نماز میں مؤذن کی اتباع تقلید نہیں بلکہ قبول روایت ہے، یہ فرق کس حدیث میں ہے؟

70 :- جنبی آدمی کے لئے اقامت کہنا جائز ہے۔ فرماتے ہیں اقامت اذان کی مثل ہے اور اقامت کہنے والے کے لئے (جنابت وغیرہ سے) پاک ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں (ص 47) (۳) (لہذا جنابت کی حالت میں بھی اقامت جائز ہے)

**سوال:** جناب! یہ آپ کی رائے ہے یا حدیث؟ جب آنحضرت ﷺ کو حدث اصغر میں بغیر طہارت کے سلام کا جواب دینا ناگوار ہے تو بحالت جنابت اقامت کہنا کیوں گوارہ ہوگا

71 :- عورت کو حکم ہے کہ وہ اپنے لئے اور دوسری موجود عورتوں کے لئے اذان کہے لیکن آواز زیادہ اونچی نہ کرے (ص 47) (۴)

(۱).....’واذان نشستہ گفتن یا بسوئے غیر قبلہ مخالف ہیئت مشروع ثابت ست‘۔

(۲).....’واتباع تاذین مؤذن عادل کہ عارف بد داخل و مخارج اوقات نماز ست تقلید نیست بلکہ از باب قبول روایت ست لایمما چون محل مرتفع باشد ہیچو منارہ و غیم مانع ست از صحت روایت‘۔

(۳).....’و دلیلے بر طہارت مقیم نیامدہ و غایتش آنکہ اقامت مثل اذان ست‘۔

(۴).....’اما از اذان زن از برائے خود و دیگر زنان حاضرہ نزد او با عدم رفع بالغ صوت مانعی نیست بلکہ ظاہر آنست کہ نساء داخل اندر خطاب با اذان کما قدمنا‘۔

**سوال:-** جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

**72 :-** نابالغ کی اذان جائز نہیں البتہ نابالغ کی امامت جائز ہے ”اور ظاہر یہ ہے کہ اذان والی عبادت شرعیہ میں مکلف آدمی کے سوا دوسرے کی اذان کفایت نہ کرے گی (ص 47)..... بچے کی امامت باوجود اس کے کہ اس پر نماز فرض نہیں صحیح ہے۔ (ص 61) (۱)

**سوال:-** اذان و امامت کے اس فرق پر صریح حدیث مطلوب ہے۔

**73 :-** ”اگرچہ اذان و امامت جان بوجھ کر ترک کی جائے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی تو بھول کر چھوڑنے سے نماز کیوں فاسد ہوگی؟ البتہ عمداً ترک کرنے والا دو واجب چیزوں میں خلل ڈالنے کا مرتکب ہوا ہے۔ (ص 49) (۲)

**سوال:-** جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا اپنی مجتہدانہ رائے ہے؟

**74 :-** ”قرآن کریم میں نماز کا حکم اجمالاً ہے اور جو کچھ آنحضرت ﷺ سے اس مجمل کا بیان ثابت ہے وہ سب کچھ واجب ہے خواہ رکن ہو، ذکر ہو یا شرط، و صلوا کما رأیتمونی اصلى سے اس کی تاکید ہوتی ہے۔ سو جو کچھ آنحضرت ﷺ نے کیا ہے یا کہا ہے وہ واجب ہے الا یہ کہ عدم وجوب پر دلیل قائم ہو جائے جیسے حدیث مسینی الصلوٰۃ کہ اس کی تعلیم میں نماز کے بعض افعال پر اکتفا کیا گیا ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جو کچھ اس حدیث میں مذکور نہیں وہ واجب نہیں..... اور جس جس چیز پر حدیث مسینی مشتمل ہے وہ

(۱)..... و ظاہر آنست کہ اس عبادۃ شرعیہ جزا مکلف مجزی نیست“..... پس امامت کو دک با عدم وجوب

بر نماز چہ صحیح نمیتواند شد

(۲)..... پس ترکش اگرچہ عمداً باشد مفسد نماز نمی تواند شد تا بنسبان ہر دو چہ رسد اس قدرست کہ تارک عماً خلال در دو واجب کردہ“

واجب ہے کیونکہ اس میں واجب مجمل کی تفصیل کی گئی ہے۔ (ص 49، 50) (۱)

**سوال:** - نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا، آمین جہراً کہنا، رفع یدین کرنا، امام کے پیچھے مقتدی کو قراءۃ کا حکم بھی مذکور نہیں۔ معلوم ہوا یہ امور نماز میں ضروری نہیں تو آپ لوگ جھگڑا کیوں کرتے ہیں؟

**75:** - فاتحہ کا ترک کرنا نماز کے لئے مبطل ہے یعنی اس کی نماز باطل ہے۔  
(ص 50) (۲)

**سوال:** - جناب! مبطل یا باطل کا لفظ کس حدیث میں ہے یا نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟

**76:** - اور اگر عورت جہراً قراءۃ کرے تو اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں (ص 51) (۳)

**سوال:** - جب عورت نماز میں سبحان اللہ کہہ کر لقمہ نہیں دے سکتی تو جہراً قراءۃ کیسے کر سکتی ہے؟ اور اگر غیر مقلدین مردوزن سر پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں تو کس صریح حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے؟

**77:** - نواب صاحب لکھتے ہیں ”آنحضرت ﷺ پر وجوب صلوٰۃ کے ادلہ، وجوب تشہد کے ادلہ کے علاوہ ہیں کیونکہ احادیث میں تشہد کے پڑھنے کا صراحتاً ذکر ہے اور جن احادیث

(۱)..... درقرآن کریم امر بنماز مجمل آمدہ و ہرچہ آنحضرت در بیان اس مجمل وارد شدہ واجب است خواہ رکن باشد یا ذکر یا شرط، و صلوا کما رأتہمونی اصلی مؤکداں دلیل است پس ہمہ آنچہ در اس نماز کردہ یا گفتہ واجب باشد مگر آنچہ دلیل دال بر عدم وجوب باخراش پر دازہنچوں حدیث مسیئ کہ تعلیمش اقتضای بعض افعال مفعولہ در نماز کردہ و اس دلیل است بر آں کہ ہرچہ در اس مذکور نہ شدہ واجب نہ باشد..... جمع آنچہ حدیث مسیئ بر اس مشتمل است حکم بوجوبش می باید کرد زیرا کہ بیان مجمل واجب است۔

(۲)..... ”ترک قراءۃ فاتحہ مبطل نماز است“۔

(۳)..... ”بر منع زن از جہر بقراءت دلیلی نیامدہ۔“

میں طریقہ درود کی تعلیم ہے وہ تشہد میں نہیں ہے اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی یہ حدیث کہ ہم آپ پر اپنی نماز میں کیسے درود پڑھیں؟ اس سے تشہد میں درود پڑھنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ درود جنس صلوٰۃ میں ہے اس کے باوجود حدیث مسنیٰ الصلوٰۃ تمام واجبات کی بنیاد ہے اس میں درود کا ذکر نہیں ہے۔ (ص 53) (۱)

**سوال 1:** نواب صاحب نے اس عبارت میں بتایا ہے (۱) نماز کے اندر تشہد میں درود پڑھنا ثابت نہیں ہے کیونکہ جن حدیثوں میں تشہد کا ذکر ہے ان میں درود کا ذکر نہیں اور جن میں درود کا ذکر ہے ان میں تشہد کا ذکر نہیں۔ (۲) درود نماز میں جب چاہیں اور جہاں چاہیں پڑھ لیں۔ (۳) نماز میں درود واجب نہیں کیونکہ حدیث مسنیٰ الصلوٰۃ میں جس چیز کا ذکر نہ ہو وہ واجب نہیں ہوتی۔ (۴) نواب صاحب نے ابتداء میں کہا ”وجوب صلوٰۃ کے ادلہ“ اس میں تاثر دیا کہ درود واجب ہے مگر اخیر میں درود کے واجب ہونے کی نفی کر دی۔ جو لوگ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں ”مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود“ وہ ذرا سوچیں۔

**سوال 2:** تشہد میں بیٹھنے کے تین طریقے حدیث میں آئے ہیں (۱) تورک یعنی دونوں پاؤں بائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھنا (۲) دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا (۳) بائیں پاؤں دائیں پاؤں کی ران اور پنڈلی کے درمیان رکھ کر بیٹھنا۔ جناب! کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ تینوں طریقے سنت ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی ایک طریقہ کو سنت قرار دے کر باقی دو کے سنت ہونے کی نفی کی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً فرمایا ہے ان میں سے جس طریقہ پر چاہو عمل کرو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے

(۱)..... وادلہ وجوب صلوٰۃ بر آخ حضرت ﷺ دون ادلہ وجوب تشہد ست و وجہش آنست کہ احادیث مصرح اند بجل تشہد و بانکہ تشہد کجا میتواں گفت و در احادیث وارده بتعلیم کیفیت صلوٰۃ ذکر ایتنا عش در تشہد نیست و حدیث صحیح ابن مسعود بلفظ کیف نصلی علیک فی صلوٰۃ تا افادہ بوندش در تشہد نمیکند بلکہ مطلق در جنس صلوٰۃ ست و معہذا ذکر صلوٰۃ در حدیث مسنیٰ کہ مرجع واجبات نیامدہ۔



فرمایا کچھ دن ایک طریقہ اختیار کر لیا کرو کچھ دن کے بعد کوئی اور طریقہ؟ یا ایک نماز میں ایک طریقہ دوسری نماز میں دوسرا طریقہ؟ جب تین طریقے ہیں تو جو شخص صرف ایک طریقہ کو سنت سمجھ کر اس کو ہمیشہ اختیار کر لے وہ بدعتی ہوگا یا نہیں؟ یہ بھی صراحتاً حدیث میں دکھائیں مگر اپنی رائے پیش نہ کریں۔

**78 :-** ”اور نماز کا جو ذکر بھی (قرآن ہو یا غیر قرآن) عربی زبان میں متعذر ہو وہ دوسری زبان میں پڑھنا جائز ہے..... جس کی زبان پر نماز کے اذکار کا جاری ہونا دشوار ہو جیسے تشہد اور انسی وجہت والی دعا وغیرہ وہ ان اذکار کو اپنی زبان میں پڑھ لیا کرے کہ حق تعالیٰ نے بڑی وسعت دی ہے لیکن ان اذکار شرعیہ کا متعین الفاظ کے ساتھ سیکھنا لازم ہے۔ خصوصاً فاتحہ اور ماتیسر یعنی جو زائد سورۃ جو قرآن سے آسان ہو۔ (ص 53) (۱)

**سوال :-** جناب! نواب صاحب کا اپنا قیاس اور ان کی رائے ہے یا خالص حدیث ہے اگر ان کا قیاس و رائے ہے تو آپ کے بقول نواب صاحب کون ہوئے؟ اور اگر خالص حدیث ہے تو وہ پیش کریں؟

**79 :-** حدیث مسی الصلوٰۃ میں ہے اگر تیرے پاس قرآن ہے تو وہ پڑھو ورنہ الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہہ لے اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کی حدیث جو مسند احمد، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کو کہا کہ میں قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

(۱)..... وہر ذکر کہ بحر بیہ متعذر شد بغیر آں روا باشد..... مستحکم اللسان کہ چیزے از اذکار نماز بروئے دشوار آید بچو تشہد و توجہ اور اتیان بمعنی آں ذکر بزبان خود تا آنکہ عین الفاظ ذکر بیاموزد میرسد حق تعالیٰ در امر وسعت کردہ لکن با تہتم تعلم اذکار مشروعہ صلوٰۃ خصوصاً فاتحہ و قدر متیسر از قرآن۔

کہہ لیا کر۔ اس کی سند پر اگرچہ اعتراض ہے لیکن ایسا اعتراض نہیں کہ دلیل ہی نہ بن سکے۔  
 “پس جو شخص فاتحہ اور زائد قرآن پر قدرت نہیں رکھتا وہ یہ ذکر پڑھ لیا کرے (ص 53) (۱)  
 80 :- ’غیر حافظ (نماز میں) قرآن سے دیکھ کر قراءۃ کرے یا دوسرا آدمی پاس کھڑے  
 پڑھتا رہے اور جس قدر ممکن ہو آدمی خود قراءۃ کرے اگرچہ بعض الفاظ تبدیل ہو جائیں۔  
 (ص 54) (۲)

81 :- آدمی پر خود اجتہاد کرنا معتذر ہو جائے تو دوسرے آدمی کا اجتہاد اس پر ہر حالت میں لازم  
 نہیں ہوتا اس دعویٰ پر نواب صاحب نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ (۱) اگر وہ خود  
 مجتہد ہے تو کسی وقت بھی دوسرے مجتہد کے اجتہاد کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ اس پر کبھی اجتہاد دشوار ہوتا  
 ہے کیونکہ وہ اشتباہ والتباس اور تعارض کے وقت براءۃ اصلہ کی طرف رجوع کرے گا یا دوسرے  
 مرجحات کے ذریعے راجح مرجوح کا فرق کرے گا (۲) اور اگر وہ ایسا مجتہد ہے جو مجتہد کے لئے غیر کی  
 تقلید کو جائز قرار دیتا ہے جبکہ وہ سر دست کسی پیش آمدہ واقعہ میں بجز غیر کے قول پر عمل کرنے کے خود  
 شرعی مسائل نہ جان سکتا ہو تو اس کے لئے یہ کام جائز ہے۔ لیکن یہ صفت اسی آدمی کی ہو سکتی ہے

(۱).....چ لفظ حدیث مسی فان کان معک قرآن والا فاحمد اللہ وکبرہ وہلملہ دال ست براں ودر حدیث ابن  
 ابی اونی نزد احمد وابی داؤد و نسائی و غیر ہم آمدہ کہ مردی یا خضر تؓ لفت من چیز ی از قرآن نمی توانستم  
 خواند فرمود سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و لا حول ولا قوۃ الا باللہ بگو و در سندش مقال ست لیکن  
 نچند ان کہ از استدلال بیگلند پس ہر کہ قادر بر قراءۃ فاتحہ و ما تیسر من القرآن وے عدول بایں ذکر کند۔

(۲).....’و غیر حافظ قرآن استملاء از مصحف کند و از غیر بیاموز دو چند انکہ می تواند قراءۃ کند گو بعض تغیر  
 در اس راہ یابد“

جو مجتہد مطلق نہ ہو بلکہ مجتہد فی المذہب ہو اور مقلد ہونہ کہ مجتہد (۳) اور وہ آدمی جو بعض مسائل میں مجتہد ہونے کا گمان رکھتا ہو اور دوسرے بعض مسائل میں اس کو بہت پریشانی پیش آتی ہے تو وہ بھی مجتہد مطلق نہیں بلکہ وہ مقلدین مساکین کے زیادہ قریب ہے (ص 54) (۱)

**سوال:** جناب! اگر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تقلید کریں تو مشرک بن جائیں اور نواب صاحب مجتہد مطلق کو تقلید سے منع کریں اور باقیوں کو تقلید کا پابند کریں تو وہ مشرک کیوں نہیں؟ اور براءۃ اصلہ والا مرجع کس حدیث میں بتایا گیا ہے؟

**82 :-** ”جو شخص دین پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور فعل مآثور پر عمل کرنے کا حریص ہو اس کو چاہئے کہ اثبت واضح حدیث پر عمل کرے اور اصح وہ ہے جو صحیحین میں ہو۔“

(ص 54) (۲)

(۱)..... ”و آدمی راز و تغذرا جتہاد خود دیگرے لازم حال نشود“ اگر مجتہد ست خود ہیچ گاہ حاجت مند اجتہاد دیگرے نیست و کف وجہ بروی اجتہاد دشار نبود و اقل احوال آن ست کہ نزد اشتباہ امر رجوع بسوئے برائت اصلہ کند و اقل احوال مجتہد آن ست کہ متحضر مر حاجت محتاج الیہا نزد تعارض امور و التباس رائج از مرجوح باشد و اگر این مجتہد چنان ست کہ تجویز تقلید غیر از برائے مجتہد میکند و فی الحال طاقت خلوص از آنچہ بروی وارد گردند ندارد و نہ مخرجی از نوائب جز بعمل بقول غیر می داند اور این کار روا باشد و لکن این نہ صفت مجتہد مطلق ست بلکہ چنین کس مجتہد مذہب باشد و مقلد بود نہ مجتہد و نہ چنان حال کسی ست کہ گمان مجتہدیت خود در بعض مسائل نہ در بعض دیگر می کند کہ بروی تخیل امور واضطراب مسائل بسیار اتفاق می افتد مگر آنکہ وی مجتہد مطلق نیست بلکہ اقرب و اشبه بمقلدین مساکین۔

(۲)..... ”و لکن لائق حال متحرری در دین و حریص بر فعل مآثور آنست کہ اثبت مآثور واضح ماروی را برگزیند و اصح آنہا در صحیحین۔“

**سوال :** - جناب! یہ معیار عمل کس حدیث میں بتایا گیا ہے؟ اگر ضعیف حدیث پر عملی تواثر ہو جیسا کہ بیس تراویح کی حدیث ابن عباسؓ اور اس کے مقابلہ میں سنداً صحیح حدیث ہو لیکن اس پر عملی تواثر نہ ہو جیسا کہ غیر مقلدین کی تحقیق کے مطابق حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی حدیث، تو کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضعف سند کی وجہ سے حدیث کو چھوڑ دینا جو عملاً متواتر ہو اور اس کے مقابلہ میں سنداً صحیح حدیث ہو مگر عملاً غیر متواتر ہو تو اس پر ضرور عمل کر لینا۔ کیجئے ہمت ذرا وہ حدیث پیش کیجئے؟

**83 :-** ’نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا سنت ہے جو پچاس صحابہؓ سے ثابت ہے (ص 55) (۱) لیکن نواب صاحب لکھ رہے ہیں کہ اتنی کثیر تعداد شروع والے رفع یدین کے متعلق ہے تو کیا دوسرے غیر مقلدین جھوٹ بولتے رہے ہیں؟

**84 :-** آمین کہنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور آمین جہراً اور آمین سرّاً دونوں ثابت ہیں لیکن آمین جہراً رائج اور اکثر ہے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ آمین سنت ہو ورنہ احادیث میں صراحت ہے کہ آمین کہنا واجب ہے (ص 55) (۲) تو اس صورت میں آمین جہراً کہنا واجب ہوگا

**سوال** - جناب! جو غیر مقلدین کہتے ہیں آمین سرّاً ثابت ہی نہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ وہ منکر حدیث ہوئے یا نہیں؟ کس حدیث میں نبی پاک ﷺ کا فیصلہ ہے کہ آمین جہراً رائج ہے؟ اور کون سی حدیث ہے جس میں نبی پاک ﷺ نے صراحۃً فرمایا ہے کہ آمین کہنا واجب ہے؟

(۱)..... ’ورفع نزدا فتتاح صلوٰۃ صحیحہ ست از طریق پنجاہ صحابی آمدہ و مجملہ آنہا عشرہ مبشرہ اند و پنچمین سنت ست‘۔

(۲)..... ’تأمین باحدیث متواترہ بودہ و جہراً سرار ہر دو آمدہ و اول رائج و اکثر ست و این بر تقدیر یست کہ آمین گفتن فقط سنت باشد ورنہ احادیث تصریح بوجوبش می کند‘

اور اگر آخری دونوں باتیں نواب صاحب اور غیر مقلدین کی اپنی رائے ہے تو دین میں اپنی رائے شامل کرنے والا غیر مقلدین کے نزدیک کون ہے؟ شیطان تو نہیں؟ اور جو آدمی آمین سرّاً کا انکار کرے وہ منکر حدیث ہے یا نہیں؟ جب آمین جہراً اور سرّاً دونوں ثابت ہیں تو ایک اتفاق و محبت اور پر امن ماحول میں آمین جہراً کا جھگڑا شروع کر کے بے اتفاقی اور بد امنی پیدا کرنا نیکی ہے یا گناہ؟

**85 :-** 'خصوصیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ نماز میں آپ ﷺ کا قیام، رکوع و سجود، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا سب برابر ہوتے تھے۔ یہ تمام سنتیں اور ان جیسی دوسری سنتیں اس لائق ہیں کہ ان کا اہتمام کیا جائے اور کیسے اہتمام نہ کیا جائے جب کہ امت کو اس پر عمل کرنے کا ارشاد ہے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب اور عمل نہ کرنے پر وعید ہے اور ان سے محروم رہنے والے کے حرمان پر صراحت وارد ہے۔ (ص 55) (۱)

**سوال :-** جناب! غیر مقلدین کی کسی ایک مسجد میں بھی مذکورہ بالا سنت طریقیہ کے مطابق نماز ہو رہی ہے؟ اگر اس سنت کے مطابق نماز نہیں ہو رہی تو کیا خلاف سنت نماز درست ہے؟ احناف یہ کہتے ہیں کہ اتنی طویل نماز، نفلی نماز کی کیفیت ہے کیونکہ نماز باجماعت کو خفیف پڑھانے کا حکم موجود ہے لیکن غیر مقلدین کے نزدیک دونوں نمازوں کے لئے یہ حکم برابر ہے

**86 :-** نماز میں فاتحہ اور سورۃ کے درمیان دعا کے لئے طویل وقفہ سنت کے خلاف نہیں ہے بلکہ شارع سے نماز میں مطلقاً (یعنی جب چاہیں، جس نماز کے حصہ میں چاہیں دعا

(۱).....'ولاسیما ازوئے ﷺ ہوت پیوستہ کہ قیام و رکوع و اعتدال میں از رکوع و اعتدال میان ہر دو سجدہ قریب بسواء بود و ایں ہمہ سنن و نحو آں درخور آنست کہ امتناء بشان رود و کیف کہ ارشاد امت بسوئے فعل آں و ترغیب دراں و ترہیب بر ترک آں و تصریح بحرمان محروم ازاں بر رویء کارآمدہ“

کریں) اور بعض متعین جگہ میں دعا کی ترغیب ثابت ہے۔ (ص 55) (۱)

**سوال :** جناب! فرض نماز میں فاتحہ اور سورۃ کے درمیان دعا کے لئے طویل وقفہ کرنے

کا حکم کس حدیث میں ہے؟ یا کس حدیث میں نبی پاک ﷺ کا عمل ہے؟ اور نماز کے جس

حصہ میں چاہیں دعا کریں یہ کس حدیث میں ہے؟

87 :- تکبیرات انتقال فعل نبوی سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں اور ان میں جہر کا ترک یا

ایک مرتبہ تکبیر انتقال کو چھوڑنا ظہور بدعت اور ترک سنن کے جنگلات میں سے ہے۔

(ص 55) (۲)

88 :- ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد، سمع اللہ من حمدہ اور اللھم ربنا ولک الحمد کو جمع

کرے، یہ مسئلہ دلائل سے ثابت ہے۔ (ص 56) (۳)

**سوال :** جناب! مقتدی بھی دونوں کو جمع کرے یہ کس حدیث میں ہے؟

89 :- جو آدمی آنکھ یا ابرو کے ساتھ اشارہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو اس پر نماز کا ادا کرنا

لازم ہے۔ سر کے ساتھ اشارہ کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوتی بلکہ

آنکھ اور ابرو کے ساتھ اشارہ کر کے نماز پڑھے۔ (ص 57) (۴)

(۱)..... ”وسکوت میان فاتحہ وسورۃ از برائے دعا اگرچہ فعل دراز شود مخالف سنت نیست بلکہ ندب شارع

بسوئے دعا در نماز مطلقاً و مقیداً بعض مواضع ثابت گشتہ“

(۲)..... ”تکبیرات انتقالات از فعل نبوی بتواتر رسیده..... و ترک جہر بداں یا ترک آں بالمرۃ از بیابان

ظہور بدع و ترک سنن ست“

(۳)..... ”و بر جمع ہر مصلی میان تسمیع و حمد امام باشد یا ماموم یا منفرد اولہ وارد شدہ۔

(۴)..... ”و ہر کہ متمکن از ایماء چشم یا ابرو ست بروے تادیہ نماز حتم باشد و بجز ایماء بسر ساقط نگردد۔

**سوال :-** جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

**90 :-** ”اگر نماز کی شرط میں خلل واقع ہو جائے تو نماز فاسد ہے اور اگر نماز کے فرائض

چھوڑ دے تو گناہ گار ہے مگر نماز فاسد نہیں بلکہ اس کی نماز جائز ہے۔ (ص 57) (۱)

**91 :-** ”خلاصہ یہ ہے کہ اگر نماز میں کسی فرض (مثلاً رکوع، سجود) کو عمداً چھوڑا تو نماز

فاسد ہوگئی اور اگر بھول کر چھوڑا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ لیکن جب نماز سے فارغ ہو

جائے تو وہ چھوٹا ہوا فرض اکیلا بعد میں ادا کر لے۔ (ص 57) (۲)

**92 :-** خلاصہ؛ کہ جب نماز شروع ہوگئی تو کسی چیز سے فاسد نہ ہوگی مگر اس چیز سے جس

کے مفسد ہونے کی حدیث میں صراحت ہے اور اگر کوئی فرض چھوٹ گیا (مثلاً رکوع

و سجود) لیکن حدیث میں اس کے مفسد ہونے کی صراحت نہیں تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(ص 57) (۳)

**93 :-** جو آدمی افعال صلوٰۃ کے علاوہ نماز میں حرکات کرے مثلاً سر یا ہاتھ یا پاؤں کو ہلاتا

رہے تو اس سے نماز کے واجب ہونے میں خلل آتا ہے اور ترک واجب کی وجہ سے گناہ

لازم ہوتا ہے مگر اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ حدیث میں ”اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ“ ہے

کہ نماز سکون اور سکوت کے ساتھ ادا کرو تاہم اس سے نماز میں ترک کلام اور ترک حرکات کا

واجب ہونا ثابت ہوتا ہے نماز کا فاسد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نیز فرماتے ہیں کہ مقلدین نے

(۱)..... ”اختلال شرط مفسد نماز ست نہ بترک فروض بلکہ تارک آں آثم ست و نمازش مجزی۔

(۲)..... ”اگر فرض رکنی از ارکان ست ہچو رکوع یا سجود..... اگر عمداً ترک کرد نماز برفت و اگر بسہو

گذاشت بجا آرد اگرچہ بعد از خروج از نماز بود۔

(۳)..... ”نماز بعد از انعقاد و دخول در آن بکچ مفسد فاسد نمیکرد و مگر با نچہ کہ شرع مفسد بودنش دلالت کند“

جو حرکات قلیل و کثیر کا فرق کیا ہے کہ قلیل حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی کثیر سے فاسد ہوتی ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ امام کو نماز میں اٹھاتے اور نیچے اتارتے رہے۔ نیز منبر پر چڑھ کر اور اتر کر نماز پڑھائی۔ یعنی قیام و رکوع منبر کے اوپر کیا سجدہ اتر کر کیا اس کے باوجود نماز فاسد نہ ہوئی۔ (ص 58)

**سوال:** اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام یا مقتدی یا منفرد نماز میں اچھلتا کودتا رہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کے نزدیک قلیل و کثیر عمل کا کوئی فرق نہیں۔

قرآن میں حکم ہے ”قوموا للہ قانتین“ نماز سکون و سکوت کے ساتھ ادا کرو۔ حدیث میں ہے ”اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ“ اور آپ ﷺ امامہ گواٹھا کر اور بوقت سجدہ اتار کر نماز پڑھتے رہے۔

اسکے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رائے یہ ہے کہ امامہ گواٹھا کر نماز پڑھنا اسی طرح منبر سے اترنا یا تو عمل قلیل کے ساتھ تھا جو نماز کے لئے مفید نہیں یا پھر اس زمانے کے واقعات ہیں جب نماز میں کلام و سلام اور چلنا جائز تھا بعد میں ”قوموا للہ قانتین“ اور ”اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ“ کے حکم کے ساتھ نماز میں سلام و کلام اور حرکات کثیرہ کا جواز منسوخ ہو گیا۔ مگر غیر مقلدین کی رائے یہ ہے کہ امامہ گواٹھانا، اتارنا، منبر پر چڑھنا

(۱)..... ”وہر کہ غیر ایں کار کند چنانکہ سر یا دست یا پایے بکباند وے اخلاص واجب کرد و اثم و ترک واجب لازم او گشت نہ آنکہ نمازش فاسد گردد و حدیث ابی قتادہ کہ در صحیحین و غیر ہماست صالح سند از برائے این منع باشد و در آن آمدہ کہ نمازی کرد آنحضرت ﷺ و وی حامل امامتہ دختر زینب بود چون بسجدہ می رفت امامتہ را بر زمین می نہاد و چون استادہ می شد بر میداشت ..... و چون مقلدی کہ فعل کثیر را مفید نماز دانستہ و تحریک اصبع را بچو حرکات متوالیہ ملحق فعل کثیر شناختہ این حدیث بشنود قوای او خاثر و ذہنش مضطرب گردد..... و نیز حدیث دیگر کہ در بارہ نماز بر منبر و نزول ازان بسوئے ارض نزاد ارادہ جود و بازعود بسوئی منبر و فعل آن تا فراغ از نماز آمدہ صالح استناد از برائے این منع است“



اور اترنا عمل کثیر کے ساتھ تھا اور یہ ”قومو اللہ قانتین“ اور ”اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ“ کے ساتھ منسوخ بھی نہیں، یہ ان کی رائے ہے۔ آپ کے نزدیک تو دینی مسائل میں رائے کو شامل کرنا شیطان کا کام ہے۔ غیر مقلدین یہ کام کیوں کر رہے ہیں؟

(3) کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ترک فرائض سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟

اگر ایسی کوئی حدیث نہیں تو یہ بھی غیر مقلدین کی اپنی رائے ہے۔ کیا اہل حدیث وہی ہوتا ہے جو اپنی رائے پر عمل کرے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ائمہ مجتہدین کی اجتہادی و فقہی رائے پر عمل کرنا تو گناہ ہے مگر اپنی یا اپنے علماء کی فقہی رائے پر عمل کرنا ثواب ہے؟

94 :- اگر نماز کے مفسدات اور غیر مفسدات کے بارے میں سوال کیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی ضابطہ نہیں ہے بلکہ جو چیز نماز میں منع ہے اس کے بارے میں توقف کرنا ہم پر واجب ہے تا آنکہ ایسی دلیل قائم ہو جائے جو فساد پر دلالت کرے۔ (ص 58) (۱)

**سوال :-** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے کہ نماز میں کسی بھی ممنوع چیز کے ارتکاب سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب تک اس سے نماز کے فاسد ہونے کی حدیث میں صراحت نہ ہو؟

95 :- نماز میں کلام کے ممنوع ہونے سے لوگوں کی کلام مراد ہے پس اگر وہ جان بوجھ کر ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بھول چوک سے ہو جائے یا نماز کی اصلاح کے لئے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 58) (۲)

(۱)..... ”واگر ضابطہ مفسدات وغیر مفسدات پر سند گوئیم ضابطہ موجود نیست بلکہ واجب بر ماوقوف درموقف منع ست تا آنکہ دلیلی دال بر فساد بیاید۔“

(۲)..... ”ومراد بجمع از کلام در نماز سختی ست کہ از جنس کلام مردم باشد پس اگر بعد ست مفسد نماز شد و اگر بنیان و سہوست یا از برائے اصلاح نماز مفسد نیست۔“

(مثلاً امام نے بھول کر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے شور مچا دیا، امام انکار کرتا رہا۔ آخر نمازیوں کے اصرار کی وجہ سے امام نے اپنی غلطی مان لی تو اس شور، بحث و مباحثہ کے باوجود نماز فاسد نہیں ہوئی)

**سوال :-** کوئی حدیث ہے جس میں عمد کو مفسد اور نسیان و سہوا اور اصلاح نماز والی کلام کو غیر مفسد کہا گیا ہے اور اس میں صراحت ہو کہ وہ ”قوموا للہ قانتین“ سے پہلے کی ہے۔

**96 :-** ”اذا كان نماز وادعیہ ما ثورہ وغیر ما ثورہ سب کلام ہے اور کلام خدا نہیں ہے اور نماز میں اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ اپنی پسند کی دعا کرو۔“ (ص 58) (۱)

**سوال :-** کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ غیر ما ثورہ اپنی پسند کی دعا نماز میں کر لیا کرو، یا یہ نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟ اگر کسی کو پنجابی، سرانیکی، پشتو، سندھی میں دعا پسند ہو تو کیا نماز میں اسی زبان میں دعا کر لیا کرے۔ اس کی صریح حدیث پیش کریں؟ ”وَلَيْتَ خَيْرٌ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ“ میں تو کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دعاء ما ثورہ جو پسند ہو وہ اختیار کرے۔

**97 :-** قراءۃ میں فحش غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی قرآن کی جو بھی مشہور و غیر مشہور قراتیں ہیں ان کے علاوہ قراءۃ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس سے نماز کے فاسد ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ اسی طرح دو متباہن لفظوں سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 59) (۲)

(۱)..... ”واذا كان وادعیہ ما ثورہ وغیر ما ثورہ اندراں ہمہ کلام ست وغیر کلام خداست دلیے بر منع ازاں نیامدہ بلکہ ”وَلَيْتَ خَيْرٌ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ“ وارد شدہ۔“

(۲)..... ”قراءۃ بر غیر این وجہ و ہیئت مفسد نماز نباشد ولا بدست کہ بر فساد نماز ازاں دلیل موجود نیست و آنحضرت ﷺ ہر جماعہ کہ در اں اسود و ابیض و عربی و عجمی بود گذشت و ایشان قرآن میخواندند فرمودہ ”وَأَقْرَأُوا فَعَلَّ كَسْرٌ“..... پس دعوی بطلان نماز لیکن و جمع دو لفظ متباہن دعوی باطل از برہان خالی دلیل ست“

مؤمن، جنت کی جگہ جہنم یا جہنم کی جگہ جنت پڑھنا) اگرچہ یہ قراءۃ کے طریقہ کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ کی جماعت میں کالے، گورے، عربی، عجمی سب تھے وہ قرآن پڑھتے تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑھو سب کچھ ٹھیک ہے۔ پس قرآن غلط پڑھنے کی وجہ سے یاد و متبائن لفظ جمع کرنے کی وجہ سے نماز کو باطل کہنا بے دلیل ڈھکوسلا ہے۔

**سوال :-** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اور کیا اس سے قرآن میں تحریف لازم نہیں آتی؟ اور کیا اس سے کفر یہ معنی پیدا نہیں ہو جاتا؟ اس کے باوجود نماز فاسد نہ ہونے پر یا اس کے باوجود نماز کے صحیح ہونے پر کوئی صریح حدیث پیش کیجئے؟

**98 :-** نماز میں ہنسنا نماز کے لئے تباہ کن ہے لیکن (نفع رسانی یا دفع مضرت پر) تنبیہ کرنے کے لئے نماز میں آواز بلند کرنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے اور یہ کیسے مفید ہو سکتا ہے کہ مردوں کا امام کو لقمہ دینے کے لئے تسبیح کہنا بھی رفع صوت ہے۔ نیز اعلام و تنبیہ کے لئے آواز بلند کرنا گزرنے والے یا مقتدی کے ساتھ مختص نہیں بلکہ جہاں بھی فرد واحد یا جماعت کی مصلحت ہو ان کے لئے آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر نمازی نے دیکھا کہ ایک آدمی غرق ہو رہا ہے اس کو بحالت نماز غرق سے بچانا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے باب کے قبیل سے ہے۔ (ص 60) (۱)

**سوال :-** (1) تسبیح رجال پر ہر زبان میں آواز کو قیاس کرنا کیا جائز ہے؟ یہ حدیث ہے یا نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟ (2) تسبیح کہہ کر امام کو لقمہ دینے سے باقی مصلحتوں کی

(۱)..... ”خندہ در نماز تباہ کن نماز ست نہ رفع صوت از برائے اعلام و کیف کہ تسبیح رجال بناء بر فتح بر امام از باب رفع صوت ست پس مخصوص باعلام گذرنده و متوہمین نباشد بلکہ در ہر آنچہ مصلحت عائدہ بر واحد یا بر جماعت باشد لا بأس بہ ست و تنجہن انقاد غریق مفسد صلوٰۃ نیست زیرا کہ از باب امر بمعروف ونہی عن المنکر ست“

خاطر نماز میں آواز بلند کرنے کا جواز نکالنا قیاس ہے یا حدیث رسول ﷺ ہے؟ (3) غرق ہونے والے کو بچانے کی کوشش کرنا نماز کے لئے مفسد نہیں ہے، یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

99۔ ”جو شخص امام سے دور ہو وہ اپنے سے آگے والی صف کی اقتداء کر لے“ (ص)

(62) (1)

100۔ ”اگر مرد امام بن کر اکیلی عورت کو نماز پڑھائے تو جائز ہے اس کے منع کی کوئی دلیل نہیں ہے۔“ (ص 62) (2)

101۔ ناقض الطہارۃ (بے وضو یا جنبی آدمی) کی امامت کے منع پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے جنابت کی حالت میں نادانستہ طور پر لوگوں کو نماز پڑھادی بعد میں نماز کا اعادہ کیا لیکن دوسروں نے نماز کا اعادہ نہ کیا۔ حضرت عثمانؓ و علیؓ نے بھی ایسا کیا ہے۔ (ص 63) (3)

لہذا امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے۔ ان کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

102۔ ”اگر نماز کے وقت داخل ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو جائے تو جس کے نزدیک نماز کا وقت نہیں ہوا اس کے لئے نماز میں داخل ہونا درست نہیں خواہ امام ہو یا مقتدی۔ اور اگر داخل ہو گیا تو گناہ بھی ہے اور نماز بھی باطل۔ اور اگر قصداً امام نے قبل از وقت نماز پڑھادی تو جن مقتدیوں نے دخول وقت

(1)..... ”ہر کہ دور از امام بودی مقتدی متقدم از صفوف جماعت شدہ۔“

(2)..... ”و در امامت مرد با تنہا زن معنی نیامدہ۔“

(3)..... ”و بر منع امامت ناقض الطہارۃ دلیل نیامدہ..... وثابت شدہ کہ عمر جب بود و نادانستہ بامرد نماز کرد بجماعتی و خودش اعادہ کرد و دیگران نکردند و چنان از عثمان و علی نیز مروی ست۔“

کے خیال سے نماز پڑھی ان کی نماز صحیح ہے۔ (ص 63) (۱)

مثلاً امام نے ظہر کی نماز جان بوجھ کر وقت سے پہلے پڑھادی مقتدیوں نے امام پر اعتقاد کر کے سمجھا کہ وقت ہو چکا ہے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

103:- خنثوں کے بارے کوئی چیز وارد نہیں ہوئی، نہ ہی یہ جنس زمانہ نبوت میں موجود تھی اور نہ ہی ان کو عورتوں پر مقدم کرنے کی دلیل موجود ہے لیکن خنثے مردوں اور عورتوں دونوں کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں لہذا ان کو دونوں جنسوں کے درمیان کھڑا کریں۔ (ص 64) (۲)

**سوال:-** آپ کے نزدیک قیاس کرنا کابلئیس ہے۔ آپ کیوں قیاس کر رہے ہیں؟

104:- اگر عورت یا مرد اپنی جگہ کے علاوہ دوسری جگہ نماز میں کھڑے ہو جائیں (مثلاً عورت مردوں کی صف میں یا مرد عورتوں کی صف میں کھڑا ہو جائے) تو ان کی نماز کے باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ یعنی ان کی نماز صحیح ہے۔ (ص 64) (۳)

**سوال:-** مرد و عورت کے اکٹھے کھڑے ہونے کی صورت میں نماز کی صحت پر کون سی حدیث ہے اور یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

105:- قوی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اگر امام و مقتدی برہنہ بدن ہوں امام آگے کھڑا ہو اور اس کے پیچھے دوسرے مقتدی صف بنائیں۔ (ص 66) (۴)

(۱)..... ”و باختلاف وقت ہر کہ نزدش آں وقت نماز نیست اور ادخول در اں اماماً و مؤتمماً درست نباشد و اگر داخل شد عاصی ست و نمازش باطل و اگر امام ست نماز مؤتم کہ معتقد دخول وقت ست صحیح شد“

(۲)..... ”و در خنثا چیزے نیامده و نہ ایں جنس در زمن نبوت یافتہ شدہ و نہ دلیلے مفید تقدیم آنہا بر زنان آمدہ و چون خنثا نسبتی ب مرداں و زنان ہر دو دارند متوسط میاں ہر دو جنس باشند“۔

(۳)..... ”و بر بطلان نماز نزد استادان زن در غیر موقف و بچہاں و قوف مرد در غیر موقف دلیلے نیامده“۔

(۴)..... ”و ظاہر در جماعت عراة آں ست کہ بچہو غیر خود بگزاردند امام متقدم شود و در پس او صف بندند“

**سوال:** - ذرا وہ حدیث تحریر کر دیجئے جس کا یہ ترجمہ ہے؟ مگر اپنی یا امتی کی رائے دین میں شامل کر کے اپنے اصول کے مطابق شیطان نہ بنئے۔

**106:-** اور اگر سنن غیر واجبہ میں سے کوئی سنت رہ جائے تو اس کی وجہ سے سجدہ سہو سنت ہے واجب نہیں ہے۔ (ص 67) (۱)

**سوال:** - سنت واجبہ اور سنت غیر واجبہ کہ تعریف و تقسیم کس حدیث میں ہے؟ اور سنت غیر واجبہ کے ترک پر سجدہ سہو کے سنت ہونے پر صریح حدیث پیش کیجئے؟ یا یہ نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟

**107:-** سجدہ چھوڑنے والے کا حکم یہ ہے کہ اگر سلام سے پہلے اس کو یاد آ جائے تو سجدہ کرے اور اگر سلام کے بعد یاد آئے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور سلام پھیر دے۔ (ص 67) (۲)

**سوال:** - اس پر صریح حدیث پیش کریں؟

**108:-** اگر جہری قراءۃ کو سرّاً اور سری قراءۃ کو جہراً کرے تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ (ص 67) (۳)

**سوال:** - جناب! آپ نے تحریر فرمایا کہ سنت غیر واجبہ کے ترک پر سجدہ سہو سنت ہے اور واجب کے ترک پر سجدہ سہو واجب ہے تو قراءۃ جہراً یا سرّاً سنن واجبہ میں سے ہے یا سنن غیر واجبہ میں سے ہے یا دونوں میں سے نہیں ہے۔ بدورالاہلہ سے تیسرا قول معلوم ہو رہا ہے

- (۱)..... ”واگر متروک سنتے از سنن غیر واجبہ ست سجود از برائے آں مسنون باشند واجب“
- (۲)..... ”و حکم تارک سجدہ آنست کہ اگر بیا دا و آید قبل از سلام بکند و اگر بعد از تسلیم یا آید تکبیر بر آوردہ سجدہ کند و سلام دہد“
- (۳)..... ”و بر ترک جہر و اسرار سجدہ سہو نیست“

**سوال:** - جناب! سنت اور واجب کی تعریف اور ہر ایک کے جدا حکم پر صحیح حدیث پیش کریں؟ جہر اور سر کے چھوڑنے پر سجدہ سہو نہیں، یہ کس حدیث میں ہے؟

109:- اور اگر امام کے پیچھے خود مقتدی کو سہو پیش آجائے تو اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (ص 68) (۱)

**سوال:** - مقتدی کے بارے میں یہ مسئلہ کس حدیث میں ہے اس پر صریح حدیث پیش کریں؟ اپنا قیاس اور اپنی رائے پیش نہ کریں۔ یہ بھی صریح حدیث سے بتائیں کہ مقتدی سجدہ سہو کب کرے؟ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد؟

110:- سجدہ تلاوت شریعت کا مستقل حکم ہے حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متبعین نے اس کے وجوب کا قول کیا ہے لیکن سجدہ تلاوت کرنے والے آدمی کے لئے نمازی کی صفت پر ہونا (یعنی بدن پاک، کپڑے پاک، جگہ پاک، قبلہ رخ ہو، با وضو ہو، ستر چھپا ہوا ہو) شرط نہیں ہے اور جو بعض صحابہؓ سے مروی ہے وہ حجت نہیں ہے۔ (ص 68) (۲)

**سوال:** - ہم پوچھ سکتے ہیں یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ سجدہ تلاوت کرنے والے آدمی کا نمازی کی صفت پر ہونا یہ بھی مسئلہ ہے اور نمازی آدمی کی صفت پر نہ ہونا یہ بھی مسئلہ ہے۔ لہذا اپنے اس مسئلہ پر اپنے دعویٰ کے مطابق صریح حدیث پیش کریں؟ اور یہ کس حدیث میں ہے کہ صحابہؓ کا قول و فتویٰ حجت نہیں ہے؟

111:- جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑنے والا بھی کافر، واجب القتل ہے۔ اس سے توبہ کرائیں۔ اگر انکار کرے تو فوراً اس کو قتل کر دیں (ص 70) (۳)

(۱)..... ”واگر خود مومن را اور پس امام سہو نفس خود گردد بروے سجدہ سہو بنا بردن در اس سہو واجب باشد“  
 (۲)..... ”و سجدہ تلاوت شریعت قائمہ ست تا آنکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ پیش بوجوب آں رفتہ ..... لیکن بر اشتراط بودن ساجد بر صفت مصلیٰ دلایلہ نیادہ و در مروی از بعض صحابہؓ نحت نیست“  
 (۳)..... ”وتارک صلاۃ عمدا کافر مستحق القتل ست و قتلش بر امام واجب اورا بکیند کہ نماز بگذرا اگر ابا کند کشتہ شود نیست و جاز برائے تاخیر قتل تا سہ روز بلکہ بجز دانتناع مقتول نمودہ آید۔“

112:- حاصل یہ ہے کہ یہ نماز جمعہ ایک امام اور ایک مقتدی کے ساتھ صحیح ہو جاتی ہے..... اگر کسی جگہ صرف دو آدمی ہوں تو ایک خطبہ دے دوسرا سنے۔ بعد ازاں ایک امام بن جائے دوسرا مقتدی اور نماز جمعہ ادا کریں تو صحیح ہے (ص 71 ص 72، عرف الجادی ص 41) (۱)

113:- نماز جمعہ کا وقت زوال کی حالت میں اور زوال سے پہلے ہے۔ (ص 71) (۲)

**سوال:** کیا رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی میں کبھی زوال کے وقت یا زوال سے پہلے جمعہ ادا کیا ہے؟ اور کیا آپ ﷺ نے صراحتاً فرمایا ہے کہ زوال کے وقت یا زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے؟

114:- نماز جمعہ بغیر خطبے کے جائز ہے۔ نواب صدیق حسن خان جمعہ کے متعلق لکھتے ہیں جس آدمی کا یہ گمان ہے کہ نماز جمعہ میں ایسی چیز کا اعتبار ہے جس کا اس کے علاوہ دوسری نماز میں اعتبار نہیں تو اس کی یہ بات دلیل کے بغیر نہیں سنی جائے گی۔ (مطلب یہ کہ نواب صاحب کے نزدیک اس پر کوئی دلیل نہیں) البتہ نماز جمعہ کی خصوصیت خطبہ ہے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں، اور رسول خدا ﷺ نے کسی وقت بھی کسی ایک نماز جمعہ میں بھی اس خطبہ کو ترک نہیں کیا..... نیز فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے جو نماز جمعہ مشروع کی ہے وہ یہ ہے پہلے خطبہ، اس کے بعد دو رکعت جمعہ ہے..... یہ بھی تسلیم کرتے ہیں پس خطبہ جمعہ فرض ہے یہ سب کچھ لکھنے کے بعد آگے اپنی رائے لکھتے ہیں لیکن یہ بات کہ جمعہ کی شرائط میں سے خطبہ بھی ایک شرط ہے (یعنی یہ بات کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا) ایسا نہیں

(۱)..... ”و حاصل آنکہ این نماز بیک کس کہ با امام ست صحیح باشد“..... وچوں درمکانے جزو کس نباشند کیے برخاستہ خطبہ خواند و دیگر استماعش نماید پیش ہر دو جمعہ بگذارند“

(۲)..... ””وقت نماز جمعہ حال زوال و قبل اوست“



بلکہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ (ص 72) (۱)

**سوال:** - حدیث میں ذرا فرض اور شرط کی الگ الگ تعریف اور ہر ایک کا جدا جدا حکم دکھادیں۔ امتی کا قول ورائے پیش نہ کریں۔ خطبہ کے بغیر جمعہ نبی پاک ﷺ کی دائمی سنت کے موافق ہے یا مخالف ہے؟ اگر مخالف ہے تو پھر جمعہ صحیح کیسے؟ اس کے صحیح ہونے پر حدیث پیش کریں اور اگر صحیح نہیں تو اس پر بھی صریح حدیث پیش کریں۔

**115:-** نماز جمعہ کے خطبہ دینے والے خطیب اور سامعین کا با وضو ہونا شرط نہیں بلکہ اگر خطیب بے وضو خطبہ دے اور سامعین بھی بغیر وضو کے خطبہ سنیں اس کے بعد خطیب اور سامعین جا کر وضو کریں اور بعد میں نماز جمعہ ادا کریں تو بلا کراہت جائز اور صحیح ہے۔ (ص 72) (۲)

**سوال:** - یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کیا ساری زندگی میں رسول اللہ ﷺ نے کسی وقت کسی ایک جمعہ میں ایسا کیا ہے کہ آپ بھی بغیر وضو کے خطبہ جمعہ دیں اور سامعین بھی بغیر وضو کے سنیں پھر خطبہ کے بعد وضو کر کے نماز جمعہ ادا کریں؟

(۱)..... ہر کہ زعم دارد کہ در اں چیزے معتبرست کہ در غیر آں از نماز ہا معتبر نیست ازوے ایں حرف مسموع نشود مگر بدلیل آری مختص بخطبہ ست..... ”و ایں خطبہ را رسول خدا ﷺ ہیج گاہ در ہیج نماز جمعہ ترک نکردہ..... پس نماز جمعہ کہ او تعالیٰ مشروع سازد گزاردن دو رکعت با خطبہ پیش از نماز جمعہ ست.....“  
..... ”پس خطبہ فریضہ خواہد بود.....“ ”و اما آنکہ خطبہ شرطے از شروط جمعہ ست فلا“  
(۲)..... ”بر اشتراط طہارت خطیب و مستمعین خطبہ دلیلے نیست بلکہ صحیح ست کہ خطبہ خواند و محدث باشد و آنہا محدث باشند باز خطیب و مستمعان برخاستہ تطہیر کردہ نماز بگزارند و بچنین اشتراط عدالت خطیب بے دلیل ست“

**116:-** ”عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک ہمیشہ ہمیشہ اسلام کا طریقہ خطبہ جمعہ عربی زبان میں دینے کا رہا ہے تاہم اس مبارک زبان کے علاوہ کسی بھی دوسری زبان میں خطبہ کے منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے (ص 73) (۱)

یعنی نواب صاحب کے نزدیک ہر زبان میں خطبہ جائز ہے

**سوال :-** جناب! فرمائیے عہد نبوت سے لیکر نواب صدیق حسن خان کے دور تک پورے عالم اسلام کا خصوصاً حرمین شریفین کا متواتر عمل اور عملی اجماع ممانعت کی دلیل نہیں؟ کیا خلافت راشدہ کے دور میں کسی بھی عجمی علاقے میں مقامی زبان میں خطبہ جمعہ دیا گیا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خطبہ جمعہ ہر زبان میں جائز ہے؟

**117:-** ”اگر ایک دن میں جمعہ اور عید اکٹھے ہو جائیں تو نماز عید کے بعد سب لوگوں کو نماز جمعہ کی رخصت (چھٹی) ہے اگر سب لوگ نماز جمعہ چھوڑ دیں تو انہوں نے رخصت پر عمل کیا اور اگر بعض لوگ ادا کر لیں تو وہ اجر کے مستحق ہیں لیکن نماز جمعہ کا ادا کرنا واجب نہیں نہ امام پر نہ اس کے علاوہ کسی اور پر۔ (ص 74) (۲)

**سوال :-** جناب! کیا یہ صراحتاً کسی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اہل مدینہ کو رخصت دی تھی تو اعلان رخصت کے بعد یہ کیوں فرمایا ”اِنَّا مُجَمِّعُونَ“۔ معلوم ہوا یہ رخصت اہل دیہات کے لئے تھی۔ اسی صفحہ 78 پر نواب صاحب فرماتے ہیں ”ورائے براہدی حجت نبود“ اور کسی کی رائے کسی کے لئے حجت نہیں تو نواب صاحب کی رائے کیسے حجت ہو سکتی ہے؟

- (۱)..... ”و رسم مستمر اسلام از زمن نبوت تا ايندم خواندن خطبه ست بعبارت عربی گو در بلاد عجم باش و ہر چند دلیلے مانع از غیر ایں لسان مبین مباش“
- (۲)..... ”آرے جمعہ بعد از نماز عید رخصت ست از برائے ہمکنایاں اگر ہمہ مردم ترکش کردند عمل بر رخصت نودند، و اگر بعض بجا آوردند مستحق اجرا ند و لیکن ایں اتیان واجب نیست نہ بر امام و نہ بر غیر او“

118:- اگر کوئی شخص اپنے شہر سے ایک میل دور ہو تو اس پر قصر واجب ہے۔ باقی یہ

بات کہ مسافت اتنی ہو یا اس سے زیادہ ہو اس پر کوئی دلیل نہیں (ص 75) (۱)

119:- اسی طرح آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز عید میں قراءۃ جہراً کرتے رہے تاہم

کوئی امام قراءۃ سرّاً کرے تو نماز صحیح ہے۔ (ص 78) (۲)

**سوال:** جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اس پر صریح حدیث پیش فرمائیں؟ اپنی رائے نہ سنائیں۔

120:- نماز عید فرض عین ہے نہ کہ فرض کفایہ۔ (ص 78) (۳)

**سوال:** جناب! حدیث میں فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریف و تقسیم دکھادیں اور نماز عید کے فرض کفایہ ہونے کی صراحت بھی۔ اپنی یا کسی امتی کی رائے پیش نہ کریں۔

121:- اگرچہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز عید باجماعت پڑھتے رہے ہیں پھر بھی اگر تنہا تنہا پڑھی جائے تو صحیح ہے اور حضور ﷺ کا باجماعت پڑھنا کوئی حجت نہیں۔ (ص 78) (۴)

**سوال:** جناب! نماز عید تنہا پڑھنا صحیح ہے یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اور حضور پاک ﷺ کا دائمی عمل حجت نہیں یہ کس حدیث میں ہے؟

122:- ”خطبہ میں خطیب کا با وضو ہونا اور عید کے خطبہ میں سامعین کا خاموش رہنا دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہے وضو خطبہ دینا اور سامعین کا خاموش نہ رہنا صحیح ہے“ (ص 79) (۵)

(۱)..... ”پس ہر کہ قصد سفر ست وے قصر کند نزد حضور نماز اگرچہ در میلے از شہر خود باشد و اما نہایت سفر پس دلیلی بر آنکہ سفر در خور قصر نماز تا کذا و کذا مسافت یا مافوق آن ست نیامده“۔

(۲)..... ”پہنچیں ثابت از آنحضرت ﷺ جہرست و لکن ایں جہرانی صحت اسرار نیست“۔

(۳)..... ”نماز عید واجب ست بوجوب مؤکد علی الاعیان نہ علی الکفایہ“۔

(۴)..... ”و نماز عید نمازے از نماز ہاست پس تنہا و باجماعت ہر دو صحیح باشند..... و لکن از آنحضرت ﷺ مگر بجماعت صالح حجت باشد“

(۵)..... و ایں خطبہ از محدث مخبری باشد زیرا کہ دلیلی بر تطہیر خطیب نیست..... و نہ بانصات درین خطبہ بنا بر آنست کہ فہم موعظت جز بخوشی نمی باشد و مشتغل بکلام غیر فہم ست پس باین حیثیت مستحسن باشد نہ من حیث الدلیل زیرا کہ در خطبہ عید درین باب دلیلی نیامده۔

**سوال :** - جناب! یہ کس حدیث میں ہے؟ اس پر صریح حدیث پیش کریں اپنی رائے مسلط نہ کریں۔

**123:-** عبد اللہ بن عتبہؓ نے کہا ہے سنت یہ ہے کہ پہلے خطبہ کو لگا تار نو تکبیروں کے ساتھ شروع کرے اور دوسرے خطبہ کو سات تکبیرات کے ساتھ شروع کرے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اس سنت سے سنت نبویؐ مراد ہے تو یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل حجت نہیں ہوتی ”واگر مراد سنت بعض صحابہؓ است حجت ہذاں قائم نکر دو“ اور اگر بعض صحابہؓ کی سنت مراد ہے تو اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔ (ص 79) (۱)

**سوال :** - جناب! مرسل حدیث کی تعریف اور اس کا حکم حدیث میں دکھائیں؟ اور بعض صحابہؓ کی سنت حجت نہیں۔ یہ کس حدیث میں ہے؟

**124:-** ایام تشریق قربانی کے دن ہیں وہ دس ذی الحجہ اور دو دن اس کے بعد یعنی 12 اور 13۔ (ص 80) (۲)

**سوال :** - جناب! جو غیر مقلدین قربانی کے چار دن بتاتے ہیں وہ سچے ہیں یا نواب صدیق حسن خان سچے ہیں؟

**125:-** نواب صدیق حسن خان صلوٰۃ التبیح کے متعلق لکھتے ہیں کہ صلوٰۃ التبیح کی حدیث کے بارے اختلاف ہے بعض نے اس کو موضوع کہا ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جس آدمی کو کلام نبوت کے ساتھ مناسبت ہے وہ یقیناً اس نماز کی

(۱).....وآ نکہ عبد اللہ بن عتبہؓ گفتہ سنت آنست کہ خطبہ را بنہ تکبیرات متزئی بیافا ز دو ثانیه را بہفت تکبیر متزئی بکشاید اگر مراد سنت نبویؐ است حدیث مرسل باشد و مرسل حجت نیست و اگر مراد سنت بعض صحابہؓ است حجت ہذاں قائم نہ گردد مگر آنکہ اجماع صحابہؓ باشد۔  
(۲).....”ایام تشریق ایام نحر است و آن روز نحر و دو روز بعد از وست“

حدیث کے متعلق ایک چیز اپنے دل میں پاتا ہے اور اللہ سبحانہ نے امر دین میں بڑی وسعت رکھی ہے لہذا صحت وضع اور وضع کے چکر میں کیوں پڑتے ہیں جس چیز کا کرنا صحیح طور پر پایہ ثبوت تک پہنچا ہوا ہے یا اس فعل کے کرنے کی ترغیب موجود ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور بہت عمدہ ہے تو اس چیز کو کیوں لازم نہ کریں (ص 82) (۱) یعنی صلوٰۃ التسلیح صحیح طور پر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اس کی ترغیب ہے اور بہت عمدہ ہے لہذا اس کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے اور صحت وضع اور وضع کے تردد و چکر میں نہ پڑنا چاہیئے۔

**سوال:** - جناب! نواب صدیق حسن خان کی یہ بات قرآن و سنت کے موافق ہے یا مخالف۔ اگر موافق ہے تو موافقت والی آیات و احادیث پیش کریں اور اگر مخالف ہے تو وہ آیات و احادیث پیش کریں یہ حکم جن کے خلاف ہے۔ اور جو غیر مقلدین صحت وضع کے چکر میں ہیں ان کا حکم کیا ہے؟

**126:** تراویح باجماعت سے پتہ چل گیا کہ رمضان کی راتوں میں نوافل کی جماعت سنت ہے نہ کہ بدعت۔ (ص 83) (۲)

**سوال:** - جناب! نواب صاحب دیگر نوافل کو تراویح پر قیاس کر کے ماہ رمضان میں تمام نوافل کی جماعت کو سنت کہہ رہے ہیں۔ یہ قیاس ہے یا حدیث ہے؟ اگر کوئی حدیث ہے

(۱)..... مردم را در حدیثی کہ در صلاۃ التسلیح آمدہ اختلاف ست تا آنکہ بعض ائمہ موضوعش گفتہ اند و جماعتی گفتہ ضعیف ست عمل بدان حلال نیست ہر کہ را ممارستہ بکلام نبوت ست لا بد از حدیث ایں نماز در دل چیزے می باید و او سبحانہ در امر سرعت گردانیدہ پس چرا در تردد میں صحت وضع وضع می باید افتاد ملازمت چیزے کہ فعل آں بصحت رسیدہ یا ترغیب در فعل آں آمدہ و در اں ہیچ شک و شبہ نیست و کثیر طیب ست چرا نمی باید کرد“

(۲)..... ’واز بخا شناختہ باشی کہ جمع در نوافل در لیالی رمضان سنت ست نہ بدعت۔

جس میں نبی پاک ﷺ نے رمضان میں تمام نوافل کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہو تو وہ پیش کریں؟ کیونکہ غیر مقلدین کے نزدیک سنت رسول کے لیے صرف فعل رسول کافی نہیں بلکہ فعل رسول کے ساتھ امر رسول بھی ہو اور اگر محض قیاس ہے تو وہ غیر مقلدین کے نزدیک شیطان کا کام ہے۔

**127:** اہل علم کی ایک جماعت نے اس نماز تراویح کی بیس رکعت مقرر کی ہیں یہ تعداد ثابت نہیں ہے لیکن یہ ایسی چیز ہے جس پر یہ بات سچی آتی ہے کہ یہ باجماعت نماز ہے اور رمضان میں ہے پس اس پر بدعت ہونے کا حکم کیوں لگایا جائے۔ (ص 83) (۱)

**سوال :-** جناب! جب بیس کا عدد ثابت ہی نہیں تو پھر بدعت کہنے سے انکار کیوں ہے؟ کیا یہ حدیث میں ہے کہ جو عمل قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو اس کا التزام، اس پر دوام بدعت نہیں؟

**128:** قریب المرگ آدمی کو شہادتین کی تلقین کرنے کا حکم حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث میں آیا ہے یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اپنے مردوں (قریب المرگ) کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو اور اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تلقین کرنے کا یہ امر استحبابی ہے یعنی تلقین کرنا مستحب ہے اس پر علماء کا اجماع ہے۔ لیکن نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ امر وجوبی

(۱)..... واما آنکہ جمع از اہل علم ایں نماز را بست رکعت قرار دادہ اند..... ایں عدد مخصوصہ ثابت نشدہ ولیکن منجملہ چیزست کہ براں ایں معنی صادق ست کہ انہ صلوٰۃ وانہ جماعۃ وانہ فی رمضان پس حکم تبدلیع آں یعنی چہ؟۔

ہے یعنی تلقین کرنا فرض ہے کیونکہ وجوب سے استجاب کی طرف پھیرنے کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ (ص 84) (۱)

**سوال :-** جناب! ارشاد فرمائیے کہ علماء کا اجماع کسی معنی کے لئے قرینہ کیوں نہیں بن سکتا۔ سب علماء کا اجماع ہے کہ یہ امر استجاب کے لئے ہے مگر نواب صدیق حسن خان کی رائے یہ ہے کہ یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ نواب صاحب اجماع کو دلیل تو کجا معنی کے متعین کرنے کے لئے قرینہ بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیا اجماع علماء کو دلیل یا قرینہ بنا نے سے قرآن و حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ ذرا اس کی صریح دلیل پیش کریں؟

**129:** اعضاء میت کو نرمی کے ساتھ ملنے اور ٹھوڑی کو باندھنے کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں مگر یہ عمل اچھا اور نیک ہے۔ (ص 84) (۲)

**سوال :-** جناب! فرمائیے کیا اہل حدیث علماء کے اصول کی روشنی میں جو عمل کسی حدیث سے بھی ثابت نہ ہو وہ عمل اچھا اور نیک ہو سکتا ہے؟

**130:** اگر مردہ کے پیٹ میں مال ہو خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنا جائز ہے اگرچہ اس سے مردہ کو تکلیف ہو کیونکہ مال کا اس کے پیٹ میں رہ جانا بہت برا ہے اور ضائع کرنا ہے اور ارضاعت مال سے منع کیا گیا ہے خواہ یہ مال قلیل ہو یا کثیر اس میں کوئی فرق نہیں۔ رہی مردہ کو تکلیف کی بات تو چونکہ اس نے اپنی جان پر خود جنایت

(۱)..... ”وامر بتلقین شہادتین بختضر در حدیث ابی سعید نزد علم وغیرہ بلفظ ”لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

ثابت شدہ و دریں باب حدیث شہاست نووی گفتہ و ایں امر بتلقین امر مندب ست و علماء براں اجماع کردہ انداھ گویم ظاہر امر وجوب ست و قرینہ صارفہ ازاں موجود نیست“

(۲)..... ”و در تلقین برفق و ربط بدقن میت چیزے نیامدہ مگر عمل حسن ست“

کی ہے اس لئے تکلیف ہوتی ہے تو ہوتی رہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ص 85) (۱)

**سوال :-** (۱) یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اس پر صریح حدیث پیش کریں (۲) مردہ کی تکلیف سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صدیق حسن خان مردہ میں حیات مانتے ہیں جبکہ مولانا بدیع الدین راشدی اور مولانا عبداللہ ناصر صاحب کے رسالہ ”امام صحیح العقیدہ ہونا چاہئے“ میں لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو قبر میں حیات ماننا شرک اور ماننے والے مشرک۔ غیر مقلدین کے اس عقیدہ کے مطابق نواب صدیق حسن خان مشرک ہوئے ہیں یا نہیں؟ وہ اہل حدیث + مشرک ہیں یا مشرک + اہل حدیث؟ ان کی ذرا شرعی حیثیت متعین کریں۔

**131:** علماء نے جس چیز کا نام کفر تاً و لی رکھا ہوا ہے وہ بلا دلیل ہے اور اس کا سبب مسلمانوں میں پائی جانے والی معصیت (باہمی منافرت) ہے حتیٰ کہ باہمی حسد و عداوت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھتے ہیں حالانکہ ایک یا چند مسائل میں خطا کی وجہ سے آدمی دائرہ اسلام سے نہیں نکلتا۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ اجتہادی خطا عقائد میں ہو یا فردی مسائل میں، ایک اجر کا ذریعہ ہے اور اگر اجتہاد درست ہو تو دواجر ہیں۔ اس حدیث کو بعض مسائل کے ساتھ خاص کرنے کی تخصیص بلا تخصص ہے اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔ (ص 86) (۲)

(۱)..... ”اگر معلوم شد مال در شکم نہادہ شق آں منہی عنہ نباشد گو مردہ متالم شود زیرا کہ..... بقاء مال در بطن منکر اعظم ست واضاعتش منہی عنہ و چوں میت بایں کار جانی بر جان خود ست در تالم و عے حرج نباشد و نیست فرق در میان قلیل مال و کثیر آں زیرا کہ کم باشد یا بسیار ہمہ منکر واضاعت ست“

(۲)..... ”و آنرا کہ کفر تاً و لی نامند بے اصول ست و ایں امر ناشی از معصیت کا نہ میان طوائف مسلمین ست تا آنکہ بعض باغض بعض بنی وعدوان شدہ اند، و خطا در یک مسئلہ یا چند مسائل موجب خروج خطی از عصمت اسلام نیست بلکہ حق آنست کہ خطا در اجتہاد بدوں فرق میان مسائل اصول و فروع مثبت اجر ست از برائے صاحب او و مصیب راد و اجر و ہر کہ ایں حدیث را خاص بعض مسائل کردہ تخصیص بلا تخصص نمودہ و دعویٰ بلا برہان آوردہ“



**سوال :-** جناب! یہ کس حدیث میں وضاحت ہے کہ کتاب و سنت میں جو چاہیں تاویل کرتے رہیں اس پر کبھی کفر عائد نہیں ہوتا اور عقائد قطعیہ ہوں یا ظنیہ مطلقاً عقائد میں اجتہادی غلطی پر ایک اجر ہے؟ اگر نواب صاحب کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو ہر باطل فرقہ کو تحفظ مل جاتا ہے بلکہ اس کو مأجور ہونے کی سند مل جاتی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ انگریزوں نے برصغیر کے اندر اپنے دور اقتدار میں اشتہار آزادی مذہب شائع کر کے نئے پیدا ہونے والے باطل فرقوں کو قانونی تحفظ فراہم کیا تو نواب صدیق حسن خان جیسے مفاد پرست علماء نے کتاب و سنت میں تاویلات بلکہ تحریفات کا دروازہ کھول کر اور عقائد قطعیہ تک میں اجتہادی غلطی پر ایک اجر کی بشارت سنا کر باطل فرقوں کی تاویلات باطلہ اور عقائد فاسدہ کے لئے شرعی جواز پیدا کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ آج قرآن و حدیث میں تحریف اور قرآن و حدیث کے نام پر جو کچھ اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ باطل فرقے ظلم و ستم کر رہے ہیں یہ ہر ایک کو حق تحقیق اور قرآن و حدیث میں من چاہی تاویل و تشریح کے جواز فراہم کرنے کا نتیجہ ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن و حدیث میں کوئی جیسے تاویل کرے اس پر کفر لازم نہیں آتا؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عقائد خواہ قطعیہ یا ظنیہ ان میں اجتہادی غلطی پر اجر ہے؟ قادیانی مذہب کی بنیاد قرآن و حدیث میں کفریہ تاویلات پر ہے۔ اگر قرآن و حدیث میں تاویل کفر نہیں ہے تو فرمائیے کہ قادیانی کافر ہیں یا نہیں؟ منکرین حدیث قرآن میں تاویلات کفریہ کر کے بہت سارے احکام اسلام سے انکار کر رہے ہیں۔ ان کی تاویلات کفریہ اور ان کی بنیاد پر احکام اسلام کا انکار یا احکام اسلام میں تحریف کفر ہے یا نہیں؟

**132:** آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں جو چیز ثابت ہے وہ نماز جنازہ باجماعت ہے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا افضل بھی ہے لیکن چونکہ قانون یہ ہے کہ ہر نماز تنہا

پڑھنا صحیح ہے اس لئے جنازہ پڑھنا نماز پڑھنا بھی صحیح ہے۔ (ص 90) (۱)

**سوال:**۔ جناب! (۱) یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پوری زندگی نماز جنازہ جماعت کے ساتھ پڑھتے رہے لیکن اگر اس کے برخلاف کوئی آدمی تنہا نماز جنازہ پڑھ لے تو وہ صحیح ہے؟

(۲) اگر آنحضرت ﷺ زندگی بھر ایک عمل کرتے رہے اگر کوئی آدمی اس کے خلاف عمل کرے تو اس کا نام اتباع رسول ہے یا مخالفت رسول؟ اگر مخالفت رسول ہے تو وہ عمل کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے اس عمل کے صحیح ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ مخالفت رسول صحیح ہے؟

(۳) کیا اہل حدیث وہی ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے دائمی عمل کے خلاف عمل کو صحیح بتائے

**133:** میں نے مانا کہ آنحضرت ﷺ سے نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں ثابت ہیں مگر وہ بہت نادر اور قلیل ہے اور احکام میں اعتبار آنحضرت ﷺ کے اس اعم و اغلب عمل کا ہوتا ہے جو آپ ﷺ سے ثابت ہو خصوصاً جب کہ اس پر صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ، صحابہؓ بھی چار تکبیروں پر موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عداً نماز جنازہ کی چار تکبیروں میں کمی، بیشی کرنا بدعت ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز جنازہ فاسد ہے۔ (ص 91) (۲)

**سوال:**۔ (۱) جناب! غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کی تکبیریں چار ہیں ان میں عداً کمی بیشی کرنا بدعت ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کے صادق سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں نماز جنازہ کی تکبیریں چار، پانچ، چھ بھی کہہ سکتے ہیں

(۱)..... ”وہرچہ ثابت از آنحضرت ﷺ در زمن مبارکش تجمع ست و لکن چوں اصل در ہر نماز صحت فردائی ست اگرچہ جماعت افضل ست پس تنہا نماز کردن بر جنازہ صحیح باشد“

(۲)..... ”وگرقیم کہ وقوع پنج از آنحضرت ﷺ بر جہت ندرت و قلت بودہ پس در خور اعتماد اعم و اغلب باشد کہ از آنحضرت ﷺ ثابت شدہ و لایسما بعد از اجماع صحابہؓ و من بعدہم بر چہار و بالجملہ کم و بیشی از چہار ابتداء ست اگر عداً کند نہ ہو ا و اما آنکہ نماز اس کم و بیشی فاسد میگردد پس فساد صحیح نیست“

(مسلم و بخاری) (صلوٰۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص 441)۔ صدیق اور صادق میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟

(2) کیا اگر نماز جنازہ یا کسی دوسری نماز میں عمدۂ بدعت شامل کر لی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی؟ یہ کس حدیث میں ہے؟

(3) صادق سیالکوٹی صاحب بخاری و مسلم کی حدیث کے حوالہ سے جس عمل کو ثابت کر رہے ہیں اس کے مطابق صدیق حسن خان منکر حدیث ثابت ہوتے ہیں یا اہل حدیث؟

134: اور تجہیز و تکفین میں جلدی کا حکم احادیث ضعیفہ سے ثابت ہے لیکن یہ ضعف ان کے حجت ہونے میں رکاوٹ نہیں اور جنازہ میں جلدی کرنے کی احادیث اس کا شاہد ہے۔ (ص 85) (۱)

**سوال:** جناب! غیر مقلدین کے مذہب کی اساس اس اصول پر ہے کہ ”ضعیف حدیث مردود صحیح حدیث مقبول“ کیا خیال ہے نواب صدیق حسن خان ضعیف یعنی مردود حدیث کو حجت مان کر مردود ہوئے ہیں یا نہیں؟ اگر مقلدین کی پیش کردہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کو خواہ مخواہ ضعیف قرار دے کر مردود ٹھہرایا جاتا ہے اور اگر غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث واقعہً ضعیف ہو تو وہ حجت بن جاتی ہے۔ یہ فرق کس حدیث میں ہے؟

135: نبی پاک ﷺ کے کفن میں قمیص شامل کرنا صحابہ کرام کا فعل ہے اور اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہو سکتی (ص 88) (۲)

136: ”تعزیت موت سے پہلے اور موت کے بعد ہر طرح صحیح ہے“ (ص 97) (۳)

(۱) ..... ”وامر جمیل تجہیز با حدیث ضعیف ثابت شدہ لیکن قادیان در احتجاج نیست واحادیث اسراع بجنازہ شاہد اوست“

(۲) ..... ”ولکن این فعل حاضرین صحابہ بود و حجت بدار غیر قائم است“

(۳) ..... ”تعزیت عام است از آنکہ نزد موت یا نزد حضور علاما تقیاً بعد از مرگ کنند چہ تعزیت تسلیہ است۔“

**سوال :-** موت سے پہلے تعزیت کے صحیح ہونے پر صریح حدیث پیش کریں؟

**137:** یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جو حجت کے لائق نہیں ہے۔ (ص 95) (۱)

**سوال :-** صحابہ کا فعل حجت نہیں۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا غیر مقلدین کی اپنی

رائے ہے؟

**138:** ”جس شخص کے پاس عید الفطر کے ایک دن کا بقدر ضرورت خرچہ موجود ہے

اور اس سے زائد صدقۃ الفطر کی مقدار بھی موجود ہو تو وہ غنی ہے اس پر صدقۃ الفطر دینا واجب

ہے اور لینا حرام ہے“ (ص 116) (۲)

**سوال :-** اس پر صریح حدیث پیش کریں؟

**139:** ”موقوفات صحابہ حجت نہیں ہیں“ (ص 129) (۳)

**سوال :-** اس پر صریح حدیث پیش کریں۔

**140:** خلاصہ یہ ہے کہ صحابہؓ کی تفسیر حجت نہیں ہے۔ (ص 139) (۴)

**سوال :-** یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ حالانکہ مستدرک حاکم ص 123 ج 1 میں ہے

”وتفسیر الصحابی عندهما مسند“ صحابی کی تفسیر بخاری و مسلم کے نزدیک حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہے۔ ناقل

**141:** ”عورت کا نفس اور مال دونوں مرد کے حکم کے ماتحت ہیں“ (ص 174) (۵)

(۱)..... ”اہل فعل بعض صحابہ نکتہ نیر زد“

(۲)..... وادلہ مذکورہ مفید آنست کہ معتبر وجود قوت یوم حاضرست ہر کہ آنرا باز یادوت یا بدوی فطرہ برآرد و ہر کہ جز قوت یکروز نیابد بروی فطرہ نیست۔

(۳)..... وآنچہ موقوف بر بعض صحابہ ست دران حجت نیست۔

(۴)..... ”وحاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم ست“

(۵)..... نفس و مال زن زیر حکم زوج ست۔

**سوال :-** اس پر صریح حدیث پیش کریں؟۔

142: ”رانوں اور چوڑوں کے اوپر اوپر انتفاع کے جواز میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ سنت صحیح سے ثابت ہے“ (ص 175) (۱)

**سوال :-** اس پر صحیح، صریح حدیث پیش کریں؟۔

143: ”شرم گاہ کے اندرونی حصے کو دیکھنا بلا کراہت جائز ہے“ (ص 175) (۲)

144: ”دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی“ (ص 333) (۳)

145: ”ناخن اور دانت کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ ذبح کرنے سے کچھ خون نکل آئے تو وہ جانور حلال ہے۔ خواہ رگیں نہ کٹی ہوں کیونکہ ذبح کے لئے رگوں کا کٹنا شرط نہیں ہے (ص 337) (۴)

146: ”ذبح کے لئے گلے پر چھری پھیرنا شرط نہیں ران وغیرہ بدن کے کسی بھی حصہ سے خون نکل آیا تو وہ جانور حلال ہے“ (ص 337) (۵)

(۱)..... درجوازا استمتاع وغیرہ از فخذین و طاهر الیتین و نحو آن خود ہیچ شک و شبہ نباشد و سنت صحیحہ بدان وارد گشتہ۔

(۲)..... و همچنین دلیلی بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ۔

(۳)..... حلال ست از بحری انچہ زندہ و مردہ گرفتہ شود۔

(۴)..... آنچہ دال باشد بر اشتراط فری اوداج در مرفوعی ثابت نشدہ..... و این دال ست بر حصول تذکیۃ شی بانہار دم پس حلال باشد اگر چہ بریدن اوداج حاصل نشود..... صحیح ست تذکیۃ بخدیہ یا حجر یا شقہ عصایا بانچہ منہر دم باشد کائماکان مادام کہ سن یا ظفر نبود۔

(۵)..... و آنچہ دال باشد بر اشتراط فری اوداج در مرفوعی ثابت نشدہ..... و در صحیحین وغیرہما از حدیث رافع بن خدیج آمدہ انہ فی اللہ قال ما نہر الدم و ذکر اسم اللہ تعالیٰ علیہ فکلو ما لم یکن سنا و ظفر او ہیں دال ست بر حصول تذکیۃ شی بانہار دم پس حلال باشد اگر چہ بریدن اوداج حاصل نشود۔

- 147: ”خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں ہے“ (ص 348) (۱)
- 148: ”مردوزن دونوں چاندی کے زیور پہن سکتے ہیں“ (ص 356) (۲)
- 149: ”ایک بکری کی قربانی گھر کے تمام افراد کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی کیوں نہ ہوں“ (ص 341) (۳)

### المحمدیہ مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

نواب صدیق حسن خان کا درجہ غیر مقلدین کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ برابر ہے اور نواب نور الحسن کا درجہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نہیں۔ بدورالابہ غیر مقلدین کی کتاب نہ ہو میں ذمہ دار۔ اگر اس میں یہ مسائل نہ لکھے ہوں تو میں ذمہ دار۔ اور اگر یہ کتاب بھی غیر مقلدین کی ہے اس میں مذکورہ مسائل بھی لکھے ہوئے ہیں تو میرا صاف ستھرا سوال یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین کے یہ مسائل صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کریں۔ اپنے دعوے کے مطابق آپ ان میں سے کسی مسئلے کو قرآن و حدیث کے ثبوت کے بغیر نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غلط۔ دیدہ باید:

### غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ: ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں ایک بار نہیں بار بار۔

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س: جناب آپ اپنے ان محدثین مجتہدین کو رحمۃ اللہ کہیں یا لعنت اللہ: یہ آپ کا اور آپ

(۱)..... واما آنچه از بری خون ندارد پس شناخته کہ قرآن دال ست بر اصلیت حل۔

(۲)..... تخلی بلفظہ مختص بنساء نیست بلکہ رجال و نساء دران برابر اند۔

(۳)..... وحق آنست کہ یک گوسفند از تمام مردم خانہ مجزی و بسندست اگرچہ صد کس چرانباشند۔

کے ان اکابرین کا معاملہ ہے جنہوں نے آپ حضرات کو بے علم ہونے کے باوجود اجتہاد کی لائن پر لگایا ویسے آپ لوگوں نے اپنے بڑوں کے ساتھ رئیس کے ریچھ والا معاملہ کیا ہے۔

### لطیفہ

ایک رئیس نے اپنی خدمت کیلئے ایک ریچھ پال رکھا تھا جب وہ سوتا تو ریچھ اس سے کھیاں جھلا کرتا ایک روز اتفاق سے کھیوں نے بہت زور کیا۔ ریچھ کھیاں اڑاتے اڑاتے تنگ آ گیا اس نے دل میں کہا اچھا میں تمہارا علاج کرتا ہوں جب کھیاں اچھی طرح آقا کے منہ پر جمع ہو گئیں تو اس نے بڑا سا پتھر لا کر ان کھیوں کو جو مارا آقا کا منہ چکنا چور کر دیا۔ تم بھی ان مسائل سے جان چھڑانے کیلئے اپنی اکابرین پر لعنت کر کے ان کو سکھ بے ایمان کہہ کے ان کے علم و ایمان اور انکی اہل حدیثی کا کچھ مر نکال دیتے ہو۔ کیا انہوں نے تمہیں اس لائن پر اسی لی چلایا تھا؟ ہنس لفظا لمین بدلا (براہے ظالموں کے لئے بدلہ) لیکن آپ کے اپنے اکابرین پر لعنت کرنے سے انکو سکھ بے ایمان کہنے سے میں نہ مطمئن ہو سکتا ہوں نہ اہل حدیث مذہب قبول کر سکتا ہوں۔

### غیر مقلدین کا سنی نوجوان سے استفسار

غ: اچھا آپ بتائیں آپ کیسے مطمئن ہوں گے اور کیسے مذہب اہلحدیث قبول کریں گے؟

### سنی نوجوان کا جواب

س: اس طرح کہ آپ لوگ اپنے آپ کو سچا اہل حدیث ثابت کر دیں اس طور پر کہ یہ مسئلے جو تمہارے ہی اکابرین کے لکھے ہوئے ہیں اگر صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کر دیں۔

غ: ہمارے سچے ہونے کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ یہ مسائل خبیثہ بے شک ہمارے

بڑے بڑے اہل حدیث علماء نے لکھے ہیں پھر بھی ہم ان کی شخصیت اور علم سے مرعوب ہوئے بغیر ان پر لعنت کر رہے ہیں اور ان کے مسائل کو رد کر رہے ہیں آپ ذرا اپنے علماء پر لعنت کر کے دکھائیں۔

**س:** بہت اچھا اگر آپ کے سچے ہونے کی یہی دلیل ہے تو میں اہل حدیث حضرات کے چند مسائل اور بھی پورے ثبوت اور ذمہ داری کے ساتھ بتاتا ہوں تاکہ آپ کے لعنت کرنے سے آپکا سچا ہونا ثابت ہو جائے اور آپکے اکابرین کو اپنے کیے کا یعنی غیر مجتہدین کو مجتہدین کی تقلید سے باغی بنانے اور ان کو اپنے جاہلانہ اجتہاد کے غرور میں مبتلا کرنے کا صلہ مل جائے اور آپ کے قرآن اور حدیث والے دھوکہ سے بچ کر مقلدین کا دین و ایمان محفوظ ہو جائے۔



## مسائل فتاویٰ نذیریہ

- 1- اہلحدیث کے نزدیک منی پاک ہے (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۳۵)
- 2- کنویں میں کتا گرنے سے پانی کا رنگ 'بو' مزہ بدل جائے تو ناپاک ہے ورنہ پاک ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۳۸: فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۱۴)
- 3- نماز میں سر ڈھانپنا ضروری نہیں ہاں یہ مسنون امر ہے اگر کرے تو اولیٰ ہے نہ کرے تو عقاب نہیں اللہ پاک نے فرمایا ہے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد اس آیت پاک سے ثابت ہوا کہ ٹوپی و عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ لباس سے زینت ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۴۰)
- 4- (قرآن) پڑھنا اجرت کے ساتھ نماز تراویح عشر مجاز ہی اور ثواب ہوگا۔ (ج ۱ ص ۶۴۲)
- 5- جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔ (ج ۱ ص ۳۲۷)
- 6- داڑھی اتنی نہ بڑھ جائے کہ بدنما ہو جائے (ج ۳ ص ۳۶۱)
- 7- امام ناچ گانا کی محفل میں شریک ہو بازاری طوائف کے رشتہ دار کے تیجے وغیرہ کا کھنا کھائے قرآن پڑھ کر طوائف سے نذرانے حاصل کرے..... دوستوں کے سامنے ظاہر کرے کہ کسی عورت سے میری ملاقات ہے۔ دوست اس کے سامنے اس کی بری حرکت کا ذکر کریں اور اس سے دریافت کریں تو وہ جواب دے کہ تم کو تین ماہ سے معلوم نہیں۔ اجرت نہ ملنے پر نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دے۔ میت کو غسل دیتے ہوئے کوئی چیز

میت کی چرالے۔ اگر کسی نے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز جائز ہے۔

(ج ۱ ص ۳۹۳، ۳۹۴)

8 - رفع یدین میں لڑنا جھگڑنا جہالت اور تعصب ہے کیونکہ مختلف اوقات میں رفع

یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔

(ج ۱ ص ۴۴۱)

9 - ایک امام مثلاً ظہر کی نماز ایک مسجد میں پڑھا دے پھر دوسری مسجد میں جا کر وہی

نماز پڑھا دے تو دونوں جماعتیں درست ہیں (ج ۱ ص ۴۷۷)

بلکہ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی امام ایک نماز کی ایک وقت میں جتنی جماعتیں

کرا دے درست ہے۔ ناقل۔

10 - تشہد میں اخیر تک انگلی اٹھانا سنت ہے (ج ۱ ص ۵۰۲)

11 - بوقت ضرورت نماز میں چلنے پھرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (ج ۱ ص ۵۰۸)

12 - فجر کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا مستحب ہے (ج ۱ ص ۵۲۸)

13 - فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا درست ہے۔ (ج ۱ ص ۵۶۴: فتاویٰ

ثنائیہ ج ۱ ص ۵۰۶)

14 - اس میں یعنی میت کو کھینچنے میں اذیت و تکلیف میت کو پہنچے گی اور میت مسلم کو

اذیت و تکلیف دینی حرام اور ممنوع و موجب گناہ ہے۔ (ج ۱ ص ۶۵۱)

15 - قراءت قرآن اور تمام عبادات بدنہ کا ثواب میت کو پہنچنا از روئے دلیل کے

زیادہ قوی ہے۔ (ج ۱ ص ۷۱۸)

16 - تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جائز

ہے (ج ۳ ص ۲۹۸)

- 17- کسی حدیث سے کسی مجتہد کا دلیل پکڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث اس کے نزدیک صحیح و قابل استدلال ہے۔ (ج ۳ ص ۳۱۶)
- 18- داڑھی کا دراز رکھنا بقدر ایک مشقت کے واجب ہے (ج ۳ ص ۳۵۹)
- 19- عبد اللہ بن عمرؓ کا داڑھی کو ترشوانا اور بقدر ایک مشقت رکھنا حج اور عمرے کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ وہ داڑھی بڑھانے کے حکم کو اس حالت پر محمول کرتے تھے کہ داڑھی طول و عرض میں زیادہ بڑھ کر صورت کو بھدی اور بد نما نہ کر دے (ج ۳ ص ۳۶۱)
- 20- مردوں کیلئے چاندی کا وہ زیور جائز ہے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص نہ ہو (ج ۳ ص ۳۸۳)
- 21- خطبہ جمعہ ہر زبان میں جائز ہے (ج ۱ ص ۶۱۳)
- 22- اگرچہ آنحضرت ﷺ صحابہؓ، تابعین وغیرہ نے خطبہ جمعہ پر دوام کیا ہے اس کے باوجود خطبہ جمعہ ترک کرنے سے نماز جمعہ میں کچھ خلل شرعی واقع نہیں ہوتا (ج ۱ ص ۶۱۶)
- 23- عمر فاروقؓ کے زمانے میں بیس تراویح پر صحابہ کا اجماع ہو گیا لہذا بیس تراویح کا منکر اجماع کا منکر ہیاد علیکم بسنتی کا منکر ہے اور دوزخی ہے۔ (ج ۱ ص ۶۳۴)
- 24- کوئی آدمی اپنی بہو سے بدکاری کرتا رہے تو اس کے بیٹے کے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا (ج ۲ ص ۴۲۷)
- 25- عورت کو زیر ناف بال اسٹے سے صاف کرنے چاہئیں۔ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے (ج ۳ ص ۳۵۲)
- 26- زانیہ (بدکاری کا پیشہ کرنے والی عورت) کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم بھی عام مساجد کی طرح ہے اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے۔ (ج ۱ ص ۳۷۳)

27 - ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا پھر اس عورت کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد ماں بیٹی دونوں کے ساتھ وطی کرتا رہے تو نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا (ج ۲ ص ۴۳۰)

28 - ضرورت شدیدہ کے وقت محرمات کیلئے (بوڑھے اور جوان کے) قابل ستر مخفی حصوں کی طرف دیکھنا ان کو مس کرنا (اور مالش کرنا) جائز ہے۔ (ج ۳ ص ۱۷۶)

29 - گائے وغیرہ کو ذبح کیا اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے۔ (ج ۳ ص ۳۰۷)

30 - حلال جانور کے تمام اجزاء حلال ہیں۔ ان کی کوئی چیز حرام نہیں البتہ دم مسفوح یعنی جاری خون حرام ہے۔ باقی آلہ تناسل، خصبیہ، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ وغیرہ سب حلال ہیں۔ ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ (ج ۳ ص ۳۲۰، ۳۲۱)

31 - اگر شبہ ہو کہ ذبح کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت پڑھ لے۔ (ج ۳ ص ۳۱۸)

32 - رسول اللہ ﷺ کی عبادات و معاملات میں صحابہ کرامؓ کی مخالفت کا مفروضہ قائم کر کے فتویٰ لکھا کہ ایسی صورت میں صحابہ کرامؓ کے قول پر عمل کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ (ج ۱ ص ۱۶۵)

33 - غیر مقلدین کے نزدیک کنوئیں میں خنزیر یا کتا پھولا پھٹا ہوا پڑا ہے لیکن پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ نہیں تبدیل ہوا تو وہ پاک ہے۔ اس کے خلاف حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ایک فتویٰ کو رد کرتے ہوئے میاں نذیر حسین فرماتے ہیں اگر اس فتویٰ کو سند کے اعتبار سے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس کو دلیل بنانا صحیح نہیں۔ کیونکہ صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔ (ج ۱ ص ۳۴۰)

34 - غیر مقلدین کا فتویٰ ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ثابت نہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا ہے۔ اس کو رد کرتے ہوئے غیر مقلد محدث عبدالرحمن مبارکپوری نے لکھا ہاں حضرت ابن عمرؓ کا عمل ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا بسند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمرؓ کا فعل ہے۔ (اور صحابی کا فعل حجت نہیں) (ج ۱ ص ۴۵۵)

35 - آیہ اذانودی للصلاة اور حدیث کہ ہر مسلمان پر نماز جمعہ باجماعت واجب ہے سوائے غلام، عورت، بڑے، اور بیمار کے۔ اس سے میاں نذیر حسین نے اجتہاد کر کے کہا کہ جمعہ ہر جگہ فرض ہے پھر اپنے اس اجتہاد کا نام رکھا قرآن وحدیث۔ ان کے اس اجتہاد کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کا فتویٰ واثر ہے جو غیر مد رک بالقیاس ہونے کی وجہ سے مرفوع حدیث کے حکم میں ہے وہ اثر یہ ہے کہ نہیں ہوتا جمعہ، تشریق، عید الفطر اور عید قربانی مگر شہر میں۔ میاں صاحب نے اس صحیح اثر کو اس بہانے سے رد کر دیا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ (ج ۱ ص ۵۷۸)

36 - حالانکہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں بلکہ ان کے اپنے اجتہاد کے خلاف ہے سوال یہ ہے کہ میاں صاحب کو یہ آیت وحدیث سمجھ آ گئی اور حضرت علیؓ کو سمجھ نہ آئی جو انھوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیدیا یقیناً حضرت علیؓ کا فتویٰ صحیح ہے اور میاں صاحب کا اجتہاد غلط ہے۔ ناقل۔

## مسائل فتاویٰ ثنائیہ

- 1- داڑھی کی واجب مقدار ایک مشت ہے اور زائد کا کٹوانا سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۳۶: فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۵۹: فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۳۸)
- 2- اگر داڑھی اتنی بڑھ جائے کہ ہندو، سادھو اور سکھ وغیرہ جن کا شعار عدم اخذ ہے کے ساتھ مشابہت ہو جائے تو قبضہ سے زائد کی اصلاح واجب ہے اور ان کی موافقت خلاف سنت بلکہ بدعت ثابت ہوگی۔ (ج ۲ ص ۱۳۸)
- 3- شہداء قبور میں زندہ ہیں انبیاء مردہ ہیں۔ (معاذ اللہ) (ج ۱ ص ۱۰۷)
- 4- تعویذات جائز ہیں (ج ۲ ص ۶۸، ۱۵۴: ج ۱ ص ۳۳۹)
- 5- تفسیر قرآن احادیث میں بہت کم ہے (ج ۱ ص ۳۴۶)
- 6- مرشد بنانا مستحب ہے (ج ۱ ص ۳۵۳)
- 7- مرزائیوں سے تعزیت کرنا۔ دعوت شادی قبول کرنا۔ رسمی سلام کرنا۔ مسجد میں چندہ لینا جائز ہے۔ (ج ۱ ص ۳۷۵)
- 8- تین نفل جائز ہیں (ج ۱ ص ۴۳۳)
- 9- نوکری کی خاطر دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے (ج ۱ ص ۴۳۶)
- 10- اگر کھیل کے دوران ظہر یا عصر کا وقت آجاتا ہو تو ظہر کو عصر کے ساتھ یا عصر کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھ لیا کریں (ج ۱ ص ۶۳۱)
- 11- داڑھی منڈے امام کے پیچھے اقتداء جائز ہے (ج ۱ ص ۵۳۳)
- 12- اگر امام نے فاتحہ پوری کر لی اور مقتدی کی رہتی ہے تو مقتدی پہلے امام کے ساتھ

- آمین کہے بعد میں فاتحہ پوری کر لے۔ (ج ۱ ص ۵۶۰)
- 13 - جس نے فرض نماز نہ پڑھی ہو وہ تراویح میں فرض کی نیت سے شامل ہو کر فرض ادا کرے۔ امام اور دوسرے مقتدیوں کی تراویح ادا ہوگی اور اس آدمی کی فرض نماز ادا ہو جائے گی۔ (ج ۱ ص ۶۱۶)
- 14 - اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے۔ پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ (ج ۱ ص ۶۵۴)
- 15 - اول وقت میں تراویح پڑھ کر اخیر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔ اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔ (ج ۱ ص ۶۸۲)
- 16 - باپ ماں بیٹی تینوں روزے دار ہیں۔ افطار کیلئے کوئی چیز نہیں باپ نے بیوی سے جماع کر کے اور بیٹی کا بوسہ لیکر روزہ افطار کیا تو تینوں کا روزہ صحیح ہے البتہ اگر بیٹی کا بوسہ بدینتی سے لیا تو سخت مجرم ہے مگر روزہ صحیح ہوگا۔ (ج ۱ ص ۶۵۷)
- 17 - نماز میں سر پر پگڑی یا ٹوپی سنت ہے۔ ننگے سر نماز بے وقوفی اور ایجاد بندہ ہے (ج ۱ ص ۵۲۵، ۵۲۳، ۵۲۴)
- 18 - گھریا قبرستان میں قرآن خوانی برائے ایصال ثواب جائز ہے (ج ۲ ص ۳۳)
- 19 - نماز جنازہ کی دعاء عربی میں یاد نہ ہو تو اپنی زبان سے پڑھ سکتا ہے۔ (ج ۲ ص ۴۵)
- 20 - مردہ عورت محل پردہ نہیں ہے (ج ۲ ص ۲۶)
- 21 - حلال جانوروں کے پیشاب کے حلت کا عقیدہ رکھے۔ (ج ۲ ص ۶۷)
- 22 - جو شخص نواب صدیق حسن خان کو گالی دے وہ امامت کا مستحق نہیں ہے (ج ۲ ص ۶۹)
- 23 - بے نماز کا فر ہے۔ اسکی نماز جنازہ ناجائز ہے (ج ۲ ص ۶۹)

- 24 - شریعت قرآن وحدیث کے احکام کا نام ہے۔ طریقت، حقیقت معرفت شرعی احکام کے طریق کار کے نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (ج ۲ ص ۷۱)
- 25 - ہاروت ماروت جادوگر تھے اپنے جادو سے خاوند اور بیوی میں فساد ڈلاتے دیگر اسی قسم کے بیہودہ کام کیا کرتے تھے (ج ۲ ص ۷۳)
- حالا نکلہ قرآن کریم میں ہے کہ وہ فرشتے ہیں۔ ناقل۔
- 26 - ایک مشرک و بدعتی امام نماز کے بعد زطیفہ پڑھتا ہے ولی سلطان باہو۔ اس کا عقیدہ ہے سب اولیاء زندہ ہیں سنتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں۔ آنکھوں کا جھپکنا بھی جانتے ہیں۔ اسکے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو جائز ہے (ج ۲ ص ۷۵، ۷۶)
- 27 - شیر کی چربی پاک ہے۔ (ج ۲ ص ۱۱۸)
- 28 - داڑھی کا خط بنوانا جائز ہے۔ (ج ۲ ص ۱۲۳)
- 29 - دانہ والی تسبیح پر تسبیح پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (ج ۲ ص ۱۵۸، ۱۵۹)
- 30 - دین پر اجرت لینا دوسری اجرتوں سے بہتر ہے۔ (ج ۲ ص ۲۲۵)
- 31 - بیعت اصلاح مستحب ہے۔ (ج ۲ ص ۶۲۷، ۶۲۸)
- 32 - اصحاب رسولؐ کو سب و شتم کرنے والے کو کافر یا مؤمن کہنے سے کف لسان اور قلم کور و کتا ہوں۔ (ج ۱ ص ۱۹۰)
- لیکن مقلدین ابی حنیفہ کو مشرک کہنے سے کف لسان اور قلم کور و کتا بدترین گناہ ہے۔ ناقل۔
- 33 - حضرت عمرؓ کے ایک مجلس میں تین طلاق والے فیصلہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں آپ اور ہم اسے کیوں مانیں، ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں، ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ (ج ۲ ص ۲۵۲)



## مسائل فتاویٰ ستاریہ

- 1- جس نے رکوع کو پالیا اس نے رکعت کو پالیا خواہ سورت فاتحہ کا ایک حرف بھی اس رکعت میں نہ پڑھا ہو (فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۵۳، ۱۷۱: ج ۲ ص ۱۱۵)
- 2- نماز کا تارک کافر و مشرک ہے لہذا زوجین میں سے ایک نماز کا پابند ہو دوسرا تارک تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا ان کی نماز جنازہ بھی جائز نہیں (ج ۱ ص ۶۱، ۱۴۲ تا ۱۶۴)
- 3- حلال جانوروں کا بول و براز پاک ہے کیڑے پر لگا ہوا ہو تو اس میں نماز درست ہے (ج ۱ ص ۳۶)
- غیر مقلدین کے دودھ، دہی، چائے وغیرہ کا کیا اعتبار۔ از ناقل۔
- 4- بے شک مساجد میں محراب مروجہ بنانا جائز اور بدعت ہے (ج ۱ ص ۶۳)
- مسجد نبوی کے بارے میں کیا ارشاد گرامی ہے۔ ناقل۔
- 5- صرف ایک طرف سلام پھیرنا سنت ہے۔ (ج ۱ ص ۷۶)
- 6- بحالت امن کسی نیک صالح (اجنبی) کی ہمراہی میں مستورات حج کیلئے جائیں تو کچھ جرم نہیں (ج ۱ ص ۹۱)
- 7- حلال جانوروں کا بول و براز بطور ادویات استعمال کرنا (یعنی کھانا پینا) جائز ہے۔ (ج ۱ ص ۱۰۵، ۶۳)
- 8- مصافحہ دونوں ہاتھوں سے بھی کر سکتا ہے۔ امام بخاری نے جواز پر باب منعقد کیا ہے باب الاخذ بالید بمعدهم جواز کی کوئی صریح دلیل نہیں۔ (ج ۱ ص ۱۱۵)
- 9- تین بار آمین باجہر کہنا اور یارب اغفر لی آمین کہنا سنت شرعیہ ہے۔ (ج ۱ ص ۱۲۲)
- 10- جو شخص تین دفعہ آمین کو بدعت بتلاتا ہے یا تو وہ جاہل ہے اس کو علم

حدیث کی خبر نہیں تو اس کو بتلانا چاہیے یا عالم ہے تو وہ اللہ و رسول کا دشمن ہے کہ جس فعل کو نبی پاک ﷺ نے کیا پھر اس سے منع نہیں کی وہ اس کو بدعت بتلاتا ہے۔ ایسا شخص امید نہ رکھے کہ وہ دنیا سے ایمان لے کر جائیگا (ج ۱ ص ۱۴۰)

نبی ﷺ کے ایک فعل کو مسلمان ہو کر بدعت کہے بڑی دلیری کی بات ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا کرنے والے بات بھی اپنی طرف سے حدیث میں اضافہ ہے

11 - قبلہ رخ پاؤں کر کے سونے والے کی نیت تو ہین کعبہ کی نہ ہو تو درست ہے (ج ۱ ص ۱۵۲)

12 - کسی شخص کی ظہر یا مغرب کی نماز قضاء ہوگئی اور ادا نماز عصر یا عشاء کی جماعت شروع ہوگئی تو اس کو چاہیے کہ اپنی فوت شدہ نماز کے ارادہ سے جماعت میں شامل ہو جائے بعدہ وقفہ نماز پڑھ لے۔ کیونکہ عند الشرح امام مقتدی کی نیت کا اختلاف مضمر نہیں (ج ۱ ص ۱۷۲)

13 - نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی (قبر میں) ایسی ہے جیسی کہ حدیث میں آئی ہے چنانچہ ابن ماجہ میں ابوالدرداء سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی روح اور جسم دونوں صحیح و سالم رہتے ہیں اور بموجب حدیث رد اللہ علی روحی (اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیگا) انبیاء علیہم السلام کے جسم میں روح آجاتی ہے اگر ان کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں (ج ۱ ص ۱۱۸): ج ۲ ص ۹۱، ج ۲ ص ۱۱۷: ج ۲ ص ۱۳۰، ۱۳۱

14 - شرعاً گائے بھینس کا ایک حکم ہے۔ جیسے ہرن اور بکری کی قربانی جائز ہے اسی طرح گائے اور بھینس کی بھی جائز ہے۔ احادیث میں بھینس کی قربانی کی ممانعت کہیں نہیں آئی (ج ۲ ص ۱۵: ج ۳ ص ۲)

15 - جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے اس کی امامت

ہرگز جائز نہیں ہے یہ قول صحیح ہے اور موافق حدیث رسول اللہ ﷺ (ج ۲ ص ۲۱)

16 - شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے (ج ۲ ص ۷۲: ج ۴ ص ۱۴۴)

17 - مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی جائز ہے۔ (ج ۴ ص ۱۴۰)

**لطیفہ:** ایک صاحب نے غیر مقلدین کے مدرسہ میں فون کیا کہ ہمارے ہاں قربانی کی دوسو کھالیں جمع ہیں آپ کے مدرسہ میں خدمت کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں آپ ٹرک بھیج دیں تھوڑی دیر بعد ٹرک آ گیا ایک مولوی صاحب اترے شکریہ ادا کیا اور ادھر ادھر نظر گھما کر دیکھنا شروع کیا لیکن کھالیں نظر نہ آئیں تو خود ہی پوچھ لیا جناب آپ نے کھالوں کیلئے فون کیا تھا ٹرک حاضر ہے۔ انھوں نے ایک بڑا برتن اٹھوایا جس میں انڈوں کے چھلکے جمع تھے کہا جناب آپ کے مذہب میں انڈوں کی قربانی جائز ہے تو اس کے مطابق یہ بھی قربانی کی کھالیں ہیں آپ ٹرک میں رکھوالیں اور جائیں۔ غیر مقلد مولوی صاحب اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

غرائب اہل حدیث کے امام مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی کے مسلک میں تو اتنی وسعت ہے کہ قربانی کے دنوں میں چار آٹھ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر تقسیم کر دیں تو یہ بھی کافی ہے (مقاصد الامت و مناصب الخلافہ ص ۵ رسائل اہلحدیث حصہ اول)

18 - خداوند تعالیٰ بذاتہ و بنفسہ ہر جگہ موجود نہیں بلکہ عرش پر مستوی ہی ہاں اس کا علم و قدرت ہر جگہ موجود ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۵۶)

19 - اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ میاں ہر جگہ موجود ہے اس کا کوئی مکان نہیں یہ قول مثل بول ہے اور سر اسر غلط اور باطل ہے (ج ۲ ص ۸۲)

20 - اگر شیر خوار بچہ اوپر پیشاب کر دے تو پانی چھڑک لیں (اور نماز پڑھ لیں) (ج ۳ ص ۵۵)

21 - عورتیں مردوں کی طرح استترہ استعمال کر سکتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مردکورات کے وقت سفر سے (ناگہاں) گھر آنے سے منع فرمایا تا کہ اس کی عورت کنگھی کر لے اور استترہ بھی استعمال کر لیا اور بخاری شریف کی حدیث کے مطابق مرد و عورت دونوں کیلئے استترے کا استعمال یکساں اسلامی فطرت ہے اس لئے چچا تالا جواب یہ ہے کہ عورت کیلئے استترے کا استعمال بلا شکر جائز ہے (ج ۳ ص ۷۰، ۷۱)

22 - ابو داؤد کی روایت لیجعلہا بین رجلیہ او لیصل فیہما سے ظاہر ہے کہ جوتیاں پاؤں کے درمیان ہوں یا ان میں نماز پڑھو اس حدیث پر کوئی عمل نہیں کرتا (ج ۳ ص ۱۵۰)

23 - ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے (ج ۴ ص ۳۷)

24 - قبروں میں مردے مسنون سلام سنتے ہیں قبر پر جا کر پڑھنے سے بغیر کسی ذریعہ کے۔ اور مردوں کی روحوں علیین و سجنین میں رہتی ہیں وہیں سے قبر میں بدن سے تعلق رہتا ہے (ج ۴ ص ۱۰۷)

25 - نماز عہدا چھوڑی تو نہ اس کی قضاء کا حکم نہ اس کی کوئی صورت ہے وہ کافر ہو گیا اس لیے وہ توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہو (ج ۴ ص ۵۴)

**سوال** تجدید نکاح ضروری ہے کہ نہیں؟ از ناقل۔

26 - جوتے سے نماز پڑھنا سنت ہے مگر ننگے پاؤں روا ہے۔ (ج ۴ ص ۱۸۳)

27 - جوتوں کے بارے میں آنحضور ﷺ کے فقط تین ارشاد ہیں (۱) اپنی بائیں جانب رکھو (۲) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھو (۳) جوتے پہن کر نماز پڑھو (ج ۳ ص ۱۵۰)

لہذا جو غیر مقلدین ان تین صورتوں کے ماسوا عمل کرتے ہیں وہ گناہ گار ہیں۔

منکرین حدیث اور منکرین فقہ کا انداز فکر ایک جیسا ہے

منکرین حدیث کے انکار حدیث کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی آیت کا اپنے ذہن کے

مطابق ایک مفہوم سمجھتے ہیں اس اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کا نام رکھتے ہیں قرآن۔ پھر جو حدیث اس مفہوم کے خلاف ہو اس کو خلاف قرآن قرار دے کر رد کر دیتے ہیں گیا وہ خود خدا بن بیٹھے ان کا اخذ کردہ مفہوم قرآن ہے اور جو حدیث بھی اس کے خلاف ہو وہ خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ غیر مقلدین نے بعینہ یہی طریقہ اختیار کیا احادیث موقوفہ کے رد کرنے میں کہ وہ بھی کسی آیت و حدیث کا جو مفہوم سمجھتے ہیں اس کا نام رکھتے ہیں قرآن و حدیث اور کسی بڑے سے بڑے جلیل القدر صحابی کا قول، فعل، تقریر اس کے خلاف ہو تو اس کو محض اس وجہ سے رد کر دیتے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے حالانکہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ اس مفہوم کے خلاف ہوتا ہے جو انھوں نے اپنی کوتاہ فہمی اور ناقص رائے سے کسی آیت و حدیث سے کشید کیا۔ لیکن غیر مقلدین اپنے فہم کو فہم رسول سے کم نہیں سمجھتے اس لیے اس لیے ان کا سمجھا ہوا تو حدیث بن جاتا ہے اور صحابی کا قول و فعل جو اس کے خلاف ہو وہ خلاف حدیث ہونے کی وجہ سے مردود۔ جبکہ اہل السنۃ والجماعت صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال کی رہنمائی میں کتاب و سنت کی تشریح کرتے ہیں اور ان کے اقوال و افعال کو حدیث فہمی کیلئے بطور رموز و شرح استعمال کرتے ہیں جیسا کہ امام طحاوی کی حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار اس پر شاہد عدل ہے۔ اسی طرح اہل السنۃ والجماعت خلفاء راشدین کی سنت کو سنت شرعیہ اور واجب العمل سمجھتے ہیں جبکہ غیر مقلدین خلفاء راشدین کی سنت کو سنت شرعیہ اور واجب العمل نہیں سمجھتے۔ احادیث موقوفہ یعنی صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال اور تقریرات اور سنت خلفاء راشدین کے بارے میں غیر مقلدین اور اہل السنۃ والجماعت کے درمیان اس اصولی و بنیادی فرق کو ملحوظ رکھ کر فتاویٰ ستاریہ سے احادیث موقوفہ کے بارے میں چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

28 - قول و فعل صحابی بمقابلہ حدیث رسول ﷺ متروک العمل ہے۔ قول و فعل صحابہ کو

جو حدیث رسول اللہ ﷺ پر مقدم کرے تاویلات رکیکہ سے وہ شخص قرآن وحدیث اور رسول اللہ ﷺ کا مخالف ہے (فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۸۵)

29 - جو شخص رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف میں کسی صحابی

کے قول سے جھٹ پڑتا ہے اور جھگڑتا ہے وہ مخالف اللہ و رسول ہے۔ (ج ۳ ص ۸۶)

30 - رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل و تقریر کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف میں کسی

صحابی کے قول و فعل و تقریر کو تلاش کرنا اور اس پر اڑنا صریح گمراہی ہے۔ (ج ۳ ص ۸۶)

**فائدہ :** عہد نبوت، عہد صدیقی، اور عہد فاروقی میں خطبہ جمعہ کے وقت منبر کے سامنے اذان ہوتی تھی اس کے بعد تکبیر کہی جاتی اس تکبیر کو بھی بعض روایتوں میں مجاز اذان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور پہلی اذان جس کو روایات میں اذان ثالث کہا گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے حکم سے شروع ہوئی اور فتاویٰ ستاریہ میں ہے صحابہ نے اس کو تسلیم کیا (فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۸۵)

لہذا اس اذان پر اس وقت موجود صحابہؓ و تابعین کا اجماع ہو گیا۔ اس کے باوجود غیر مقلدین خلیفہ راشد اور صحابہ کرامؓ کی اس اجماعی سنت کو سنت نہیں مانتے اس سلسلہ میں ان کا نظریہ ملاحظہ ہو:

31 - اذان ثالث جو حضرت عثمان نے ایجاد کی تھی وہ ایک وجہ سے تھی یعنی لوگوں کی کثرت ہوگی آپ نے ان کی آگاہی کیلئے اس اذان کو ایجاد کیا باقی مسنون اذان تو وہی ہے جو بوقت خطبہ دی جاتی ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۸۷)

32 - زمانہ نبوت سے خلافت ثانیہ تک صرف ایک اذان تھی فی زمانہ بھی اسی پر عمل ہونا چاہئے (فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۸۷)

حضرت عثمانؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کی اس سنت سے غیر مقلدین کو اتنی نفرت ہے کہ

انہوں نے اس اذان کو سنت کہنے یا کسی اور خوبصورت تعبیر کی بجائے اس کو ایجا عثمانی، اذان عثمانی، عثمانی اذان، اذان عثمانیہ کے عنوان سے فتاویٰ ستاریہ کے مندرجہ بالا صفحات میں تقریباً بیس دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔

33 - حضرت علیؓ کا فتویٰ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ جمعہ صرف اور صرف شہر میں ہی ہو سکتا ہے لیکن غیر مقلد مفتی نے یا ایہا اللذین آمنوا اذنا نودی اور حدیث ”جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے“ سے ہر جگہ جمعہ کی فرضیت کا مفہوم خود کشید کیا پھر اس مفہوم کا نام رکھا قرآن و حدیث اور چونکہ حضرت علیؓ کا مذکورہ بالا فتویٰ غیر مقلد مفتی کے اس اجتہادی مفہوم کے خلاف تھا تو اس نے اس کو قرآن و حدیث کے خلاف قرار دی کر رد کر دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں، ”اور اگر فتویٰ علیؓ ثابت بھی ہو تو کتاب و سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے اور جو قول صحابی کا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہو تو وہ غیر معمول بہ ہوتا ہے۔“ (فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۱۴۰)

34 - ایک مجلس کی تین طلاق والے مسئلہ میں حضرت عمرؓ اور صحابہ کرامؓ کے اجماعی فیصلے کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں، ”حضرت عمرؓ یا کسی اور صحابی کا قول و فعل حدیث مرفوعہ کے مقابلہ میں حجت شرعی نہیں ہے۔“ (فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۶۶)

35 - حدیث مرفوعہ اور صحیح صریح بیان والی کے مقابلہ میں صحابی کا قول یا فعل حجت نہیں ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۶۵)

### غیر مقلدین کا جواب

غ۔۔ ہم ان کو نہیں مانتے۔

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س۔۔ آپ کی یہ بات بڑی مبہم ہے اس کی ذرا وضاحت کریں۔ آپ ان اہل حدیث

علماء کو انسان نہیں مانتے؟ مسلمان نہیں مانتے؟ عالم نہیں مانتے؟ سچا نہیں مانتے؟ یا ان کتابوں کو نہیں مانتے یا ان مسائل کو نہیں مانتے؟ یا اہل حدیث مذہب کو نہیں مانتے؟ غ-- میرا مطلب یہ ہے کہ ہم ان مسائل کو نہیں مانتے۔

### سنی نوجوان کے غیر مقلدین پر دس سوالات

س-- اس پر میرے دس سوالات ہیں۔

(۱) یہ کہ آپ ان مسائل کو اس لیے نہیں مانتے کہ غلط ہیں۔ تو آپ اپنے اصول کے مطابق ان میں سے ہر مسئلہ کے غلط ہونے پر قرآن و حدیث کا ایسا صریح اور واضح ثبوت پیش کریں جس میں تمھاری اپنی رائے کا دخل نہ ہو اور نہ کسی امتی کا قول پیش کریں۔ کیونکہ تمھارے نزدیک امتی کی رائے و قول کو قرآن و حدیث کے ثبوت کے بغیر مان لینا تقلید ہے اور تقلید شرک ہے لہذا اس سے آپ مشرک بن جائیں گے۔

(۲) جب آپ لوگوں میں اتنا اختلاف ہے کہ ہر غیر مقلد کی اپنی اپنی جدا تحقیق ہے آپ کے جہلاء علماء کے مسائل کو نہیں مانتے اور نہ ہی ایک عالم دوسرے عالم کے مسائل کو مانتا ہے بلکہ ان مسائل کے لکھنے والوں پر لعنت لعنت کی آواز بلند کی جاتی ہے اور آپ حضرات ان کو واتبعوا فی هذه الدنيا لعنة کا مصداق بنا دیتے ہیں تو پھر آپ لوگوں کو ائمہ مجتہدین کے باہمی اجتہادی اختلاف پر اعتراض کیوں ہے؟ خصوصاً جبکہ ان کا اجتہادی اختلاف باعث اجر و رحمت ہے نہ باعث لعنت۔

(۳) جب آپ اپنے لٹریچر کو نہیں مانتے تو آپ کے علماء کتابیں لکھتے کیوں ہیں؟ چھاپتے کیوں ہیں؟ اور آپ حضرات خریدتے کیوں ہیں؟ تمھارے نب! نے اور اہل حدیث ٹرسٹ برائے اشاعت کتب اہل حدیث کیوں قائم ہیں؟ پھر ان کتب کو علمی خدمات اور علمی کارناموں کا عنوان کیوں دیا جاتا ہے؟ مفت لٹریچر کیوں تقسیم کیا جاتا ہے؟ اپنی



لاہریوں میں اہل حدیثوں اخبار و رسالے، کتابچے، پمفلٹ، اور دیگر چھٹی بڑی کتابیں کیوں رکھی جاتی ہیں؟ ان سب کو آگ لگا دینی چاہئے۔ اور آئندہ اہلحدیث علماء کتابیں لکھنا چھوڑ دیں۔ اخبار و رسائل بند کر دیں۔ کتب خانے اور ٹرسٹ بند کر دیں۔ اور بازار میں جو اہلحدیث اپنا لٹریچر تقسیم کرتا نظر آئے اس کی جوتوں سے خاطر تواضع کی جائے۔

(۴) جب ہر اہل حدیث کی اپنی جدا تحقیق ہے وہ اپنے اکابر میں اور بانیان مذہب اہل حدیث کی تحقیقات کو ماننے کیلئے تیار نہیں پہر یہ بھان متی کا کنبہ ہوا ان کو جماعت اہلحدیث، جمعیت اہلحدیث، جماعت غرباء اہلحدیث، جماعت امراء اہلحدیث جماعت شبان اہل حدیث، کہنا کیسے درست ہے؟

(۵) آپ بھی تسلیم کرتے ہیں جیسے فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی کے تمام مسائل غلط نہیں۔ بلکہ فقہ حنفی کے بارہ لاکھ اجتہادی مسائل میں سے غیر مقلدین حضرات نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر تقریباً سو مسئلوں پر اعتراض کیا ہے۔ جنکے منہ توڑ، دندان شکن جوابات بھی دیے جا چکے ہیں۔ قدیم کتب میں سے فتح المبین۔ نصرۃ المقلدین۔ ایضاح الادلہ۔ اور مجموعہ رسائل مفتی مہدی حسن وغیرہ اور جدید تصنیفات میں مجموعہ رسائل (مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی) ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے باوجود غیر مقلدین نے فقہ حنفی کی تردید کو مقصد زندگی بنا رکھا ہے۔ غیر مقلدین کی درجنوں جماعتیں اور سینکڑوں کتابیں فقہ حنفی کے رد کیلئے وجود میں آ چکی ہیں جبکہ غیر مقلدین کے مسائل تعداد کے لحاظ سے فقہ حنفی کے مسائل کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کے باوجود سینکڑوں ایسے مسائل موجود ہیں جن کو سن کر غیر مقلدین ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لکھنے والے علماء کو سکھ بے ایمان تک کہہ دیتے ہیں سوائے انکار کے ان کے پاس ان مسائل کا کوئی جواب نہیں ہوتا کیا ان کی تردید کیلئے اہل حدیثوں نے کوئی جماعت بنائی ہے۔ ان کی تردید

میں کوئی کتاب۔ کوئی رسالہ۔ کوئی پمفلٹ شائع کیا ہے۔ اگر شائع کیا ہو تو پیش کریں۔ اگر اس کام کیلئے غیر مقلدین کیلئے کوئی جماعت بنائی ہو تو اس کا نام بتائیں۔ بصورت دیگر اتنے بڑے جرم پر پردہ داری کیوں؟

(۶) آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف اور صرف قرآن وحدیث کی بات مانتے ہیں اس کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے یہ مسائل جن کو تم نے سکھوں والے مسائل کہا ہے تمہارے اکابر کی کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ غیر مقلدین کے دعویٰ کے مطابق اگر یہ قرآن وحدیث کے مسائل ہیں تو ان کا انکار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کرنا چاہیئے اگر یہ قرآن وحدیث میں نہیں تو پھر اکابر اہل حدیث قرآن وحدیث کے دعویٰ میں جھوٹے ہوئے ہیں یا نہیں؟

(۷) کیا آپ لوگوں نے ان مسائل کی تحقیق کی ہے۔ اگر تحقیق نہیں کی تو بلا تحقیق انکار کرنا انصاف نہیں محض ضد ہے جو صداقت، عدالت، امانت، شرافت اور دیانت کے خلاف ہے اور اگر تحقیق کی ہے اور اگر آپ کی تحقیق میں یہ مسائل غلط ثابت ہوئے ہیں تو آپ قرآن وحدیث کے وہ دلائل جن سے آپ نے ان مسائل کو غلط ثابت کیا ہے ذرا ہمیں بھی بتادیں؟

(۸) آپ اپنے علماء میں سے جس عالم کو قرآن وحدیث کے دعویٰ میں سچا سمجھتے ہیں اس کا نام پیش کریں ہم انشاء اللہ اس کی کتابوں سے آپ کو ایسے مسائل دکھائیں گے اور اگر آپ اپنا کوئی سچا عالم بھی پیش نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سب علماء اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اور جس جماعت کے علماء جھوٹے ہوں اس کے عوام علماء سے زیادہ جھوٹے ہوں گے اور جھوٹے لوگوں کی جماعت جھوٹی تو ہو سکتی ہے سچی نہیں ہو سکتی۔

(۹) جب آپ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ اور اللہ کے رسول کی بات مانتے ہیں اس کے علاوہ کوئی بات اور کوئی کتاب نہیں مانتے تو صادق سیالکٹی کی صلاۃ الرسول اور سبیل الرسول وغیرہ کو جو تم مانتے ہو اور حفظ ایمان کا ذریعہ جان کر حرز جان بناتے ہو اور ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتے ہو تو کیا صادق سیالکٹی تمہارا اللہ ہے یا رسول؟ اور کیا اس میں صرف اللہ و رسول کی باتیں ہیں یا صادق صاحب کی کچھ اپنی باتیں اور اپنی تحقیقیں بھی ہیں؟

(۱۰) آپ لوگوں نے اپنے ان مسائل کے جو جوابات دیے ہیں ہمارا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ دوسرے اہل حدیث بھی یہی جواب دیتے ہیں جبکہ آپ کے اکابر علماء اہل حدیث نے ان تمام کتب کو اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامہ قرار دے کر اس پر فخر کیا ہے۔ چنانچہ ابو تحیٰ امام خاں نوشہری کی کتاب ”ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات“ میں ان تمام کتب کا اندراج ہے اور اس کتاب کا تعارف یوں کرایا گیا ہے کہ یہ مقالہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پچاس سالہ جوبلی پر بتاریخ ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء پڑھایا گیا۔ (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۹ طبع لاہور)۔ کتنے اہم اور عظیم موقع پر ان کتب کو عظیم علمی خدمت و کارنامے کے طور پر پیش کیا گیا لیکن آپ کے اصاغر علماء و عوام کی طرف سے ان کتب میں درج مسائل کے جوابات کے مطابق فرقہ اہل حدیث کے اکابر علماء کرام اور ان کے اصاغر علماء و عوام کے متضاد خیالات کا نقشہ یوں بن جاتا ہے۔

اکابر علماء اہل حدیث کا نعرہ	اصاغر علماء و عوام کا جواب
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	لعنت، لعنت
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	سکھ، سکھ بے ایمان، بے ایمان
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	آگ لگا دو، آگ لگا دو

ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ہم نہیں مانتے، ہم نہیں مانتے  
 ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات لعنتی مسائل، لعنتی مسائل  
 ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات سکھوں کے مسائل، بے ایمانوں کے مسائل  
 کیا آپ لوگوں کے جوابات کے مطابق یہی صورت بنتی ہے یا کچھ اور؟ اور کیا  
 آپ کو یہ صورت پسند ہے؟ اگر یہ صورت پسند نہیں تو یہ جواب نہ دیں بلکہ ان مسائل کی ذمہ  
 داری قبول کریں اور ان پر قرآن و حدیث کے صحیح اور صریح ثبوت پیش کریں اور جو مسائل  
 ان میں غلط ہیں ان کے غلط ہونے پر ثبوت پیش کریں۔

### غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ: ہم صادق سیالکوٹی صاحب کو نہ خدا مانتے ہیں نہ رسول مانتے ہیں بلکہ اس کی جوابات  
 سچی ہوتی ہے وہ قبول کرتے ہیں جو غلط ہوتی ہے اس کو رد کرتے ہیں۔

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے عام اہل حدیث ان کتابوں میں سچ و جھوٹ اور صحیح  
 و غلط میں فرق کر ہی نہیں سکتے دوسری بات یہ ہے کہ میں تو بار بار آپ سے یہی کہہ رہا ہوں کہ  
 ان مذکورہ مسائل میں سے جو صحیح ہیں ان کے صحیح ہونے پر اور جو غلط ہیں ان کے غلط ہونے پر  
 قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کریں۔ اور اگر آپ بغیر قرآن و حدیث کے ثبوت کے ان کو  
 غلط کہیں گے تو اس سے آپ کے قرآن و حدیث والے دعوے کا جھٹکا ہونا لازم آتا ہے۔

### غیر مقلدین کی طرف سے ایک اور جواب

غ: یہ مسئلے قرآن و حدیث میں ہیں ہی نہیں تو ہم ان پر قرآن و حدیث سے ثبوت کیسے  
 پیش کریں؟

### غیر مقلدین کے جواب پر سنی نو جوان کا تبصرہ

**س: نمبر ۱:** اس سے پتہ چلا کہ آپ کے اکابرین قرآن وحدیث کے دعوے میں جھوٹے تھے کہ وہ دعویٰ کرتے قرآن وحدیث کا اور مسئلے ایسے لکھتے جو نہ قرآن میں ہوتے نہ حدیث میں۔

**نمبر ۲:** اسی طرح آپ کی اس بات سے آپ لوگوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ہو گیا کہ دین نبی ﷺ کی زندگی میں مکمل ہو گیا تھا اور ہر مسئلہ قرآن وحدیث میں آ گیا تھا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی مسئلہ پیش آئے اور قرآن وحدیث میں نہ ہو اب آپ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ نہ قرآن میں ہیں نہ حدیث میں ہیں۔

**نمبر ۳:** اسی طرح آپ کے اس اقرار کے بعد اگر خفی یہ کہیں کہ بہت سارے مسائل غیر منصوصہ تھے یعنی وہ قرآن وحدیث میں صراحتاً نہیں آئے تھے لیکن فقہاء نے ان کو اپنے اجتہاد سے حل کیا اس پر آپ کا یہ اعتراض غلط ہوگا کہ پھر تو دین ناقص ہوا کیونکہ آپ نے خود اعتراف کر لیا کہ آپ کے اکابرین کے تحریر کردہ مسائل قرآن وحدیث میں نہیں ہیں۔

**نمبر ۴:** جب یہ مسائل قرآن وحدیث میں نہیں تو لکھ دیں کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں اور اگر یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو وہ آیات واحادیث لکھ دیں یہ مسائل جن کے خلاف ہیں۔

### سنی نو جوان کا مطالبہ

ایک بار پھر میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ اپنے ان مسائل کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھیں جو ان میں صحیح ہوں ان کے صحیح ہونے پر اور جو غلط ہوں ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کر کے اپنے اکابرین کو اپنے مذہب کو اپنے دعوے و

نعرے کو اور اپنے آپ کو سچا کر دکھائیں ورنہ مولانا روم کی نصیحت مان لیں۔

### لطیفہ

مولانا روم نے مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے ایک گودنے والے سے کہا کہ میری پیٹھ پر شیر کی تصویر بنا دو تا کہ کمر میں قوت رہے۔ وہ تصویر بنانے بیٹھا اور سوئی چھوٹی اس نے ایک آہ کی اور پوچھا کیا بناتے ہو؟ اس نے کہا دم بناتا ہوں۔ آپ بولے دم نہ بناؤ یہ کوئی کھیاں تھوڑی اڑائے گی۔ اس نے دم چھوڑ کر دوسری طرف سوئی چھوٹی، پھر آہ کی اور پوچھا اب کیا کرتے ہو اس نے کہا سر بناتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ یہ کوئی دیکھے گا تھوڑا ہی۔ ایسا ہی رہنے دو پھر اس نے پیٹ بنانا چاہا تو آپ کہتے ہیں کہ کوئی کھائے گا تھوڑا ہی، غرض جس عضو کو بناتا آپ یہی کہتے کہ اس کو کیوں بناتے ہو؟ اس پر بنانے والے نے سوئی پھینک دی اور کہا۔

شیر بے گوش و سرو شکم کہ دید

ایں چنین شیر خدا ہم نا فرید

ترجمہ: شیر بغیر کان، سر، پیٹ کے کس نے دیکھا ہے۔ ایسا شیر تو خدا نے بھی نہیں بنایا میں کیا بناؤں گا آگے مولانا فرماتے ہیں۔

چوں نداری طاقت سوزن زدن

از چنین شیر زیاں بس دم مزن

ترجمہ: یعنی اگر تمہارے اندر اتنی بھی طاقت نہیں کہ سوئی برداشت کر سکو تو شیر کی صورت کا نام بھی مت لو۔

جب تم اپنے مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے تو آئندہ قرآن و حدیث کا نہ دعویٰ کیا کرو نہ اہل حدیث کے دو اصول۔ فرمان خدا فرمان رسول۔ کانعرہ لگایا کرو اور نہ ہی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلو یا کرو۔

### منصف مزاج غیر مقلد کا فیصلہ

غ: منصف مزاج غیر مقلد نے کہا مجھے آج تو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ غیر مقلدین علماء نے قرآن و حدیث کے دعویٰ کے باوجود اپنی کتابوں میں سینکڑوں مسائل غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف درج کیے ہیں۔ دوسرے یہ کہ انھوں نے ان مسائل خبیثہ، غلیظہ کو فقہ النبی، فقہ محمدی، کہہ کر نبی پاک ﷺ کی توہین کی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ قرآن و حدیث کے نام پر لکھے ہوئے اپنے مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔ چوتھے یہ کہ سوائے رفع یدین، فاتحہ، آمین کے دین کے باقی مسائل بلکہ نیت، تکبیر تحریمہ سے سلام تک مکمل نماز کے مسائل بھی قرآن و حدیث سے نہ ثابت کر سکتے ہیں اور نہ بتا سکتے ہیں۔

س: قطع کلامی معاف، ان تین مسئلوں میں بھی جو اصل ان کا دعویٰ ہے اس کے مطابق ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے کیونکہ ان تین مسئلوں میں اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ حنفی رفع یدین، قراءت خلف الامام اور آمین باجہر کے ترک کے قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ زندگی کے اخیر تک ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔ اسی طرح قراءت خلف الامام اور آمین بالجہر بھی نبی پاک ﷺ کی زندگی کے اخیر تک ہمیشہ جاری رہی تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ رفع یدین، قراءت خلف الامام اور آمین باجہر کے دوام پر قرآن و حدیث سی صحیح اور صریح ثبوت پیش کریں جس میں کسی

امتی کی رائے قول کا دخل نہ ہو۔ لیکن غیر مقلدین کے پاس ان تین چیزوں کے دوام پر اور آخری عمل ہونے پر ایک بھی صحیح صریح دلیل نہیں ہے۔

غ: منصف مزاج غیر مقلد نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے اس قسم کا ایک واقعہ میرے سامنے ہوا ہے۔ ایک مرتبہ حنفی عالم کو ایک غیر مقلد عالم نے ان تین مسئلوں پر مناظرے کا چیلنج کیا حنفی عالم نے چیلنج قبول کرتے ہوئے غیر مقلد عالم کے پاس تحریر بھیجی کہ مجھے آپ کا چیلنج قبول ہے۔ موضوع مناظرہ مندرجہ ذیل تین مسئلے ہوں گے (۱) دوام رفع الیدین (۲) دوام قراءت خلف الامام (۳) دوام آمین بالجہر۔ باقی شرائط بعد میں طے کی جائیں گی۔ یہ تحریر دیکھتے ہی غیر مقلد مناظرہ خواں باختہ ہو گیا اور مناظرے سے فرار کے بہانے کرنے لگا۔ لیکن اس وقت ہمیں ان کی یہ بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔ اب سمجھ میں آئی ہے۔ آج غیر مقلدین کے ڈھول کا پول کھل جانے کے بعد میں اس مذہب سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں اور اپنے باقی دوستوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ حقیقت شناس بن کر غیر مقلدین کے قرآن وحدیث والے جھوٹے دعوے و نعرے سے دھوکہ نہ کھائیں۔

‘‘ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور‘‘

### ضروری نوٹ ملاحظہ کیجئے

زید ایک مکان پر قابض ہے کوئی دوسرا شخص زید پر دعویٰ کر دے کہ وہ اس مکان پر ناجائز قابض ہے اور مقابلہ میں زید بھی اس پر ناجائز قابض ہونے کا دعویٰ کر دے تو اس سے زید کی ملکیت ثابت نہیں ہوگی۔ اسی طرح ہمارا دعویٰ ہے کہ غیر مقلدین قرآن وحدیث



کے نعرے پر ناجائز قابض ہیں اور اس دعویٰ میں انتہائی جھوٹے ہیں کیونکہ کتب غیر مقلدین میں تحریر کردہ ان کے سینکڑوں مسائل قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ہوتے۔ اندریں صورت اگر کوئی غیر مقلد جوابی طور پر فقہ حنفی کے مسائل میں خیانت کر کے یا جہالت کا ثبوت دے کر کچھ مسائل لکھ دے تو اس سے ان کا قرآن و حدیث کے دعویٰ میں سچا ہونا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ سچے ہونے کی صورت یہ ہے کہ رسالہ ہذا میں تحریر کردہ غیر مقلدین کے مسائل اگر صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن و حدیث سے صحیح اور صریح ثبوت پیش کریں۔:- دیدہ باید۔

نَسْرُ بِالْخَيْرِ